بُلاؤ اللہ کے راستے کی طرف اچھے طریقے اور اچھی نصیحت کے ساتھ

بنام قادیانی عوام

بھولے بھالے بے خبر قادیانی عوام کے نام
اللہ کے سچے رسول کے سچے دین میں واپسی کی دعاؤں کے ساتھ

ترتیب و تحقیق

نثار احمد خان فتحی

تأثرات

حضرت اقدس جناب مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

ملنے کے پتے

درخواستی کتب خانہ. بنوری ٹاؤن۔ کراچی
اسلامی کتب خانہ. بنوری ٹاؤن کراچی

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
بُلاؤ اللہ کے راستے کی طرف اچھے طریقے اور اچھی نصیحت کے ساتھ

بنام قادیانی عوام

بھولے بھالے بے خبر قادیانی عوام کے نام
اللہ کے سچے رسول کے سچے دین میں واپسی کی دعاؤں کے ساتھ

ترتیب و تحقیق
نثار احمد خان فتحی

تأثرات
حضرت اقدس جناب مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت، انگلینڈ یوکے

ترتیب عنوانات

صفحہ نمبر

خلاصہ کتاب

قرآن وحدیث تعامل صحابہ اور اجماع امت سے تو ثابت ہوچکا کہ قیامت تک حضور خاتم النبین کے بعد اب کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آئیگا۔ لیکن ایک عام آدمی کی عقل بھی مرزا غلام احمد کو انکے کردار، تضادبیانی، ناشائستہ زبانی، انگریز کی خوشامد، شعائراللہ کی بے حرمتی، تحریف قرآن، تحقیر حدیث، توہین انبیاء اور تنسیخ جہاد کی وجہ سے نبی تو کیا مسلمان بھی نہیں سمجھ سکتی۔

یہ کتاب ہم نے جذبہ ٔ اخوت اسلامی کے تحت ان بے خبر اور بھولے بھالے عوام کے لئے لکھی ہے جو

۱. بے خبری اور لاعلمی کی بنا پر قادیانی مذہب کو اسلام کا سچا خدمت گار سمجھتے ہوئے قبول کر بیٹھے اور آج بھی اس مذہب کے بنیادی عقائد سے ناواقف ہیں۔
۲. جنکو قادیانیت ماں باپ کی طرف سے ورثہ میں ملی اور انھوں نے بغیر تحقیق کئے اسکو قبول کرلیا اور آج بھی اپنے مذہب کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔

۳۔ جنھوں نے کسی خوبصورت لڑکی سے شادی کی غرض سے یا اعلیٰ ملازمت کے حصول کی خاطر یا نقد رقم کے لالچ میں اپنی آخرت کو بیچ کر دنیائے فانی کی کچھ آسائش حاصل کی اور قادیانی مذہب کا فارم معمولی بات سمجھتے ہوئے بھر دیا اور ارتداد جیسے عظیم گناہ کے مرتکب ہو کر دنیا اور آخرت کی روسیاہی مول لی۔

یہ کتاب ان مسلمان نوجوانوں کیلئے بھی لکھی ہے

۱) جو قادیانی ماحول میں رہتے ہیں اور لاعلمی کی بنا پر اپنے قادیانی ساتھیوں یا انکے مبلغین سے متاثر ہو جاتے ہیں اور انکے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے۔

۲) وہ مسلمان جو قادیانی عقائد نہ جاننے کی وجہ سے کچھ مسائل میں اس جماعت کیلئے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔

الهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا لضالين آمين

فاتحۃ الکتاب

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ
نائب امیر عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد :

۱) مرزا غلام احمد قادیانی سن ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا سے رخصت ہوا، اس نے ایک الہام ذکر کیا تھا کہ تیری عمر اسی سال ہو گی، یا چار پانچ سال کم یا چار پانچ سال زیادہ، لیکن اس کی تاریخ وفات کو سامنے رکھا جائے تو یہ الہام غلط ثابت ہوتا ہے۔

۲) مرزا غلام احمد نے سب سے پہلی کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھی، جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ اس کی پچاس جلدیں شائع کی جائیں گی اور بے شمار لوگوں سے پیشگی رقمیں بھی وصول کیں۔ لیکن اس کتاب کے چار حصے شائع ہوئے اور اس میں بھی پہلا حصہ تو اشتہار پر مشتمل تھا۔ باقی حصوں میں حاشیہ در حاشیہ سے کتاب کو بھر دیا گیا اور پہلی فصل شروع ہوئی تو اس پر کتاب کو ختم کر دیا گیا اور اس کے آخر میں اعلان کر دیا گیا کہ ''یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے 'انی انا ربک' کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے''۔

(اشتہار ٹائیٹل پیج صفحہ آخری براہین احمدیہ جلد چہارم)

۳) مرزا غلام احمد نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، پھر 'محدث' ہونے کا دعویٰ کیا، ۱۸۹۱ء میں دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں، اور ان کی جگہ میں آیا ہوں۔ ۱۸۹۲ء میں دعویٰ کیا کہ میں مہدی بھی ہوں۔ ۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا کہ نبی ہوں۔ گویا مرزا غلام احمد کی زندگی مختلف اور متضاد دعوؤں کے گرد گھومتی ہے، اور جتنے متضاد دعوے ہو سکتے تھے سب اس شخص نے جمع کر لئے ہیں اور اس کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ میرے یہ دعوے آپس میں ایک دوسرے سے متناقض ہیں۔

۴) میرے مکرم و محترم جناب نثار احمد خان فتحی زید مجدہ نے (جو حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے مسترشد اور خلیفہ مجاز ہیں) مرزا غلام احمد کے دعاوی پر یہ کتاب تحریر فرمائی ہے، اور اس میں انداز بیان اتنا آسان اور استدلال اتنا مستند اور موثر ہے کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کا اللہ تعالیٰ کے خوف اور قیامت کے محاسبہ کے پیش نظر بغور مطالعہ کرے تو انشاء اللہ اس پر راہ حق واضح ہو سکتی ہے۔

۵) میں موصوف کو اس کتاب کی تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور جو لوگ مرزا غلام احمد کے دامِ فریب میں آگئے ہیں ان کیلئے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہدایت کی راہیں کشادہ فرمائیں اور انہیں ہمیشہ کے عذاب سے نجات عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

مقصد کتاب

مذہب قادیانیت کے رد میں الحمد اللہ اب تک سینکڑوں کتابیں لکھی جاچکی ہیں جن میں بعض کتابیں علمی اور تحقیقی اعتبار سے بڑی گرانقدر اور علمی سرمائے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر چونکہ یہ عوام کی سطح علمی سے بلند ہیں اسلئے عوام ان سے براہ راست خاطر خواہ فائدہ نہیں اُٹھاتے اور ہر مذہب میں عوام ہی کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جن میں محقق کم اور مقلدّ زیادہ ہوتے ہیں۔ یہی حال قادیانی مذہب کا بھی ہے۔ راقم الحروف کو بہت سے ایسے قادیانی حضرات سے واسطہ پڑا جن کو اپنے مذہب کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں۔ نہ انھوں نے اپنے مقتدا مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور نہ ان کتابوں کا مطالعہ کیا جو علما کرام نے انکے رد میں لکھی ہیں۔ نہ انھیں اسکی تفصیل معلوم کے قومی اسمبلی نے انھیں کن بنیادوں پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے۔ جب ان سے بات کرو تو وہ یہ ماننے کیلئے تیار ہی نہیں کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور جو انکو نبی نہ مانے اسکو کافر کہتے ہیں۔ بلکہ یہ حضرات الٹی شکایتیں کرتے ہیں کہ ہم پر بڑا ظلم ہو رہا ہے ہم تو آپ ہی کی طرح مسلمان ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں، نماز روزہ کرتے ہیں، مسجدوں میں جاتے ہیں پھر ہم غیر مسلم کیسے ہوئے ؟

یہ کتاب ایسے ہی بھولے بھالے قادیانی بھائیوں اور ان مسلمانوں نوجوانوں کیلئے جو علم نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی مبلغین سے متاثر ہو جاتے ہیں لکھی گئی ہے۔ اسمیں کوئی علمی بحث و مباحثہ نہیں کیا گیا صرف دین کے محکم اور متفقہ عقائد سے مرزا صاحب اور انکی جماعت نے جو انحراف کیا اسکو بیان کر کے فیصلہ خود عوام کی عقل سلیم پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ اتنی عقل حق تعالیٰ نے ایک عام آدمی کو بھی دی ہے کہ وہ آدمی کے اطوار و عادات، اقوال و عقائد اور تحریر و تقریر سے اسکے ثقہ و

پرہیزگار اور سچے ہونے یا جھوٹے ہونے میں تمیز کر سکتا ہے۔ اہل علم قادیانی حضرات کیلئے بھی اس کتاب میں کافی غورو فکر کا سامان موجود ہے۔

جن لوگوں نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا ہے وہ پہلے ہمارے ہی دینی بھائی تھے اور اُمت واحد ہوتے ہوئے ہمارے ہی جسم کا حصہ تھے۔ افسوس کہ وہ ناسمجھی سے یہ غلط فہمی کا شکار ہو کر ہم سے الگ ہو گئے۔ ہمارا فرض ہے کہ انکو حقیقت حال سے آگاہ کریں۔ اللہ کے سیدھے اور سچے دین کی طرف بلا کر آخرت کے عذاب سے بچائیں۔ مگر بحث و مباحثہ اور مناظرانہ طریقے سے نہیں بلکہ محبت و خلوص سے، افہام و تفہیم سے، شائستگی اور استدلال سے اور اسطرح جیسے کہ ہم کو حکم ہے "ادعوالیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة"۔

تعصب، فرقہ واریت، جذبہء انانیت اور عقید تمندانہ غلو سے پاک ہو کر جو شخص اس کتاب کو اس نیت سے پڑھے گا کہ حق اس پر ظاہر ہو اور اسکا سینہ قبول حق کیلئے کھل جائے تو ہمیں حق تعالیٰ کے بے پایاں لطف و کرم اور اسکے سچے رسول ﷺ کی شفقت و رحمت سے امید ہے کہ وہ اپنی مراد کو پہنچے گا۔

اے اللہ میں تیرا ایک عاجز و کمزور گنہگار بندہ ہوں۔ کوئی علمی سرمایہ نہیں رکھتا وسائل محدود ہیں۔ کوئی مدد کرنے والا اور مشورہ دینے والا نہیں۔ محض تیرے بھروسے پر اور امت محمدیہ کی خیر خواہی میں اس کتاب کو شروع کرتا ہوں۔ اس میں اثر پیدا فرما اور اس کے ذریعہ لوگوں کو اپنے مغضوبوں کی راہ سے نکال کر اپنے انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر ڈالدے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین و خاتم النبین ﷺ۔

شفاعت محمدی کا امیدوار
نثار احمد خاں فتحی
52A، بلاک نمبر 1، فیڈرل بی ایریا،
کراچی.

پہلا باب

مرزا صاحب کے دس مذہبی جرائم

زبان خلق

قادیانی مذہب میں ایک کثیر تعداد ایسے بھولے اور سیدھے لوگوں کی بھی ہے جن میں مرد، عورتیں اور جوان لڑکے سبھی شامل ہیں جنکو اپنے مذہب کے بنیادی عقائد کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں۔ نہ انھوں نے اپنے متقدا مرزا صاحب کی وہ کتابیں پڑھیں جسمیں انھوں نے مسیح موعود اور ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ وہ کتابیں دیکھی ہیں جو علمائے اسلام نے مرزا صاحب کے عقائد کے رد میں لکھی ہیں۔

نہ ان لوگوں کا اسکا صحیح علم ہے کہ اگست 1974 میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر نے دس دن کی بحث میں وہ کیا انکشافات اور اعترافات کئے تھے جسکے سبب قادیانی جماعت کو خارج از اسلام قرار دیکر غیر مسلم اقلیت کا قانونی درجہ دیا گیا۔

وہ شاید یہ بھی نہ جانتے ہونگے کہ اسلامی تنظیموں کی عالمی کانفرنس جو اپریل 1974 میں مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی تھی اور جس میں دنیا بھر کے مختلف اسلامی تنظیموں اور مسلم ممالک کے ایک سو چالیس (140) نمائندے شریک تھے قادیانی جماعت کے خلاف ایک قرار داد متفقہ طور پر منظور کی تھی جس میں اور پابندیوں کے علاوہ یہ طے کیا تھا کہ اس مذہب کے ماننے والوں کو خارج از اسلام قرار دے کر مقدس مقامات میں انکا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔

یہ حقیقت بھی شاید ان بھولے بھالے لوگوں کو معلوم نہ ہو کہ 1974 میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد قادیانیوں کو شعار اسلام مثلاً اذان دینے۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے اور کلمہ طیبہ اپنے سینوں پر لگانے سے کیوں روک دیا گیا تھا اور جب انھوں نے اس قانون کو اعلیٰ عدالتوں میں چیلنج کیا تو ہر عدالت نے پوری چھان بین اور بحث و مباحثہ کے بعد انکے ہر چیلنج کو مسترد کر دیا۔ چنانچہ

لاہور ہائی کورٹ نے 1981، 1982، 1987، 1991 اور 1992 میں

کوئٹہ ہائی کورٹ نے 1987 میں

سپریم کورٹ نے 1993 میں

وفاقی شرعی عدالت نے 1984 اور 1991 میں

اور سپریم کورٹ شریعت اپیل بینچ نے 1988 میں ایسی تمام اپیلیں مسترد کر دیں جو قادیانی جماعت نے شعار اسلام استعمال کرنے کی پابندی کے خلاف دائر کی تھیں۔

اور یہ بات تو غالباً بہت کم لوگوں کو معلوم ہو کہ مذہبی اختلاف کی بنیاد پر سب سے پہلا تنسیخ نکاح کا مقدمہ ڈسٹرکٹ جج بھاولپور کی عدالت میں آج سے ستر 75 سال پہلے ایک مسلمان بی بی عائشہ نامی نے اپنے قادیانی شوہر عبد الرزاق کے خلاف دائر کیا تھا جو نو سال تک چلتا رہا اور آخر کار 1935 میں محمد اکبر خاں جج نے فیصلہ دیا کہ دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ قادیانی اپنے عقائد کے اعتبار سے مسلمان نہیں اور کسی غیر مسلم سے کسی مسلمان عورت کا نکاح اسلام میں جائز نہیں اسلئے میں نکاح کو فسخ کرتا ہوں۔

محترم قادیانی حضرات یہ سارے حقائق اور چشم کشا واقعات پڑھ کر آپ ضرور یہ سوچنے پر مجبور ہونگے کہ کیا بات ہے مرزا صاحب اور انکے خلفا تو ہم سے یہ کہتے

ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں مگر جب معاملات کی چھان بین ہوتی ہے، بحث و مباحثہ ہوتا ہے، خود ان سے پوچھا جاتا ہے، انکے عقائد انکی کتابوں سے نکالے جاتے ہیں تو ہر ادارہ ہر عدالت ہر ملک انکو اسلام سے خارج ایک الگ فرقہ قرار دیتا ہے اور صورت حال یہ کہنے لگتی ہے ؂

عجا کہیں جسے دو چار اسے عجا سمجھو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

دوستوں آپ میں سے جو شخص بھی ایسا سوچتا ہے وہ یقیناً قابل تحسین ہے اور یہ سوچ اسکا ثبوت ہے کہ اسکے دل میں تلاش حق کی تڑپ ابھی باقی ہے۔ اس سوچ کا تسلی بخش جواب ہم خود نہیں دینگے۔ کیونکہ ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی۔ اسلئے ہم ہر اس قادیانی دوست سے جو حق کا متلاشی ہے صرف اتنی درخواست کرینگے کہ وہ خود اپنے مقتدا مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کرے۔

۱۔ ازالۂ اوہام
۲۔ حمامۃ البشریٰ
۳۔ انجام آتھم
۴۔ حقیقت الوحی
۵۔ دافع البلا
۶۔ براھین احمدیہ
۷۔ ایک غلطی کا ازالہ
۸۔ تریاق القلوب

۹۔ توضیح مرام

۱۰۔ تذکرہ وحی مقدس و مجموعہ الہامات

۱۱۔ آئینہ کمالات

۱۲۔ کتاب البریہ

۱۳۔ اربعین

۱۴۔ اعجاز احمدی

۱۵۔ دُر ثمین

۱۶۔ چشمۂ معرفت

۱۷۔ اعجاز احمدی

۱۸۔ تحفہ گولڑویہ

۱۹۔ روحانی خزائن

۲۰۔ ملفوظات مرزا

اور مرزا صاحب کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی یہ کتابیں :

۱۔ حقیقۃ النبوۃ

۲۔ انوار خلافت

۳۔ سیرت المہدی

۴۔ آئینہ صداقت

۵۔ سلسلۂ احمدیہ

مگر ہم جانتے ہیں کہ اتنی ساری کتابیں حاصل کرنا اور انکا مطالعہ کرنا عوام کے لئے یقیناً ایک مشکل کام ہے لیکن اس کام کو ہم نے بہت آسان کر دیا ہے اور وہ اسطرح

کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذریعہ جناب متین خالد صاحب نے انتہائی دیانت داری اور عرق ریزی سے ایک کتاب ''ثبوت حاضر ہیں'' کے نام سے شائع کی ہے جس میں مرزا صاحب کی ان تمام کتابوں کے قابل اعتراض اقتباسات کے فوٹو دے دیئے ہیں اور اسطرح وہ ساری تحریریں اور دعوے، الہامات، علمائے اسلام کو گالیاں، انبیا کی شان میں گستاخیاں، محمد ﷺ سے افضل ہونے کے دعوے غیر احمدیوں کو کافر کہنا غرض کہ ہر قابل اعتراض تحریر کا عکس اس کتاب میں سمو دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب آپ یہ کتاب پڑھینگے تو یقیناً اس امر میں ہم سے متفق ہو جائینگے اور یہ حقیقت آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائیگی کہ حضرت محمد خاتم النبین علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر اور سب سے بڑا مذہبی جرم ہے اور مرزا صاحب نے نہ صرف یہ جرم کیا ہے بلکہ اسکے علاوہ وہ مندرجہ ذیل مذہبی جرائم کے مرتکب ہوئے۔

۱۔ ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔
۲۔ حضور علیہ السلام پر اپنی فضیلت بتائی۔
۳۔ جو انکو نبی نہ مانے اسکو کافر کہا۔
۴۔ قرآن، حدیث، صحابہ اور انبیا کی شان میں گستاخیاں کیں۔
۵۔ قرآن و حدیث اور شعائر اسلام کی تحقیر کی۔
۶۔ حضرت محمد ﷺ کیلئے جو اصطلاحات تھیں وہ اپنے لئے استعمال کیں۔
۷۔ نزول مسیح کا انکار اور خود مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔
۸۔ قرآن و سنت کے خلاف عقیدے اختراع کئے۔
۹۔ قرآنی آیات جو حضرت محمد ﷺ کیلئے تھیں اپنی ذات پر چسپاں کیا۔
۱۰۔ انگریز کی خوشنودی کیلئے جہاد کو منسوخ کیا۔

اس کتاب میں ہم نے انھیں جرائم کو مرزا صاحب اور انکی جماعت کی متعلقہ تحریروں کے ثبوت کے ساتھ مختصراً آپکی معلومات کیلیئے بیان کیا ہے تاکہ آپکو معلوم ہو سکے کہ جو کچھ آپکو بتا کر اور تحریریں دکھا کر آپکا مذہب اور عقیدہ بدلا گیا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ حقیقت وہ ہے جو ہم نے اس کتاب میں بیان کی ہے۔ ہم نے یہ کتاب ناصحانہ انداز میں آپکو اور ان لوگوں کو جن کے پاس قادیانی مبلغین جاتے رہتے ہیں صحیح صورت حال سے واقف کرانے کیلیئے لکھی ہے۔ اسمیں کوئی بحث و مباحثہ اور جنگ و جدل کا انداز نہیں ہم نے کوشش کی ہے کہ جہاں ہمارے جذبات مشتعل ہوں وہاں بھی ہم ضبط سے کام لیں اور تحریر کو گندگی اور ناشائستگی سے محفوظ رکھیں ہمیں امید ہے کہ آپ بھی اس کتاب کو صبر و تحمل سے مطالعہ کریں گے۔ ہم نے مرزا صاحب کے ہر جرم کو بیان کرنے کے بعد خود کچھ نہیں کہا ہے بلکہ فیصلہ آپکی عقل سلیم پر چھوڑ دیا ہے۔

دوسرے باب میں ہم نے مرزا صاحب کی ذات کے بارے میں کچھ لکھا ہے اور انکی معاشرت، معاملات، عبادات اور کردار کے بارے میں خود آپکی جماعت اور مرزا صاحب کی تحریروں سے انکا ایک نقشہ کھینچا ہے تاکہ آپ اسکا اندازہ بھی لگا سکیں کہ آیا یہ کردار مہدی، مسیح یا نبی کے شایان شان ہو سکتا ہے؟

تیسرے باب میں کچھ مزید کسوٹیوں پر مرزا صاحب کو پرکھا ہے تاکہ آپکے پیر اور انکے مذہب کا ہر پہلو آپکے سامنے آجائے جس سے یقیناً آپکی عقل سلیم کو کسی صحیح فیصلے پر پہنچنے میں بڑی مدد ملے گی۔

ہماری دلی دعا ہے کہ حق تعالیٰ آپکی آنکھوں کو ہدایت کے نور سے روشن کرے اور آپکے سینے کو قبول حق کے لئے کشادہ فرمائے۔ آمین

مرزا صاحب کا پہلا مذہبی جرم
"دعویٰ نبوت"

قرآن شریف کی آیت مبارکہ کے لفظ خاتم النبین کے متعلق ایک ہزار چار سو برس سے ساری دنیا کے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہی رہا ہے کہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپکے بعد اب کوئی نبی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی یا بروزی کسی شکل میں بھی نہیں آسکتا۔ قرآن، سنت، اجماع امت قیاس اور تعامل صحابہ سب اسی عقیدے کی تائید کرتے ہیں۔ اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اس عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھے یا نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تائید کرے اسلام سے خارج ہو جائیگا اور اگر اسلامی حکومت میں ایسا ہوا تو حکومت اسکو شریعت کے مطابق سزا دیگی۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہی کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا جیسے مسیلمہ اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور سجاح وغیرہ۔ تو صحابہ کرام نے ان سب سے قتال کیا۔ اسکے بعد خلفاء بنی امیہ اور بنو عباس کے زمانے میں بھی بہت سے مدعی نبوت پیدا ہوئے مگر حکومت وقت نے سبکو قرار واقعی سزا دی۔

پھر اسکے بعد بھی مہدی اور نبی ہونے کے دعویداروں کا سلسلہ جاری رہا اور بہت سے لوگوں نے جن میں شعبدہ باز اور اہل علم دونوں تھے مہدی اور نبی ہونے کے دعوے کئے۔ شعبدہ بازوں کو تو حُب جاہ اور دنیا کی طمع نے ہلاک کیا اور اہل علم کو انکے علم نے گمراہ کیا۔ چنانچہ شعبدہ بازوں میں علی بن فضل یمنی، عبد العزیز باسندی، ابو طیب متنبی، یحییٰ بن فارس، اسحاق اخرس، میر محمد حسین مشہدی اور بہت سے لوگ گذرے ہیں اور اہل علم میں یحییٰ بن ذکرویہ، حارث دمشقی،

عبد اللہ ابن تومرت اور سید محمد جونپوری وغیرہ کے نام تاریخ میں ملتے ہیں۔
ایسے ہی ایک شخص مرزا غلام احمد نے ہندوستان کے شہر قادیان میں ظہور کیا۔ ابتدا اسکی بڑی اچھی تھی دین اسلام کی حمایت میں پادریوں اور آریہ سماجیوں سے مناظرے کرتا تھا اس وجہ سے اسکے ہم عصر علمانے اسکے متعلق اچھی رائے ظاہر کی (جسکو اسکے خلفا اب بھی اسکے حق میں پیش کرتے رہتے ہیں مگر یہ رائے اسوقت کی ہے جب اسنے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا)۔ بعد میں کچھ وجوہ کی بنا پر جسکا ذکر ہم بعد میں کرینگے اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اس دعوے پر جب امت مسلمہ کی طرف سے شور اٹھا اور ہر مکتب فکر کے علماء نے اسکے خلاف آواز اٹھائی تو مرزا صاحب نے تاویل سے کام لیا اور کہا کہ خاتم النبین کے معنی یہ نہیں کہ حضورؐ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ حضورؐ کے بعد جو نبی بھی آئیگا وہ انکی مہر لگانے کے بعد آئیگا۔ یہ تاویل اور خاتم النبین کے یہ معنی چودہ سو برس کے عرصے میں آج تک کسی فقیہہ عالم، مفسر، محدث، ولی، صوفی، مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کسی سے منقول نہیں۔ سب کا اجماع اس پر ہے کہ محمد ﷺ کے بعد اب کوئی نبی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی یا بروزی کسی شکل میں بھی نہیں آسکتا۔ البتہ قوم کی ھدایت اور رہنمائی کیلئے ہر زمانے میں حق تعالیٰ علمائے حق، اولیا اور مجدد دین پیدا فرماتے رہینگے جو قرآن و سنت کی روشنی میں قیامت تک اس امت کی رہبری فرمائینگے۔ چند مشہور و معروف علماء اور انکی کتابوں کے نام ہم لکھتے ہیں جنھوں نے اپنی کتابوں میں اسی عقیدے کی ترجمانی کی ہے۔

علماء	کتاب	
۱۔ علامہ ابن جریر طبری	تفسیر طبری جز ۲۲	صفحہ ۱۲
۲۔ امام طحاوی	العقیدہ السلفیہ دار المعارف مصر	صفحہ ۱۵، ۸۷، ۹۶، ۱۰۰
۳۔ علامہ ابن حزم اندلسی	المحلی جلد اول	صفحہ ۲۶
۴۔ امام غزالی	الاقتصاد فی الاعتقاد مصر	صفحہ ۱۱۴
۵۔ محی السنہ بغوی	تفسیر معالم التنزیل جلد ۳	صفحہ ۱۵۸
۶۔ علامہ زمخشری	تفسیر کشاف جلد ۲	صفحہ ۲۱۵
۷۔ قاضی عیاض	شفاء جلد ۲	صفحہ ۲۷۰ـ۲۷۱
۸۔ امام رازی	تفسیر کبیر جلد ۶	صفحہ ۵۸۱
۹۔ علامہ شہرستانی	الملل والنحل	
۱۰۔ علامہ بیضاوی	انوار التنزیل جلد ۴	صفحہ ۱۶۴
۱۱۔ علامہ حافظ الدین نسفی	تفسیر مدارک جلد ۵	صفحہ ۴۷۱
۱۲۔ علامہ علاء الدین بغدادی	تفسیر خازن جلد ۵	صفحہ ۴۷۲
۱۳۔ علامہ ابن کثیر	تفسیر ابن کثیر جلد ۳	صفحہ ۴۹۳
۱۴۔ علامہ جلال الدین سیوطی	تفسیر جلالین	صفحہ ۴۲۸
۱۵۔ علامہ ابن نجیم	الاشباہ والنظائر	صفحہ ۱۷۹
۱۶۔ ملا علی قاری	شرح فقہ اکبر	صفحہ ۲۰۲
۱۷۔ شیخ اسماعیل حقی	تفسیر روح البیان جز ۲۲	صفحہ ۸۸۸
۱۸۔ علامہ شوکانی	تفسیر فتح القدیر جز ۴	صفحہ ۲۸۵
۱۹۔ علامہ آلوسی	تفسیر روح المعانی جز ۲۲	صفحہ ۳۲
۲۰۔ ابن حجر عسقلانی	فتح الباری جلد ۶	صفحہ ۳۱۵ـ۱۱۷

عالم اسلام کے یہ مایہ ناز علماء مکتب اہل سنت والجماعت کی نمائندگی کرتے ہیں اور سب نے خاتم النبین کا مطلب یہی لیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیگا اور عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا جو منقول ہے تو اس سے رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی حیثیت متاثر نہیں ہوتی کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام تو آپؐ سے قبل نبوت سے سرفراز ہو چکے ہیں دوبارہ آنے کے بعد وہ شریعت محمدیہ کے متبع اور امت محمدیہ کے امتی کی حیثیت سے آئینگے۔

ختم نبوت کے اسی عقیدے پر تمام علماء اثنا عشریہ (شیعہ مسلک کے علماء) بھی قائم ہیں۔ چند علماء کے نام لکھے جاتے ہیں۔

علماء	کتاب
۱۔ علی بن ابراھیم	تفسیر القمی صفحہ ۵۳۲ مطبوعہ نجف
۲۔ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن بن علی طوسی	تفسیر التبیان جلد ۸ صفحہ ۳۱۴ نجف
۳۔ ملا فتح اللہ کاشانی	تفسیر نہج الصادقین جلد ۷ صفحہ ۳۳۳
۴۔ ابو علی فضل بن حسین طبری	تفسیر مجمع البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸۹
۵۔ ملا حسن کاشی	تفسیر انصافی صفحہ ۴۹۱ طبع نجف
۶۔ ہاشم بن سلیمان بن اسماعیل حسینی	تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۳۲۷ طبع ایران
۷۔ علامہ حسین بخش	انوار النجف جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۱ طبع لاہور
۸۔ مولانا سید عمار علی	تفسیر عمرۃ البیان جلد ۱۲ طبع دہلی
۹۔ مقبول احمد	تفسیر قرآن صفحہ ۵۰۷ طبع لاہور
۱۰۔ حافظ فرمان علی	ترجمہ و تفسیر قرآن صفحہ ۵۸۵

اسکے علاوہ ہندوپاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں ہر مکتب فکر حنفی، شافعی،

حنبلی، مالکی، مقلد، غیر مقلد، اہل حدیث، علماء بریلوی، علماء دیوبند، علماء اثنا عشری ابتدائے اسلام سے آج تک خاتم النبین کے اسی عقیدے پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں اور جو ایسا عقیدہ رکھے یا دعویٰ کرے وہ قطعی اسلام سے خارج ہے۔

پھر اس چودہ سو سال کے درمیان اللہ کے ہزاروں مقرب اور ولی پیدا ہوئے جنکے نام آج تک انتہائی ادب و عقیدت سے لئے جاتے ہیں جنکے نفوس و قلوب پر ہر وقت تجلیات الٰہی کا نزول ہوتا تھا۔ جنھوں نے تقویٰ، پرہیزگاری، مجاھدات اور عبادت کی ایسی روایتیں قائم کیں جن کو سن کر انسانی عقل حیران رہجاتی ہے۔ جنکے سینے علم لدنی اور معرفت الٰہی سے لبریز تھے جیسے حضرت محبوب سبحانی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی، حضرت شہاب الدین عمر سہروردی، حضرت معین الدین چشتی، حضرت شیخ ابن عربی انکے علاوہ اور بھی ہزاروں اللہ کے مقرب بندے پیدا ہوئے مگر کسی کو خاتم النبین کے متفقہ عقیدے سے انحراف کی جرأت نہیں ہوئی۔

اسکے علاوہ خود سردار لانبیا خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کا قول مبارک "لانبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہیں) جسکی تائید اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے دیکھئے۔

کتاب صحیح بخاری	کتاب الانبیا جلد ۲	صفحہ ۲۸۷ طبع بیروت
کتاب صحیح مسلم	جلد ۲	صفحہ ۲۴۹ طبع دار الکتب بیروت
کتاب ترمذی	جلد ۲	صفحہ ۵۳ طبع ایچ. ایم. سعید اینڈ کمپنی کراچی
صحیح مسلم	جلد ۲	صفحہ ۲۶۱ طبع دہلی

ابن ماجہ	جلد ۲	صفحہ ۱۷۸
ابو داؤد	جلد ۲	صفحہ ۳۱۶
بیہقی	جلد ۵	صفحہ ۱۹۷
مستدرک حاکم	جلد ۲	صفحہ ۴۱۸ طبع حیدر آباد دکن
نہج البلاغہ	جلد ۲	صفحہ ۲۵۵ طبع مصر (مسلک اہل تشیع)
اصول الکافی	جلد ۱	صفحہ ۱۶۳ طبع اول کشور لکھنؤ (مسلک اہل تشیع)

اب میں نہایت ادب سے قادیانی حضرات کی عقل سلیم کو اپیل کرونگا کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اللہ، رسول، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علماء، فقراء، اولیا، مفسرین، مفکرین، محدثین، فقہا اور ساری دنیا ایک متفقہ عقیدے پر قائم ہے اور خود مرزا صاحب بھی ابتدا میں اسی عقیدے پر ایمان رکھتے تھے چنانچہ ایک اشتہار میں جو "تبلیغ رسالت" جلد دوم صفحہ ۲۰ میں منقول ہے مرزا صاحب اپنا عقیدہ بیان کرتے ہیں :

> "میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی"۔

اور ایک دوسرے اشتہار مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جو جامع مسجد دہلی میں منعقدہ

ایک اجتماع میں تقسیم کیا گیا اور جو "تبلیغ رسالت" حصہ دوم صفحہ ۴۴ میں نقل کیا گیا ہے مرزا صاحب فرماتے ہیں :

"ان تمام امور میں میرا مذہب وہی ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ اب میں مسلمانوں کے سامنے اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں صاف صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔

(اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے صفحہ ۱۳۱)

(قادیانی حضرات اس بات پر بھی غور کریں کہ مرزا صاحب کو اس وضاحت اور صفائی کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی یقیناً کوئی بات تو خلاف عقیدہ ضرور ان سے سر زد ہوئی ہو گی)

اس قسم کی اور بھی بہت سی وضاحتیں مرزا صاحب کی کتابوں میں ملتی ہیں جسمیں انھوں نے حضور ﷺ کی ختم نبوت پر اپنے ایمان اور یقین کا اظہار کیا ہے مگر اسکے بعد جیساکہ مرزا صاحب کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے ان پر کچھ الہامات ہونے لگے جسکی ہم تردید نہیں کرتے یقیناً ہوئے ہونگے۔ سینکڑوں اولیا اور اللہ کے مقرب بندے ایسے گذرے ہیں جو الہامات سے سر فراز ہوئے ہیں مگر ان سب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ صرف انھیں الہامات کو قبول کرتے اور اسکے مطابق عمل کرتے تھے جسکی تائید قرآن و سنت سے ہوتی تھی اور الہامات کی شکلیں بھی مختلف ہوتی

ہیں غیبی آواز کی صورت بھی ہوتی ہے یا قلب میں کوئی بات ڈالدی جاتی ہے یا کوئی لطیفہ غیبی انسانی شکل میں متمثل ہو جاتا ہے۔ یہ بڑا نازک معاملہ ہوتا ہے کیونکہ یہ وحی کی طرح محفوظ نہیں ہوتا اور اس میں شیطان کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔ بہت سے واقعات صوفیا حضرات سے ایسے منقول ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا واقعہ تو بہت ہی مشہور ہے۔

ہر الہام کو منجانب اللہ سمجھنے سے سینکڑوں عابد و زاہد ہلاک ہو گئے۔ ہزاروں مقرب بارگاہ الٰہی راندہ درگاہ بن گئے کوئی اپنے آپ کو مہدی سمجھ بیٹھا جیسے مہدی سوڈانی، علی محمد شیرازی، عبد اللہ ابن تومرت۔ کسی نے نبی ہونے کا دعویٰ کردیا جیسے سید محمد جونپوری، بایزید روشن جالندھری وغیرہ۔ کسی نے کہا میں خدا ہوں جیسے حکیم مقنع خراسانی، ابو طاہر قرمطی وغیرہ۔ ہزاروں درویشوں نے شیطانی الہام کی بدولت یہ کہہ کر نماز روزہ ترک کردیا کہ اب چونکہ ہم ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہتے ہیں اسلئے تکلیف شرعی ہم سے اٹھالی گئی ہے کیونکہ جو مقصود تھا وہ ہمیں حاصل ہو گیا۔

مرزا صاحب کو جو الہامات ہوتے تھے اسمیں انکے بقول انکو نبی یا رسول کے لفظ سے خطاب کیا جاتا تھا۔ جب یہ بات عوام میں پھیلی اور اس پر اعتراض ہوا تو مرزا صاحب نے اسکی مختلف تاویلیں شروع کردیں۔ "سراج منیر" صفحہ ۳۰۲ پر لکھتے ہیں :

> "یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اسمیں اس بندے کی نسبت نبی رسول اور مرسل کے الفاظ

بکثرت موجود ہیں۔ مگر یہ حقیقی معنوں میں نہیں"۔

ایک مکتوب مطبوعہ لیکچر قادیان نمبر ۲۹ صفحہ سوم مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء میں مرزاصاحب لکھتے ہیں :

"حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اور اکثر ان میں رسول یا نبی کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور حقیقی رسالت ہے"۔

ان دونوں بیانات میں مرزاصاحب نے حقیقی نبوت و رسالت کا تو انکار کیا ہے مگر نبوت کی کسی اور شکل کیلئے دروازہ کھلا رکھا وہ شکل کیا ہے سنئے :

"ہاں میں نے کہا ہے کہ نبوت کے تمام اجزا تحدیث میں پائے جاتے ہیں لیکن بالقوہ نہ کہ بالفعل، پس محدث بالقوہ نبی ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی ہوتا اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبی محدث ہے بطریق کمال اور بالفعل اور محدث نبی ہے بالقوہ"۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۹)

<u>اور محدث کون ہے</u>

"میں نے لوگوں سے سوائے اسکے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ

تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے"۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۴)

اور پھر آہستہ آہستہ مرزا صاحب نے نبوت کی ایک نئی شکل تراش کر اپنے نبی ہونے کا صاف صاف ان الفاظ میں اقرار کر لیا چنانچہ کہتے ہیں :

"اگر کوئی شخص اسی خاتم النبین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام اور کام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا عکس اسمیں آگیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمدؐ ہے ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جسکا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا خاتم النبین ہی رہا یہ محمد ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے"۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

اور پھر اس نظریئے کو اپنی ذات پر اس طرح ڈھالتے ہیں :

"چونکہ میں ظلی طور پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں پس اس طور پر خاتم النبین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد ہی تک محدود رہی"۔

(ازالہ اوہام ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

اس قول پر مزید تاکید فرماتے ہیں :

"تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا"۔

اس قول کو اور موکد کرتے ہیں :

"میرا نفس درمیان میں نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد ہی کے پاس رہی۔ (ازلہ اوہام ص ۱۲، خزائن ج ۱۸ اص ۲۱۶)

اسی قسم کی اور بھی سینکڑوں باتیں مرزا صاحب کی کتابوں میں ملتی ہیں جنکو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔

میرے قادیانی بھائی غور فرمائیں :

کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کا قول فیصل "خاتم النبین" اللہ کے رسول کی تاکید "لا نبی بعدی" اور دنیائے اسلام کے سینکڑوں علماء، فضلا، مفسرین، محدثین، مفکرین دانشور، اولیا اللہ اور صوفیا کا متفقہ فیصلہ کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی قسم کی بھی نبوت کی گنجائش قطعی نہیں اور دوسری طرف صرف اکیلے آپ کے پیر مرزا غلام احمد کا دعویٰ کی میں ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبی ہوں۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ دنیا میں صرف ایک آدمی سچا ہو اور باقی دنیا جھوٹی ہو۔ فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

دوسرا مذہبی جرم
دعویٰ افضلیت بر رسول برحق ﷺ

میرے دوستو آپکے مقتدا مرزا غلام احمد نے نہ صرف یہ کہ اپنے ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ یہ بھی کہا کہ میں نبی ﷺ سے بھی کمالات میں افضل ہوں اور تاویل اسکی یہ کی کہ میرا وجود کوئی دوسرا وجود نہیں ہے بلکہ وہی محمد ﷺ کا وجود ہے جو میری شکل میں پہلے سے زیادہ فضیلت اور کمالات کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔
چنانچہ ملاحظہ ہو :

۱) "حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا ذہنی ارتقا آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو آنحضرت پر حاصل ہے۔ نبی کریم کی ذہنی استعداد کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا"۔ (ریویو مئی ۱۹۲۹ بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۲۶۶ اشاعت نہم طبع لاہور)

ایک دوسری تحریر ملاحظہ ہو :

۲) "اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گذر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اسکا وقت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا وقت ہو"۔ (خطبۂ الہامیہ صفحہ ۹۴۔۹۳) (تحفہ قادیانیت جلد اول صفحہ ۱۰۷)

اور سنیئے :

۳) ''مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں''۔

(اربعین صفحہ ۱۰۳، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص1446/45)

۴) ''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبیوں پر بھی تقسیم کر دیئے جائیں تو انکی نبوت بھی ان سے ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا معہ اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اسلئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کیلئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے لیکن پھر بھی جو انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے''۔

(چشمۂ معرفت ص ۳۱۷، روحانی خزائن ص ۳۳۲ ج ۲۳)

۵) ''تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے'' (تحفہ گولڑویہ ص ۶۳)

''میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ اگر میں انکو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں''۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۷، روحانی خزائن ص ۷۰ ج ۲۲)

۶) ”اس (نبی کریمؐ) کیلئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند و سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا“۔

(اعجاز احمدی ص ۷۱، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۳)

میرے قادیانی دوستو اللہ تعالیٰ نے آپکو بھی عقل دی ہے ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو کہ یہ مقابلہ کس ذات گرامی سے کیا جا رہا ہے اور کون مد مقابل ہے۔ کس کی شان بڑھائی جا رہی ہے اور کس کی تنقیص کی جا رہی ہے۔

وہ ذات گرامی وہ قدسی وجود وہ سراپا نور جن کے آگے فرشتے بھی زانوئے ادب طے کرتے تھے۔ شجر حجر چرند پرند سب آپکو اللہ کے سچے نبی کے طور پر پہچانتے تھے۔ سنگریزے آپکی رسالت کے گواہ تھے۔ ابو بکر صدیق سے لیکر آج تک تمام ولی قطب غوث ابدال، اوتاد، غازی، شہید، صالحین، صدیقین سب آپکی شاگردی اور غلامی کے شرف کو دین و دنیا کی سب سے بڑی نعمت سمجھتے تھے اور سب آپکے دستر خوان نعمت کے ٹکڑے کھا کر آپکی احسان مندی کے بوجھ سے دبے ہوئے سر جھکائے ہوئے باادب اور دست بستہ آپ کی روحانی بارگاہ میں آج بھی خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ فضیلت تو بڑی بات ہے کسی نے آج تک آپکی غلامی اور حلقہ بگوشی کے مرتبہ کے آگے دنیا و آخرت کے کسی مرتبہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

اس ذات قدسی کے مقابلے میں مرزا صاحب کے متعلق انکا ایک مرید ان کی شان میں قصیدہ پڑھتے ہوئے کہتا ہے ؎

غلام احمد ہے عرش رب اکبر   مکان اسکا ہے گویا لامکاں میں

غلام احمد رسول للہ ہے برحق شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

گویا مرزا غلام احمد جواب حضور ﷺ کی شکل میں اترے ہیں حضور کے پہلے وجود سے بڑھکر ذی عظمت اور ذی شان ہیں۔ (استغفر اللہ، استغفر اللہ)

قاضی ظہور الدین اکمل نے یہ اشعار مرزا صاحب کے سامنے پڑھے جس پر مرزا صاحب بہت خوش ہوئے اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔

(اخبار بدر قادیان ۲۹ اکتوبر ۱۹۰۶)

یہی مرید اور ایک جگہ رسول مدنی کے مقابلے میں رسول قدنی یعنی قادیان کا رسول کہتے ہوئے لکھتا ہے صرف دو شعر سنیئے ؎

اے مرے پیارے مری جان رسول قدنی ترے صدقے ترے قربان رسول قدنی
آسمان اور زمیں تونے بنائے ہیں نئے تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

آخری دو اشعار قادیانی دوستوں کیلئے خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

مرید ایسا کیوں نہ کہیں جب پیر صاحب خود کہتے ہوں کہ دین اسلام کی اشاعت نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارکہ میں نامکمل رہ گئی تھی جسکو میں نے آکر پورا کیا۔ سنیئے:

"چونکہ آنخضرت ﷺ کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت و ہدایت ہے آنخضرت ﷺ کے زمانے میں بوجوہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا اسلئے قرآن شریف کی

آیت " وآخرین منهم لما یلحقو بهم " میں آنحضرت (ﷺ) کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ دوسرا فرض منصبی آپکا یعنی تکمیل اشاعت دین جو آپکے ہاتھ سے پورا ہونا چاہئے تھا اسوقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا۔ سو اس فرض کو آنحضرت ﷺ نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی (یعنی مرزا صاحب کی شکل میں) ایسے زمانے میں پورا کیا جب زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کیلئے وسائل پیدا ہو گئے"۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۷۷، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۲۶۳ از مرزا)

میرے قادیانی دوستو مرزا صاحب کے اس دعویٰ کے بارے میں بھی ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہیں گے۔ البتہ قرآن میں اللہ تعالیٰ خود فرمارہے ہیں کہ "الیوم اکملت لکم دینکم "آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا۔ اب شریعت محمدیہ میں نہ کوئی ترمیم ہوگی نہ تصحیح۔ احکام پورے ہو گئے اور حجتہ الوداع میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں لوگو تم گواہ رہنا جو کچھ اللہ کی طرف مجھے پہنچا تھا وہ میں نے تمہیں پہنچادیا اب تم دوسروں کو پہنچاؤ۔ اس حکم کی بجاآوری خلفائے راشدین نے اسطرح کی جسطرح واقعی اسکا حق تھا کہ پچاس ساٹھ برس کی قلیل مدت میں تقریباً آدھی دنیا کو اسلام کی برکتوں سے مالا مال کردیا۔

میرے قادیانی بھائیو! اب ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کونسی رشدوھدایت تھی جسکو نعوذ باللہ حضور ﷺ اپنے مبارک زمانے میں پورا نہ کرسکے اور مرزا صاحب نے اسکو پورا کردیا۔ یا آج انکے خلفا کررہے ہیں۔ اسکے برعکس .... کیا عرض کریں۔ بات طویل ہوجائیگی اور ہم اس کتاب کو دو سو صفحات تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ تاہم آپ سے گذارش ہے کہ قادیانی اور لاہوری جماعتوں میں جو تحریری مقابلے ہوئے ہیں وہ پڑھ لیں اور خلیفہ محمود کے کردار کے متعلق جو انکے خاص مریدوں نے شکوے شکایتیں کی ہیں جو انکا مطالعہ بھی ٹھنڈے دل سے فرمائیں کتاب کا نام ہم بتائے دیتے ہیں

"تاریخ محمودیت کے چند اہم مگر پوشیدہ اوراق حصہ اول"

اسکی فوٹو کاپی آپکو متین خالد صاحب کی کتاب "ثبوت حاضر ہیں" میں بھی مل جائیگی اسکا مطالعہ فرمائیں۔ فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

تیسرا مذہبی جرم
مرزا صاحب کہتے ہیں جو ہمیں نہ مانے وہ کافر ہے اسکا جنازہ نہ پڑھو اسکو لڑکی نہ دو

قادیانی دوستوں کو یہ شکایت ہے کہ ہم کو غیر مسلم کیوں کہا جاتا ہے جبکہ ہم آپکی طرح خدا اور رسول کو مانتے ہیں نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، پھر ہم خارج از اسلام اور کافر کس طرح ہو گئے (اسکا جواب تفصیل سے آگے آئیگا) لیکن شاید انکو یہ معلوم نہیں کہ انکے مقتدا مرزا غلام احمد اور انکے بعد کے خلفا معہ موجودہ خلیفہ مرزا ناصر سب غیر احمدیوں اور مرزا صاحب کو مسیح موعود اور ظلی نبی نہ ماننے والوں کو نہ صرف کافر بلکہ فاحشہ عورتوں کی اولاد اور بہت برا کہتے ہیں۔ انکے پیچھے نماز پڑھنے اور انکا جنازہ پڑھنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔ لیجئے ہم انکی تحریروں سے کچھ ثبوت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

> "اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی اور نہ پرانا بلکہ خود محمد رسول ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو (یعنی مرزا صاحب کو) پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں"۔
>
> (ارشاد مرزا غلام احمد مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۳۰ نومبر ۱۹۰۱)
>
> "اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ چیز نہیں بلکہ وہی ہے۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپکا انکار کفر ہو اور دوسری بعثت

میں جس میں بقول مسیح موعود آپکی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے (غور فرمایئے مرزا صاحب کی روحانیت اور اللہ کے رسول ﷺ کی روحانیت میں کیا فرق ثابت ہوتا ہے) آپکا انکار کفر نہ ہو"۔

(کلمتہ الفضل، مندرجہ رسالہ ریویو آف الجینز ص 146-47 نمبر ۳ جلد ۱۴)

"پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آنحضرتؐ کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرتؐ کے بعث ثانی اور آپکے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے"۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ 29-6-1915)

اور ایک تحریر ملاحظہ فرمایئے:

"حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ انکو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ انکے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم انکے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا

سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا اور دنیوی تعلقات کا
سب سے بڑا ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام
قرار دیئے گئے"۔ (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۶۹)

مرزا صاحب اپنے مکتوب مورخہ مارچ ۱۹۰۶ بنام ڈاکٹر عبدالحکیم میں لکھتے ہیں :

"خداتعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس
کو میری دعوت پہنچی اور اسنے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان
نہیں ہے"۔ (صفحہ ۶۰۰ تذکرہ)

یہ دونوں تحریریں ۱۹۸۴ میں وفاقی شرعی عدالت کے سامنے پیش کی گئیں۔
(قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے)

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو
نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر
مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا
کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔

(کلمۃ الفصل از بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۳)

غیر احمدی اور مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے کیوں کافر ہیں اس بارے میں میاں
محمود احمد خلیفہ قادیان نے ایک بیان اس اجلاس میں دیا تھا جو گورداسپور کے سب
جج کی عدالت میں ہوا تھا۔ آپ بھی سنئیے :

"اس کی وجہ کہ غیر احمدی کیوں کافر ہیں قرآن کریم

نے بیان کی ہے۔ وہ اصول جو قرآن کریم نے بتایا ہے اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصے کا انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے، سب نبیوں کا یا ان میں سے ایک کا انکار کفر، کتاب الٰہی کا انکار کفر ہے۔ ملائکہ کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے وغیرہ۔ ہم چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اسلئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں"۔

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ 26-6-1922 جلد ۹ نمبر ۱۰۱ ص ۶)

اور ذرا تکفیر کی شدت بھی ملاحظہ ہو:

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا غلام احمد)

اس فتوے سے دوستو خود اندازہ لگاؤ کہ پوری دنیا میں آپ کے نزدیک کتنے لوگ کافر ہونگے۔

قادیانی دوستو آپ کو ہم سے شکایت ہے کہ ہم نے آپکا معاشرتی بائیکاٹ کیوں کیا۔ آپکے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے، آپکا جنازہ اپنے قبرستان میں کیوں دفن نہیں

ہونے دیتے آپ سے رشتہ ناطہ کیوں توڑا ہوا ہے۔ مگر آپ کو شاید معلوم نہ ہو کہ اس تفریق کی ابتدا خود آپکے خود ساختہ نبی مرزا صاحب ہی کی طرف سے ہوئی ہے ذرا اپنے خلیفہ صاحب کے اس بیان کو پھر پڑھیے جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے خصوصاً اسکا آخری حصہ غیر احمدیوں سے تعلق رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں :

"دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کیلئے اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں ہی ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں"

نماز کی بابت مرزا صاحب کا حکم

"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر، مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو"۔
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۴۰۱ طبع دوم از مرزا قادیانی)

مرزا صاحب اپنی جماعت سے فرماتے ہیں :

"صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کیلئے ہے۔ تم اگر ان میں ملے جلے رہے تو

خدائے تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا پاک جماعت جب الگ ہو (مسلمانوں سے الگ ہونے کے جذبے کا اظہار) تو پھر اسمیں ترقی ہوتی ہے"۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۵۲۵)

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رقمطراز ہیں:

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس سال خدا سے علم پاکر جماعت کی تنظیم و تربیت کے متعلق دو مزید احکامات جاری فرمائے ہیں۔ اول تو آپ نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ آئندہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کی امامت میں نماز ادا نہ کرے بلکہ صرف احمدی امام کی اقتدا میں نماز ادا کی جائے"۔

(سلسلئہ احمدیہ ص184-85)

کسی غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھو:

مرزا صاحب کا ایک بیٹا فضل احمد اپنے باپ کے دعویٰ نبوت کا قطعاً منکر تھا اور پوری زندگی اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا جس کی بنا پر مرزا صاحب نے اسکے مرنے کے بعد اسکا جنازہ نہیں پڑھا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے اس واقعہ کو مرزا بشیر الدین کی زبانی سنیئے:

"آپ (مرزا صاحب) کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپکی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا۔ جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ

ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اسنے کبھی شرارت نہ کی تھی بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض سے مجھے غش آگیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا لیکن آپ نے اسکا جنازہ نہ پڑھا"۔ (انوار خلافت ص ۹۱)

چودھری ظفر اللہ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا:

یہ بات تو سب پر اچھی طرح روشن ہے اور سب کو معلوم ہے کہ چودھری ظفر اللہ نے جو اس وقت حکومت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے قائد اعظم کے انتقال کے بعد انکی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اور ایک طرف بیٹھے رہے۔

اخبار 'زمیندار' مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۰ کے مطابق جامع مسجد ایبٹ آباد کے خطیب مولانا محمد اسحاق نے چودھری ظفر اللہ سے جب جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ قائد اعظم کو صرف ایک سیاسی لیڈر سمجھتے ہیں۔

ان سے جب پوچھا گیا کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں تو انھوں نے حکومت کا وزیر ہوتے ہوئے کہا "آپ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیں"۔

معصوم بچوں کا جنازہ بھی مت پڑھو:

"سلسلہ احمدیہ" میں مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اسلئے انکا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اسکا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے تو وہ مسیح موعود کا منکر نہیں میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ اصل یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب انکے بچوں کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا لہذا اسکا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے"۔ (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۹۳) (ثبوت حاضر ہیں ص ۴۳۲)

غیر احمدی کو لڑکی نہ دو :

ایک اور سوال کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اسکو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپکی وفات کے بعد اس شخص نے غیر احمدیوں میں لڑکی دیدی تو حضرت خلیفہ اول نے اسکو احمدیوں کی امامت سے ہٹا کر جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اسکی توبہ قبول نہیں کی۔ (ثبوت حاضر ہیں ص ۴۲۱)

(انوار خلافت صفحہ ۹۴-۹۳ مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اقتباسات پڑھ کر ہمارے بھولے بھالے قادیانی دوستوں کو اب ہم سے یہ شکایت نہیں ہوگی کہ ہم انھیں کیوں کافر کہتے ہیں، انکا جنازہ کیوں نہیں پڑھتے اور کیوں ان سے رشتے ناطے نہیں کرتے۔ ایک بات کی البتہ وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ ہم قادیانی عقائد رکھنے والوں کو جو کچھ کہتے ہیں اس میں ہم اکیلے نہیں بلکہ قرآن، حدیث، تعامل صحابہ، اجماع امت اور ملک کا ہر مسلک بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، غیر مقلد، اہل تشیع اور ملک کا قانون اور عالم اسلام کے ایک سو چالیس ملک اور اسلامی تنظیمیں ہمارے قول میں شریک ہیں اور ہماری تائید کرتی ہیں۔ جبکہ آپ کے مقتدا مرزا غلام احمد نے جو نبوت اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور جسکے انکار پر ہمیں کافر ٹھرایا۔ اس دعوے میں وہ بالکل اکیلے اور تنہا ہیں صرف انکی ذات اور انکا نفس اس پر گواہ ہے۔ قرآن و حدیث انکی تائید نہیں کرتے۔ تعامل صحابہ اور اجماع امت انکے خلاف، حکومت کی عدالتیں اور قانون انکے خلاف، ساری دنیائے اسلام کے علما اولیا اللہ انکے خلاف، یہاں تک کے ایک عام انسان کی عقل بھی انکے خلاف گواہی دیتی ہے۔ دوستو سوچنے کی بات ہے قرآن شریف چودہ سو برس پہلے حضور ﷺ پر نازل ہوا ہے آج کوئی کہنے لگے کہ فلاں آیت سے میری ذات مراد ہے یا فلاں آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جن پر پوری کتاب نازل ہوئی وہ ان آیات کے بارے میں کچھ اور فرما رہے ہوں تو کس کی بات قابل قبول ہوگی۔

الہام شریعت میں کوئی حجت نہیں ہے۔ دوسروں کیلئے تو قطعاً کوئی حجت نہیں اور صاحب الہام کیلئے بھی اگر اسکا الہام کتاب و سنت سے متصادم نہیں ہے تو وہ خود اس پر عمل کر سکتا ہے لیکن دوسروں کو مجبور نہیں کر سکتا۔

نظام شریعت جس میں عبد، معبود، نبی، رسول، حشر نشر، عذاب ثواب، جسم روح، معاملات، معاشرت، نکاح طلاق، جزاسزا، حدود تعزیر، حکومت رعایا ہر چیز کا ایک ضابطہ ایک حکم موجود ہے اور یہ زبر دست نظام ہے جو خدا کا بنایا ہوا اور اسکے نبی کا نافذ کردہ ہے۔ کیا بھلا ایسے نظام میں کسی ایرے غیرے کو یہ اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ الہام کا نام لیکر اس نظام میں نقب لگائے۔

فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

چوتھا مذہبی جرم

مرزا صاحب کی قرآن، حدیث، صحابہ کرام اور انبیا علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں

اللہ کے رسول ﷺ کی بعثت کے بعد سے آج تک جتنے ازلی سعید اپنی نیک ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں سب نے محمد ﷺ کی غلامی کا طوق اپنی گردنوں میں ڈالنے کو اپنے بخت کی سب سے بڑی سعادت سمجھا۔ اپنی ڈاڑھیوں سے قبر شریف پر جھاڑو دینے اور آپکی گلی کے کتوں کی گرد اپنی دستار سے صاف کرنے کو اپنی عزت و شرف کا میعار ٹھرایا۔ کسی کا سنگ دل گوہر نہیں بنا جب تک اس پر آفتاب محمدی نہیں چمکا اور کسی غواص نے معرفت الٰہی کا گوہر حاصل نہیں کیا جب تک آپکی عقیدت و محبت کے بحر محیط میں غوطہ نہیں مارا۔ سارے اولیا، قطب غوث ابدال آپؐ ہی کے دستر خوان نعمت کے ٹکڑے کھا کر روحانی فضاؤں میں اڑنے کی طاقت حاصل کرتے ہیں اور آپکے احسانوں کے بوجھ سے سر جھکائے رہتے ہیں کسی کو آپؐ کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہیں جنکی ذات مقدسہ پر اللہ اور اسکے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ اس مقدس و مطہر و منور ہستی کے متعلق دیکھئے آپکی جماعت کیا عقیدہ رکھتی ہے:

> "یہ بات بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے"۔

(خلیفہ بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل نمبر ۵ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷.۷.۲۱)

اور سنئے :

"آنحضرت ﷺ اور آپکے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اسمیں سور کی چربی پڑتی ہے"۔

(مرزا قادیانی کا مکتوب، اخبار الفضل مورخہ ۲۴.۲.۲۲)

مدار نجات اب توحید رسالت کا اقرار نہیں بلکہ مرزا صاحب کی بیعت ہے :

"خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کیلئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا۔ جسکی آنکھیں ہوں دیکھے اور جسکے کان ہوں سنے"۔

(اربعین نمبر ۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۳۵ از مرزا قادیانی)

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اسکے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بعد سب تاریکی ہے"۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ "میں نبوت کے محل کی آخری اینٹ ہوں اور میں ہی نبیوں کا (سلسلہ) ختم کرنے والا ہوں"۔ (بخاری، مسلم)

مرزا اس حدیث شریف کو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ہیں :

"پس خدا نے ارادہ کیا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچادے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں"۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶ ص ۱۷۸)

حضور ﷺ کی روحانیت ناقص تھی (نعوذباللہ) مرزا نے اسکی تکمیل کی :

"ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں "اجمالی" صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کا نہ تھا بلکہ اسکے کمالات کی معراج کیلئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری تجلی فرمائی"۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶ ص ۲۶۶)

"حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں ان دنوں میں (مرزا صاحب کے دور میں) بہ نسبت ان سالوں کے (جب حضور علیہ السلام حیات تھے) اقویٰ، اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے"۔

(خطبۃ الہامیہ ص ۱۸۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۶ ص ۲۷۱-۲۷۲)

میرے قادیانی دوستو ان تحریروں کو غور سے پڑھو اور ٹھنڈے دل سے پڑھو۔ تمہارے اذہان میں جو ظلی اور بروزی کا فلسفہ داخل کیا گیا ہے اس سے صرف نظر کر کے ان گستاخانہ تحریروں کا مطالعہ کرو اگر اللہ کے رسول ﷺ کی ادنی محبت بھی تمہارے دل میں ہوگی تو تمہارے جسم لرز جائینگے تمہاری آنکھیں بھر آئینگی اور طیش و غضب سے تمہارا خون کھولنے لگے گا۔

میرے دوستو یقیناً تمہیں معلوم ہوگا کہ خود حضور ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں اور جس جس دور میں اسلامی اقتدار قائم رہا ہے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کی سزا دی گئی ہے۔ جہاں اسلامی اقتدار نہ تھا وہاں اگر کسی نے گستاخی کی تو کسی نہ کسی ازلی سعید نے اس فریضہ کو انجام دیا۔ گستاخی شان اقدس میں تحریر سے ہو تقریر سے ہو اشارے سے ہو کنایہ سے ہو سب کی سزا ایک ہی ہے کہ زمین کو اس ناپاک وجود سے پاک کر دیا جائے۔ میں اس سلسلے کا ایک واقعہ آپکو سناتا ہوں جسکو عرب کے مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے۔

حلب کے شیخ المشائخ کو ایک جملہ شان اقدس کے خلاف کہنے پر قتل کی سزا دی گئی :

ابن بطوطہ لکھتے ہیں "دمشق سے روانہ ہو کر میں حمص کی جانب گیا پھر حما کی طرف گیا پھر معرہ کی طرف۔ پھر سرمین کی طرف اور اسکے بعد حلب میں پہنچا۔ حلب کا حاکم اسوقت حاجی رغلی تھا۔ ان دنوں میں ایک درویش جسکو شیخ المشائخ کہتے تھے شہر عین تاب کے باہر ایک پہاڑ میں رہتا تھا۔ لوگ دور دور سے اسکی زیارت کو آتے تھے اور اس سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔

اس کے پاس اسکا ایک مرید بھی رہتا تھا جو مجرد تھا اسنے نکاح نہیں کیا تھا ایک روز

گفتگو کے دوران اس کے منہ سے نکل گیا کہ "پیغمبر علیہ السلام بغیر عورت نہیں رہ سکتے تھے مگر میں رہ سکتا ہوں" لوگوں نے اسکے کلام پر گواہ کر لئے اور قاضی سے جاکر شکایت کی قاضی نے یہ مقدمہ ملک الامرا کے پاس بھیج دیا۔ شیخ کو اور اسکے مرید کو بلایا گیا دونوں نے جرم کا اقرار کیا شیخ کا جرم یہ تھا کہ انھوں نے اس قول کی تائید کی تھی۔ چاروں مسلک کے قاضیوں سے فتویٰ پوچھا چاروں انکے قتل پر متفق ہوئے چنانچہ شیخ اور اسکے مرید کو قتل کردیا گیا۔ قاضیوں کے نام یہ تھے۔

۱) قاضی ناصر الدین حنفی

۲) قاضی شہاب الدین مالکی

۳) قاضی تقی الدین ابن نصائب شافعی

۴) قاضی عزیز الدین دمشقی حنبلی

(سفر نامہ ابن بطوطہ ص ۴۵۹ ترجمہ خان بہادر مولوی محمد حسین طبع اکرم آرکیڈ ٹمپل روڈ لاہور) یہ آٹھویں صدی ہجری کا واقعہ ہے۔

قادیانی حضرات اس جملہ کے مقابلے میں اپنی جماعت اور اسکے مقتدا مرزا صاحب کے اقوال کو دوبارہ مطالعہ فرمائیں اور پھر قاضیوں سے نہیں بلکہ اپنے دل کے قاضی سے فتویٰ طلب کریں لیکن ظلی اور بروزی اور بعثت ثانی کے خیال سے بالکل خالی ہو کر اگر یہ باطل فلسفہ آپکے ذہن میں رہا تو آپکا دل صحیح فتویٰ نہ دے سکے گا کیونکہ یہ ساری گستاخیاں مرزا صاحب نے ظلی بروزی اور بعثت ثانی ہی کی آڑ میں کی ہیں۔ جسکا پوری اسلامی تاریخ اور قرآن و سنت میں کہیں وجود ہی نہیں ہے۔ تاہم اگر یہ فلسفہ آپکو کسی صحیح فیصلہ پر نہیں پہنچنے دے رہا ہے تو ہم آپکو مرزا صاحب کی

ایک ایسی گستاخی کی نشاندہی کرتے ہیں جسمیں ظلی بروزی وغیرہ کا کوئی دخل ہی نہیں ہے۔ سنیئے :

حضور ﷺ کے مقدس مدفن کے متعلق مرزا صاحب کی گستاخی :

مکہ اور مدینہ کی روحانیت اور تقدس اور اسکے عزت و شرف کے متعلق کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جو نہ جانتا ہو ان دونوں متبرک مقامات کی جو برکات اور فضائل منقول ہیں اسکو بھی مسلمان کا بچہ بچہ جانتا ہے اور انکی تصاویر کو دیکھ کر عقیدت سے سر جھکا دیتا ہے۔ حضورؐ نے اپنی جائے تدفین کے متعلق فرمایا " مابین بیتی و منبری روضته من ریاض الجنة "یعنی (میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے)۔ حضورؐ کے اس مبارک گھر اور مقدس مدفن کے متعلق مرزا صاحب کیا کہتے ہیں سنیئے :

مرزا صاحب اسلام کے متفقہ عقیدے کے خلاف ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اور قرب قیامت دوبارہ حضورؐ کے امتی کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لائینگے اس عقیدے کو مسترد کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ اس عقیدے سے حضور ﷺ کی توہین ہوئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اوپر آسمانوں میں اور حضور وفات پاکر نیچے زمین میں عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور حضور علیہ السلام وفات شدہ۔ (یہ اعتراض دراصل ایک عیسائی پادری نے کیا تھا جسکا جواب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے خوب دیا ہے)

مرزا صاحب اس اسلامی عقیدے کو مسترد کرتے ہوئے تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں :

"ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے اسکے ہر پہلو سے ہمارے نبی کی توہین ہوتی ہے اور خدائے تعالیٰ کا بے حد و حساب تعلق حضرت مسیح سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی سو برس تک بھی عمر نہیں ہوئی مگر حضرت مسیح اب تقریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن، (سڑی ہوئی بدبودار) اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔ مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلا لیا۔ اب بتاؤ محبت کس سے زیادہ کی، عزت کس کی زیادہ کی، قرب کا مقام کس کو دیا اور دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۷)

ہائے افسوس، واحسرتا، واویلا، کس سے فریاد کریں۔ ہمارے دل چھلنی ہو گئے، ہمارے جگر کٹ گئے۔ امام مالک کا مذہب ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی زمین (اس سے پورا شہر مدینہ مراد ہے) کو عدم طیب (ناپاکی) سے نسبت کرے اور اس کی ہوا کو ناخوشگوار کہے وہ سزا کے لائق ہے اسکو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ صحیح کر لے۔ (جذب القلوب شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

یہ تعزیز پورے شہر مدینہ کی زمین کو عدم طیب کہنے پر ہے اور پورے شہر مدینہ کو

تقدس اس مخصوص قطع زمین کی وجہ سے حاصل ہوا ہے جسمیں جناب رسول اللہ ﷺ کا جسد مبارک مدفون ہے اور مرزا خاص اسی مدفن کی جگہ کو ذلیل، بدبودار حشرات الارض کی نجاست کی جگہ کہہ رہے ہیں۔ اب آپ اپنے ضمیر سے پوچھئے مرزا صاحب کس سزا کے مستحق ہیں۔

بعد اجماع تمام علما نے اس مقام کو فضیلت دی ہے جو سید الوجود محسن انسانیت ﷺ کو موضع قبر سے ملائے ہوئے ہے تمام اجزائے زمین سے افضل ہے اور بعض علما نے تو یہاں تک کہا ہے کہ تمام آسمان بلکہ عرش سے بھی افضل ہے (جذب القلوب شیخ عبد الحق محدیث دہلوی)

میرے قادیانی دوست غور کریں جس زمین کو جسد مبارک ﷺ سے اتصال کی وجہ سے عرش سے بھی افضل کہا گیا اسکو آپکا مقتدا متعفن، تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ بتارہا ہے۔ سچ ہے "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" مرزا صاحب کو تو پوری عمر ان گستاخیوں کی وجہ سے ان مقامات مقدسہ کی زیارت کی توفیق ہی نہیں ملی۔ نبوت ملنا تو بہت بڑی چیز ہے۔

دوستو غور کرو صحیح حدیث ہے کہ قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یعنی صالح نیک اور دیندار آدمی کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ تو جب ایک عام مومن کی قبر حضورؐ کی اتباع سے جنت کا باغ بن جائیگی تو پھر جس کی اتباع میں یہ نعمت ملی اسکی قبر کی کیا کیفیت ہوگی اور اس جگہ کو جو بدبخت ازلی ذلیل اور متعفن کہے، تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ بتائے اسکو کیا سزا ملنی چاہیئے۔ فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

دیگر انبیا کی شان میں گستاخیاں :

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد) نبی تھے آپکا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کے شاگرد اور آپکا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیا علیہم السلام میں سے بہت سوں سے آپ بڑے تھے ممکن ہے سب سے بڑے ہوں"۔ (افضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۸۵ مورخہ ۲۹.۴.۱۹۲۷)

آدم علیہ السلام پر فضیلت :

"آدم اسلئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح امم (مرزا صاحب) اسلئے آیا کہ انکو دار فنا کی طرف لوٹائے اور ان میں سے اختلاف و مخاصمت، تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انھیں اتحاد و محویت، نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے۔ (خطبۂ الہامیہ ص الف روحانی خزائن ص ۳۰۸ ج ۱۶ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انھیں تمام ذی روح جن و انس پر سردار اور حاکم و امیر بنایا پھر شیطان نے انھیں بھکایا اور جنت سے نکلوایا۔ اس جنگ و جدال میں آدم کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود (مرزا

صاحب) کو پیدا کیا تاکہ آخر زمانے میں شیطان کو شکست دے"۔ (حاشیہ خطبۃ الہامیہ روحانی خزائن ۳۱۲ ج ۱۶)

نوح علیہ السلام پر فضیلت :

"اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان (آج تک کسی کو اسکا پتہ نہ چلا کہ وہ نشان کیا تھے اور کہاں ہیں۔ مؤلف) دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو (جو مرزا صاحب کا انکار کرتے ہیں) کس سے مثال دوں وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں"۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷ روحانی خزائن ۵۷۵ ج ۲۲)

یوسف علیہ السلام پر فضیلت :

"پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا صاحب) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف (مرزا صاحب) کی بریت کیلئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے خود گواہی دیدی اور بھی نشان دکھائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج

ہوا''۔

(براھین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۶۔ ۸۲ روحانی خزائن ص ۹۹ جلد ۲۱)

موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت :

'' پہلے انبیاؤلوالعزم میں بھی اس عظمت و شان کا کوئی شخص نہیں گذرا (یعنی مرزاصاحب جیسی شان کا) حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو آنحضرت (ﷺ) کے اتباع کے بغیر انکو چارہ نہ ہوتا مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود (مرزاصاحب) کے وقت میں موسیٰ عیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود (مرزاصاحب) کی اتباع کرنا پڑتی''۔

(اخبار افضل قادیان۔ ج ۳ نمبر ۹۸ مورخہ ۱۹۱۶. ۳. ۱۸)

عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت :

''خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح (یعنی حضرت عیسیٰؑ) سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور مسیح بن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہیں کرسکتا تھا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا''۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ روحانی خزائن ص ۱۵۲ ج ۲۲)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

"یہ شاعرانہ باتیں نہیں بلکہ واقعی ہیں اگر تجربہ کی رد سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں"۔ (دافع البلاص ۲۰)

سارے انبیا پر فضیلت :

"اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں اسکے نمونے ظاہر کیئے جائیں سو وہ (شخص) میں ہوں"۔

(براھین احمدیہ ص ۱۰۱۔ ۹۸ روحانی خزائن ص ۱۱۷ ج ۲۱)

"دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براھین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراھیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت فرمایا "**جری اللہ فی حلل الانبیا**" یعنی خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں سو ضرور ہے

کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے"۔ (تتمہ حقیت الوحی ص ۸۴)

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کے شاگرد اور آپکا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیا علیہم السلام میں سے بہت سوں سے آپ بڑے تھے ممکن ہے سب سے بڑے ہوں"۔ (افضل قادیان جلد ۱۴ نمبر ۸۵ مورخہ ۲۷.۴.۲۹)

مرزا صاحب کے اشعار سماعت فرمایئے:

انبیا گرچہ بوداند ہے اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں
من عرفان نہ کمترم زکسے میں عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں
زندہ شد ہر نبی بآمدنم میری آمد سے ہر نبی زندہ ہو گیا
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے

حضرت عیسی علیہ السلام کی تذلیل:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ اور انکی والدہ حضرت مریم کا ذکر قرآن پاک میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ بیان کیا ہے اور آپکو "**وجیهاً فی الدنیا والاخرة ومن المقربین**" یعنی (عیسیٰ علیہ السلام دنیا اور آخرت دونوں میں ذی وجاہت اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہونگے)۔ مگر مرزا صاحب اس قرآن کو نہیں مانتے بلکہ اپنی وحی کے مطابق فرماتے ہیں:

"عیسیٰ ایک شرابی ایک پیٹو شخص تھے۔ نہ وہ کبائر سے
پرہیز کرتے تھے نہ ہی حقیقی متقی پارسا تھے وہ سچائی کے متلاشی
بھی نہ تھے حقیقت میں وہ ایک مغرور انا پرست اور الوہیت کے
جھوٹے دعویدار تھے"۔

(نورالقرآن، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۸۷)

اللہ پاک نے قرآن میں حضرت کا بن باپ سے پیدا ہونا فرمایا۔ جب آپکے باپ نہیں تھے تو دادا بھی نہیں تھے۔ مگر مرزا صاحب قرآن کی یہ بات نہیں مانتے۔ انکی وحی کے مطابق :

"تین دادیاں آپکی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جنکے
خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا"۔

"آپکا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ
سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار
انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے سر
پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اسکے سر
پر ملے اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ
لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے معجزہ مردہ زندہ کرنے کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے ترجمہ "میں تمہارے لئے مٹی سے پرندوں کی مانند صورت بناتا ہوں پھر

اسمیں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے واقعی پرندہ بن جاتی ہے"۔ (انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فتنفخ فیہ فیکون طیراً باذن للہ)

مرزا صاحب قرآن کو جھٹلاتے ہوئے اپنا حکم صادر فرماتے ہیں :

"یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر انھیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ یہ عمل صرف عمل الترب (مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۶۳)

قادیانی دوست اپنی عقل سلیم سے پوچھیں کون سچا ہے اللہ رب العزت یا مرزا غلام احمد قادیانی۔

"خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا"۔

(دافع البلاء ص ۱۳)

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان

پہنچایا اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے"۔
(کشتی نوح حاشیہ ۷۱)

قادیانی دوستوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بہت بلند ہے اور وہ سب ان بہتانوں سے پاک ہیں جو محرف شدہ توریت میں ان کے خلاف بیان کئے گئے ہیں۔ ہم قرآن پاک کو سچا سمجھتے ہیں اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ آپ اپنی جماعت سے پوچھیں انکا ایمان کس کتاب پر ہے۔ یہود کی کتاب توریت پر، مسلمانوں کی کتاب قرآن پر یا مرزا صاحب کی کتاب پر جو بقول انکے ان پر اتری ہے الہاموں اور وحی کے ذریعہ۔

صحابہ کرام کی توہین :

سید الوجود حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کے بعد عزت و کرامت کا شرف صرف آپکے صحابہ کیلئے مخصوص ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی کسی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ صحابہ کا یہ شرف رسول اللہ ﷺ کی نسبت شریفہ کی وجہ سے ہے اسلئے انکو اذیت دینا رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا اور انکی عزت کرنا رسول اللہ ﷺ کی عزت کرنا ہے۔ آپکے مقتدا مرزا صاحب نے جب انبیا کو نہیں چھوڑا تو صحابہ کو کیونکر چھوڑتے۔ سنئے :

۱) بعض نادان صحابی جنکو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔
(ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۸۵)

۲) جیسا کہ ابو ہریرہ غبی تھا اور درایت اچھی نہ رکھتا تھا۔
(اعجاز احمدی صفحہ ۱۸)

۳) جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اسکو چاہیئے کہ ابو ہریرہؓ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔
(ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ پنجم ص ۴۱۰)

۴) میں وہی مہدی ہوں جسکی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا تھا کیا وہ ابو بکر کے درجے پر ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ابو بکر کیا وہ تو بعض انبیا سے بھی بہتر ہے۔
(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

۵) ابو بکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت (غلام احمد قادیانی) کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے (المہدی نمبر ۳۔۲ صفحہ ۵۷ مولفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

۶) پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی (مرزا صاحب) تم میں موجود ہے اور تم مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

حضرت امام حسینؑ کی توہین:

حضرت امام حسین علیہ السلام جنکو حضور ﷺ نے "سید شباب اھل الجنۃ" جنت کے نوجوانوں کے سردار فرمایا ہے۔ حضورؐ اپنے دوش مبارک پر انکو سوار کرلیا کرتے تھے اور جب انکو دیکھتے تو دعائیہ کلمات ادا فرماتے اور ان سے بہت محبت و شفقت کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور اہل بیت اطہار میں ہونے کی وجہ

سے اللہ تعالٰی نے انکو کامل طہارت اور پاکیزگی عطا فرمائی تھی۔ آپکے مقتدا مرزا صاحب انکے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ غور سے سنیئے :

۱) ''اور میں خدا کا کشتہ ہوں (مارا ہوا) اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے''۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۸۳)

۲) ''اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے''۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۷۰)

۳) ''اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا صاحب) نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے آپ کو اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دیگا''۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۵۲)

۴) ''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری (مشک) کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسین) کا ڈھیر ہے''۔

۵) سو حسین میرے گریبان میں ہیں :

شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہ فرمایا ہے ؎

کربلا است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم (نزول المسیح ص ۹۹)

ترجمہ : میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو حسین ہر وقت میری جیب میں ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ مسیح موعود نے یہ فرمایا ہے کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اسکا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر

میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔
(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، الفضل شمارہ نمبر ۸۰ جلد ۱۳۔ ۲۶ مورخہ جنوری ۱۹۲۶)

(۵) "اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی (نجات دینے والا) ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے (مرزا صاحب) جو اس حسین سے بڑھ کر ہے"۔ (دافع البلا صفحہ ۱۷)

دوستو یہ دلخراش تحریریں غور سے پڑھو اور پھر فیصلہ اپنے ضمیر سے پوچھ لو۔

پانچواں مذہبی جرم
قرآن وحدیث کی تحقیر
"قرآن کی تحقیر"

۱) "قرآن کریم اور مسیح موعود (مرزا صاحب) کے الہامات دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں۔ دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا اسلئے مقدم رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ حدیث تو دسیوں راویوں کے پھیر سے ہمیں ملی ہیں اور الہام (مرزا صاحب کا) براہ راست۔ اسلئے مرزا صاحب کا الہام مقدم ہے (حدیث سے)"۔

(ارشاد میاں محمود احمد قادیان اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۳ ۱۳ صفحہ ۶ مورخہ ۶.۴.۱۹۵۶)

۲) خث اگر کچھ ہو سکتی ہے تو وہ "ما انزل الیک من ربہٖ" میں ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے "یا ایها النبی بلغ ما انزل الیك من ربک" اور نبی کی کتاب یہی ہوتی ہے کہ ماانزل کو جمع کر لیا جائے ۔ چونکہ مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام سب انبیا کے مظہر اور بروز ہیں تو ان کا "ماانزل الیه من ربہٖ" بہ برکت حضرت محمد ﷺ و قرآن شریف اسقدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کا ماانزل الیہ سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا۔ فالحمدللہ کہ حضرت مرزا صاحب کا ایک لحاظ سے صاحب کتاب ہونا ثابت ہو گیا۔ (اخبار افضل جلد ۶ مورخہ ۱۵.۲.۱۹۱۹)

لو دوستو پہلے تو یہی تھا کہ مرزا صاحب ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبی ہیں اب صاحب کتاب ہو کر تشریعی نبی بھی ہو گئے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں : "چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور

شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی اسلئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کیلئے اسکو مدار نجات ٹھرایا جسکی آنکھیں ہوں دیکھے اور جسکے کان ہوں سنے"۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۷۔ ۸۳)

مرزا کے الہامات بھی قرآن کا درجہ رکھتے ہیں :

۴) اجتماعی عقیدہ ہے کہ کسی کے کلام کو بھی قرآن کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ حضور ﷺ نے خود اپنے مبارک اقوال کو بھی قرآن کے بعد کا درجہ دیا ہے اسی لئے امت مسلمہ میں خدا اور اسکے رسولؐ کا کلام کی دو الگ الگ اصطلاح قرآن و سنت کے نام سے مشہور ہیں۔ اور امر و نہی اور دوسرے احکامات میں حدیث شریف کا وہ درجہ نہیں ہے جو قرآن کا ہے۔ نزول قرآن کے زمانے میں حضور ﷺ نے صحابہ کو اپنی احادیث جمع کرنے اور لکھنے سے اسی لئے منع کر دیا تھا کہ کہیں لوگ کلام اللہ اور کلام رسول کو گڈ مڈ نہ کر دیں۔

اسکے برعکس مرزا صاحب کہتے ہیں :

۵) "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو

بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں"۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۰)

(٦) "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں"۔ (تذکرہ مجموعہ الہامات صفحہ ٦٣٥)

آنچہ من بشنوم زوحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطا

ترجمہ : جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ (نزول المسیح ص ۹۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۷ از مرزا قادیانی)

بخداست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وحید

ترجمہ : خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے۔

قرآن مرزا پر دوبارہ اترا ہے :

"ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے ؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو (یعنی مرزا صاحب کو) بروزی طور پر دنیا میں

مبعوث کر کے آپ پر دوبارہ قرآن اتار اجائے"۔
(کلمتہ الفصل صفحہ ۱۷۳ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

قادیانی دوستو ہمیں نہیں معلوم کہ مرزا صاحب پر دوبارہ قرآن اترا یا نہیں اور اگر اترا ہے تو وہ کہاں ہے کتنے صفحہ کا ہے اور اسمیں کیا لکھا ہے۔ اگر آپکو معلوم ہے تو فبھا اور اگر نہیں معلوم تو للہ کچھ اپنی عقل سے بھی پوچھ لیں۔

حدیث شریف کی تحقیر:

قرآن پاک کے بعد یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام کے بعد اسکے نبیؐ کے کلام کا درجہ ہے کیونکہ شریعت مقدسہ کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ جوبات کرتے ہیں وہ اپنے ہویٰ و نفس سے نہیں کرتے بلکہ "وماینطق عن الھویٰ ان ھو الاوحی یوحیٰ" خدا گواہی دے رہا ہے کہ وہ وہی بات کہتے ہیں جسکی انکو وحی کی جاتی ہے۔

جھوٹی حدیث بھی بہت سے لوگوں نے بنائیں مگر خدا محدثین اور علم اسماء الرجال کو مدوّن کرنے والوں کو بہترین جزا عطا فرمائے کہ انھوں نے جھوٹی اور صحیح احادیث کو الگ الگ کرنے میں اتنی چھان پھٹک، محنت اور عرق ریزی کی ہے کہ انسانی طاقت اس سے زیادہ کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ الحمد للہ اب امت کے سامنے صحیح احادیث کا ذخیرہ موجود ہے اور جن احادیث کے راویوں میں ثقاہت کی کمی تھی انکی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ لیکن ان کمزور اور ضعیف احادیث کے متعلق بحث کرتے وقت ادب کا دامن کسی سے نہیں چھوٹا۔ احادیث کی صحت وعدم صحت یا مراد رسول متعین کرنے میں علمائے اسلام نے بہت بحث و مباحثہ کیا ہے

مگر ادب کا دامن کسی نے نہیں چھوڑا اور کسی حدیث کے متعلق طنز کرنا، تحقیر کرنا، اسکی ہنسی اڑانا یہ بات تو کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آئی ہو گی۔ لیکن آپکے مقتدا مرزا صاحب کو دیکھیے احادیث کے بارے میں کیا کہتے ہیں :

"اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اسکو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرلے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کردے"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۰، روحانی خزائن صفحہ ۱۴۰ جلد ۱۹)

مرزا صاحب کے نزدیک کسی حدیث شریف کی صحت وعدم صحت کا میعار وہ نہیں جو چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے اور جسکو تمام دنیا کے علماء اسلام کی تائید حاصل ہے۔ بلکہ انکے نزدیک حدیث کی صحت کا میعار یہ ہے کہ اسکو مرزا صاحب کے الہام کے مطابق ہونا چاہیئے اگر اسکے خلاف جاتی ہے تو رد کردی جائیگی۔ لکھتے ہیں :

"میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن ہے اور وہ وحی ہے جو مجھ پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف (جو ان پر اترا ہے) کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں"۔

(اعجاز احمدی ص ۳۰ روحانی خزائن صفحہ ۱۴۰ جلد ۱۹)

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو سنئے :

"قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود (مرزا صاحب) دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں اسلئے مقدم رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حدیث تو بیسیوں راویوں کے پھیر سے ہمیں ملی ہے اور الہام (مرزا صاحب کا) براہ راست اسلئے الہام مقدم ہے"۔

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۳ صفحہ ۶ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

صحیح حدیث پر طنز کیا اور اسکا مذاق اڑایا :

ایک صحیح حدیث جس پر ساری دنیائے اسلام ایمان لائے ہوئے ہے کہ قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اس صحیح قول رسول کے ساتھ مرزا صاحب کا طرز بیان ملاحظہ ہو :

"صرف ضعیف اور متناقض اور رکیک روایتوں سے کام نہیں چل سکتا۔ سو یہ امید مت رکھ کہ سچ مچ اور در حقیقت تمام دنیا کو حضرت مسیح ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اترتے ہوئے دکھائی دینگے۔ اگر اسی شرط سے اس پیشگوئی پر ایمان لاتا ہے تو پھر حقیقت معلوم۔ وہ اتر چکے۔ تم ایمان لا چکے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی غبارہ پر چڑھنے والے اور پھر تمہارے سامنے اترنے والے کے دھوکے میں آجاؤ۔ ہوشیار رہنا آئندہ اپنے اس جمے ہوئے خیال کی وجہ سے کسی ایسے اترنے والے کو

ابن مریم نہ سمجھ بیٹھنا"۔ (ازالہ اوہام ص ۲۸۳)

اس صحیح اور متفقہ حدیث شریف کے متعلق جس میں کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول صلیب کو توڑ ڈالینگے (اس سے مراد عیسائیت کا خاتمہ ہے) اور خنزیر کو قتل کرینگے (اس سے مراد تمام حرام کاموں کا جڑ سے اکھاڑنا ہے) مرزا صاحب کیسے طنزیہ الفاظ استعمال کر رہے ہیں اور اس حدیث کے ظاہری الفاظ کا مذاق اڑا کر کس طرح اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔

اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں :

"اب جائے تعجب ہے کہ صلیب کو توڑنے سے اس کا کون سا فائدہ ہے اور اگر اس نے مثلاً دس بیس لاکھ صلیب توڑ بھی دی تو کیا عیسائی لوگ جنکو صلیب پرستی کی دھن لگی ہوئی ہے نہیں بنوا سکتے (حدیث کا یہ مطلب ہی نہیں ہے مرزا صاحب نے اسکا مذاق اڑانے کیلئے اسکے ظاہری الفاظ اختیار کئے ہیں)۔

اور دوسرا فقرہ جو کہا گیا ہے کہ خنزیر کو قتل کرے گا یہ بھی اگر حقیقت پر محمول ہے تو عجب فقرہ ہے۔ کیا حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد سب سے عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار رکھیلتے پھرینگے اور بہت سے کتے ساتھ ہونگے اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں، چماروں اور گنڈیلوں وغیرہ کو جو

خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں خوشخبری کی جگہ ہے کہ انکی
خوب بن آئیگی۔ پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اول تو شکار کھیلنا ہی
کار بیکاراں اور اگر حضرت مسیح کو شکار ہی کی طرف رغبت ہوگی
اور دن رات یہی کام پسند آئیگا۔ تو پھر یہ پاک جانور جیسے ہرن،
گورخر اور خرگوش دنیا میں کیا کچھ کم نہیں ہوتا ایک ناپاک جانور
کے خون سے ہاتھ آلودہ کریں"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۔۴۱، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۲۴۔۱۲۳)

صحیح حدیث کا جسطرح مذاق مرزا صاحب نے اڑایا ہے ہر پڑھنے والا اسکا اچھی طرح اندازہ کر سکتا ہے۔

لیکن ایک نہایت دلچسپ اور حیرا کن بات یہ ہے جسکو سنکر ہمارے بھولے بھالے قادیانی دوست بھی تعجب کرینگے کہ ایک زمانے میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی اس حدیث کو مرزا صاحب بھی مانتے تھے اور اسپر انکا ایسا ہی ایمان تھا جیسا تمام اہل سنت والجماعت کا چنانچہ خود مرزا صاحب اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں :

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشن گوئی ایک اول درجہ
کی پیشن گوئی ہے جسکو سب نے باتفاق قبول کیا ہے اور جس قدر
صحاح (احادیث کی صحیح کتابیں) میں پیشگوئیاں لکھی ہیں کوئی
پیشگوئی اسکے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول
درجہ اسکو حاصل ہے۔ انجیل بھی اسکی تصدیق کرتی ہے۔
اب اسقدر ثبوت پر پانی پھیر دینا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں
موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو خدا تعالیٰ نے

بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی حصہ نہیں دیا"۔ (ازالہ اوہام ص ۲۳۱، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۰)

میرے قادیانی دوست اس اعتراف کو غور سے پڑھیں اور اسی کی روشنی میں مرزا صاحب کا انکار اور طنز جو اس حدیث شریف پر کیا گیا وہ بھی پڑھیں پھر فیصلہ ہم **آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔**

مذہب کی تحقیر:

جس مذہب میں لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا الہام نہ ہو وہ شیطانی مذہب ہے۔

مرزا صاحب سے مذہب کی تعریف بھی سن لیجئے:

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ قیامت تک اسکی کوئی امید بھی نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہ لگتا ہو کچھ ہیں قصے ہیں۔ (اور کوئی اگرچہ اسکی راہ میں اپنی جان بھی فدا کردے اور اسکی رضاجوئی میں فنا ہو جائے اور ہر چیز پر اسکو اختیار کرلے تب بھی اسپر وہ اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اسکو مشرف نہیں کرتا)۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا میں ایسے مذہب کا نام

شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لیجاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا ہے اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔ مگر میں ساتھ ہی خدائے رحیم و کریم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام (مرزا صاحب کا اسلام) ایسا مذہب نہیں ہے"۔ (ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۵۴ ث ح)

اس تحریر سے مرزا صاحب کی مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ جو دین اور مذہب لیکر آئے ہیں اسکے اتباع سے اب خدا کی شناخت نہیں ہو سکتی جب تک کہ خدا دوبارہ کسی پر وحی نہ بھیجے اور اسکو اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف نہ کرے۔ گویا دوسرا نبی آئے تو اللہ کی شناخت کا دروازہ کھلے۔ میرے دوستو! پوری اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ بغیر وحی کا دروازہ کھلے ہوئے اسی دین محمدی میں رہتے ہوئے سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدے "الذین جا ھد و فینا لنھدینھم سبلنا" (جو ہمارے لئے محنت و جدو جہد کرے گا اسکو ہم اپنا راستہ (اپنی شناخت) دکھائینگے) کے مطابق مجاھدے اور ریاضتیں، عبادتیں، اطاعتیں کر کے اللہ پاک کی شناخت حاصل کی اور یہی لوگ ولی، غوث، قطب ابدال، مدار، اوتاد کہلائے اور رشد و ہدایت کے لاتعداد سلسلے ان سے جاری ہوئے۔

حضرت سہیل تستری، ذلنون مصری، ابراھیم ادھم، معروف کرخی، بایزید بسطامی، جنید بغدادی، شیخ عبدالقادر جیلانی، شہاب الدین سہروردی، بہاالدین نقشبندی، معین الدین چشتی، نظام الدین اولیا اور بر صغیر ہندوپاک میں جو ہزاروں لاکھوں اولیا کے مزار ہیں ان سب نے اسی دین محمدیؐ کے اتباع کی بدولت بغیر وحی

کا دروازہ دوبارہ کھلے ہوئے اللہ پاک کی شناخت حاصل کی اور مخاطبت اور مکالمات اور الہامات الہیہ سے مشرف ہوئے مگر یہ سب باشرف لوگ تھے۔ بشریت کی گرد جھاڑ کر بھی حضور ﷺ کی غلامی کا ہی دعویٰ کیا۔ بے شک ان لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوئے جو اپنے حال سے مغلوب ہوگئے اور اسم ھادی کی تجلیات برداشت نہ کرسکنے کے باعث مہدی، مسیح، نبی اور خدائی کے دعوے کر بیٹھے مگر جنکی قدرت نے دستگیری کی وہ تو توبہ کرکے بچ گئے اور جو اپنے حال میں رہے وہ کچھ عرصے جھوٹی خدائی مہدویت اور نبوت کرنے کے بعد ہلاک ہوگئے۔ آج بھی وہ ہی خدا ہے اور وہی اسکا وعدہ ہے وہی دین محمدی ہے اگر کوئی سچا خدا کی شناخت کا طالب ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کو آخری نبی مانتے ہوئے انکے بتائے ہوئے طریقہ پر مجاھدات کریگا تو اپنی مراد کو انشاءاللہ ضرور پہنچے گا۔

امت محمدیہ کے تمام اولیا پر فضیلت :

جب مرزا صاحب تمام انبیا سے افضل ہیں تو پھر بے چارے اولیا اللہ کس گنتی میں ہیں انکے متعلق بھی مرزا صاحب کو کچھ کہنا چاہیئے تھا۔ سو لیجئے سنیئے :

> "اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالٰی نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر کئے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اسکی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں

اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور قطب اس امت میں گذر چکے ہیں انکو یہ کثیر حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"۔(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

<u>خلیفہ قادیان میاں محمود احمد اس پر حاشیہ کرتے ہیں :</u>

"بلکہ میرا تو یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گذرا جو آنحضرتؐ کا ایسا فدائی، ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) تھے"۔

(تقریری جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ مطبوعہ اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور صفحہ ۲۸)

ہائے ہائے حضرت اویس قرنی، حضرت بلال حبشی، حضرت عمار بن یاسر، حضرت مصعب بن عمیر حضورؐ کے جان نثاروں کی تو ایک بھیڑ لگی ہوئی ہے اگر نام گناؤں تو مکاتب بھر جائینگی۔ دوستو آپ نے اسلام کی ابتدائی تاریخ تو ضرور پڑھی ہوگی ذرا غور فرمائیں۔ آفتاب جب سامنے ہو تو پھر دلیل کی کیا حاجت فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

"اسلام میں اگرچہ ہزار ولی اور اہل اللہ گذرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا (جسکا وعدہ کیا گیا ہو) لیکن وہ مسیح کے نام پر آنے والا تھا (یعنی مرزا صاحب)"۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۹، روحانی خزائن صفحہ ۳۱ جلد ۲۰ از مرزا غلام احمد قادیانی)

چھٹا مذہبی جرم

”مرزا نے ہر خصوصی دینی اصطلاح جو محمد ﷺ کیلئے مخصوص تھی اپنے لئے استعمال کی“

کلمہ طیبہ:

صاحبزادہ بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

”اگر ہم بالفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اسلئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں۔ جیسا کہ وہ خود (مرزا صاحب) فرماتا ہے ”صارو جودی وجودہ“ اور ”من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی ومارأنی “ اور یہ اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبین کو دنیا میں مبعوث کریگا جیسا کہ آیت ”وآخرین منھم“ سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کیلئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں اسلئے ہمکو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی“۔

(کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۵۸ نمبر ۴ جلد ۱۴)

مرزا صاحب کیونکہ بروزی حیثیت سے محمد رسول اللہ بن کر آئے ہیں اسلئے اب نئے

کلمہ کی ضرورت نہیں بلکہ جب یہ کلمہ قادیانی حضرات پڑھیئے تو اس سے مسیح موعود اور بروزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہی مراد ہونگے۔

قادیانی دوست غور کریں یہی وہ بنیاد تھی جسکی بنا پر پاکستان کی عدالتوں نے قادیانیوں کو قانوناً کلمہ طیبہ کا اسٹیکر لگانے سے منع کر دیا۔ تفصیل آگے آئیگی۔

__درود شریف :__

مرزا صاحب پر درود بھیجنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے نبی کریم ﷺ پر۔

پس آیت "یا ایھا الذین آمنو صلو علیه و سلّمو" کی رو سے اور ان احادیث کی رو سے جن میں آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کی تاکید آئی ہے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی درود پڑھنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح آنحضرتؐ پر درود بھیجنا از بس ضروری ہے۔

اسکے لئے کسی مزید ثبوت اور دلیل کی ضرورت نہیں تاہم ذیل میں چند فقرات حضرت مسیح موعود کی وحی الٰہی کے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں جن میں آپ پر درود بھیجنا آپ کی جماعت کا ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔

(رسالہ درود شریف صفحہ ۱۳۶ مصنفہ محمد اسمٰعیل قادیانی)

پھر اس رسالہ درود شریف میں بہت سے اقوال مرزا صاحب کے مصنف نے درود کی فرضیت (مرزا صاحب پر) کے بارے میں دیئے ہیں جو طوالت کے خوف سے ہم چھوڑتے ہیں صرف دو قول سن لیجئے :

"بعض بے خبر ایک اعتراض میرے اوپر کرتے ہیں
کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق

کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص اسکو پائے میرا اسلام اسکو کہے اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جب کہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا۔ صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہوگا"۔

(رسالہ درود شریف بحوالہ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

وحی الٰہی :

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جو وحی آنحضرت ﷺ پر اتری اور جو وحی مجھ پر اتری اسمیں کوئی فرق نہیں۔ سنیئے :

"اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اسکے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا"۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶ روحانی خزائن صفحہ ۲۱۰ جلد ۶ از مرزا غلام احمد قادیانی)

کلام مجید:

"قرآن کریم اور الہامات مسیح دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں۔ دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل ج ۲ نمبر ۱۳۳ ص ۶ مورخہ ۲۹.۴.۱۳)

جبرئیل علیہ السلام:

"جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں۔ انکے واسطے یہ امر واضح ہے کہ حضرت صاحب (مرزا صاحب) کے پاس نہ صرف ایک بار جبرئیل آیا بلکہ بار بار رجوع کرتا تھا اور وحی خداوندی لاتا رہا قرآن میں جبرئیل بہ پیرایہ وحی صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے ثابت ہے۔ ورنہ دوسرے انبیا کے واسطے جبرئیل کا نزول از روئے قرآن شریف ثابت نہیں۔ اعلیٰ درجے کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا ہے۔ خواہ اسکو کوئی دوسرا فرشتہ کہو یا جبرئیل کہو اور چونکہ احمد علیہ السلام (مرزا غلام احمد) بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر اعلیٰ درجے کی وحی کا نزول ہوتا رہا ہے لہٰذا آپکی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس فرشتے کا نام تک بتادیا ہے کہ وہ فرشتہ جبرئیل ہے"۔ (رسالہ احمدی نمبر ۷-۶-۵ بابت 1919

موسومہ والنبوۃ فی الالہام صفحہ ۳۰)

مرزا صاحب فرماتے ہیں :

"میرے پاس ائیل آیا اور اسنے مجھے چن لیا (اس سے مرزا صاحب جبرئیل مراد لیتے ہیں) اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا پس مبارک وہ جو اسکو دیکھے اور اسکو پاوے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳)

صاحب کتاب نبی :

مرزا صاحب پر کتاب بھی اتری ہے وہ صاحب کتاب نبی ہیں۔

"بحث اگر کچھ ہو سکتی ہے تو وہ "ما انزل الیہ من ربہِ" پر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے "یا ایھا الرسول بلغ ماأنزل الیک من ربک "اور نبی کی کتاب یہی ہوتی ہے کہ ما نازل کو جمع کر لیا جائے۔ چونکہ مرزا صاحب علیہ اصلوٰۃ و لسلام سب انبیا کے مظہر اور بروز ہیں تو انکا ما نزل الیہ من ربہ بہ برکت حضرت محمد ﷺ و قرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے ما انزل الیہ سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا۔ فالحمد للہ کہ حضرت مرزا علیہ السلام کا ایک لحاظ سے صاحب کتاب ہونا ثابت ہو گیا"۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۶۲ صفحہ ۸ مورخہ 15.2.1919)

"پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے خواہ وہ کتاب شریعت کا ملہ ہو یا کتاب المبشرات و المنذرات ہو تو انکو واضح ہو کہ انکی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے اور حضرت صاحب (مرزا صاحب) کے مجموعہ الہامات کو جو مبشرات اور منذرات ہیں "لکتاب المبین" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ پس آپ (مرزا صاحب) اس پہلو سے بھی نبی ہیں " **ولو کره الکافرون**"۔ (رسالہ احمدی نمبر ۷۔۶۔۵)

دین:

" اللہ تعالٰی نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانے میں نمودار کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام الصلوٰۃ والسلام کو جو فارسی النسل ہیں اس اہم کام کیلئے منتخب کیا اور فرمایا میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ زور آور حملوں سے تیری تائید کرونگا اور جو دین تو لیکر آیا ہے اسے تمام ادیان پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کرونگا اور اسکا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھونگا"۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۳ مورخہ ۳.۲.۱۹۳۵)

امت :

مرزا صاحب کہتے ہیں :

"پہلا مسیح صرف مسیح تھا اسلئے اسکی امت گمراہ ہو گئی۔ اور موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا مگر میں مہدی اور محمد (ﷺ) کا بروز بھی ہوں اسلئے میری امت کے دو حصے ہونگے ایک وہ جو مسیحت کا رنگ اختیار کرینگے اور یہ تباہ ہو جائینگے اور دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کرینگے"۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۸۳ مورخہ ۱۶.۲.۱۹۱۶!)

صحابہ :

"پس ہر احمدی کو جس نے احمدیت کی حالت میں حضور علیہ السلام (یعنی مرزا صاحب) کو دیکھا یا حضور نے اسے دیکھا صحابی کہا جائے کیونکہ جب تم علی الاعلان کسی کو صحابی کہو گے تو تم نے گویا کوٹھوں پر چڑھ کر حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اعلان کر دیا اور اگر تم منارہ پر چڑھ کر کسی کے صحابی ہونے کا اعلان کرو گے تو دوسرے لفظوں میں تم نے منارہ پر چڑھ کر مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت کی منادی کر دی کیونکہ جتنی دفعہ یہ لفظ بولا جائیگا اتنی ہی دفعہ حضرت مسیح علیہ

السلام (مرزا صاحب (کی نبوت کی دنیا میں منادی ہو گی"۔
(اخبار افضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۶۴ مورخہ ۱۲.۹.۱۹۳۶)

مسجد:

خانہ کعبہ کے متعلق ارشاد باری ہے "**من دخله كان آمنا**" یعنی (یہ ایک امن کا مقام ہے) اور ساری دنیا میں یہ خصوصیت اہل اسلام کے نزدیک صرف کعبہ شریف کو حاصل ہے۔ مرزا صاحب اپنی مسجد کو بھی اس قرآنی آیت کا مصداق ٹھراتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا **ومن دخله كان آمنا** اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے"۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۸۸)

ارض حرم:

مکہ اور مدینہ کے مقدس مقامات کیلئے عالم اسلام میں یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے لیکن قادیانیوں کے نزدیک قادیان کی زمین بھی حرم ہے۔ سنیئے:

"جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس وقعہ (سالانہ جلسہ) پر قادیان نہیں آسکے وہ تو خیر معذور ہیں۔ لیکن جنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا اور ارض

حرم (قادیان) کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہوئے امام محترم کی زیارت کرنے کے شوق میں دار الامان مہدی ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے ان کا اخلاص واقعی قابل تحسین ہے"۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۴۷ مورخہ 26.12.1915)

مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
(درثمین، صفحہ ۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی)

قادیان کی زیارت حج کی طرح ہے:

ظلی حج:

"چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو قدرت رکھتے اور امیر ہوں۔ حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غربا ہی میں پھیلتی ہیں اور غربا کو شریعت نے حج سے معذور رکھا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تا وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں"۔

(خطبۂ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۰ نمبر ۶۹ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲)

''آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کیلئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کیلئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انھیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضے میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں اسلئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کیلئے مقرر کیا ہے۔ جیسا حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہیں ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں''۔

(خطبہ جمعہ از میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ برکات خلافت مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۴)

''اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی''۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲، روحانی خزائن ص ۳۵۲ جلد ۵ از مرزا صاحب)

مسجد اقصیٰ قادیان کی مسجد ہے:

قرآن پاک کے پندرہویں پارے میں حضور ﷺ کی معراج کے بارے میں یہ آیت ہے ''**سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ**'' یعنی (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک)۔

قادیانی حضرات کے عقیدے کے مطابق مسجد قادیان ہی مسجد اقصیٰ ہے۔ سنیئے:

"سبحان الذی ...بارکنا حوله کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔ جیسے فرمایا اس معراج میں آنحضرت ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے اور مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے موہبت ہے"۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۳۲ء)

"پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہا زمانے تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے"۔

(بقیہ تبلیغ رسالت ص ۴۰ جلد ۹ حاشیہ مجموعہ اشتہارات ص ۲۸۹)

شعائر اللہ :

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" ومن یعظم شعائراللہ فانھا من تقوی القلوب "یعنی (جس نے شعائر اللہ کا ادب کیا اسکی عزت و عظمت کی تو یہ اسکے دل کی پرہیز گاری کی علامت ہے) اور اسلام میں شعائر اللہ مکہ شریف، مدینہ شریف، اللہ کا رسول، اللہ کی کتاب، اذان وغیرہ کو کہتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کی جماعت کیا کہتی ہے۔ سنیئے :

"مسیح موعود نے فرمادیا تھا کہ دینی اغراض کیلئے

قادیان میں اس موقعہ پر (سالانہ جلسہ پر) اس کثرت سے لوگ آیا کرینگے کہ انکے اس ہجوم سے جو صرف دین کی خاطر ہو گا قادیان کی زمین حرم کا نام پائے گی۔ پس ہمارا جلسہ شعار اللہ ہے بلکہ ہر آنے والا شعائر اللہ ہے اور **ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب** کے مطابق جو اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی عظمت کرتا ہے وہ اپنے تقویٰ کا ثبوت دیتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل جلد ۱۳ نمبر ۷۲ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء)

محترم قادیانی دوستو اس باب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے

۱) کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ ﷺ سے مراد اپنی ذات ٹھرائی یہ کہہ کر کہ میں وہی محمد رسول اللہ ہوں کوئی نیا نبی نہیں۔

۲) قادیانی جماعت کے نزدیک درود شریف جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر پڑھا جاتا ہے اسی طرح مرزا صاحب پر بھی پڑھنا چاہئے۔

۳) مرزا صاحب کی وحی اور رسول اللہ ﷺ کی وحی میں کوئی فرق نہیں۔

۴) مرزا صاحب کے الہامات کا درجہ بھی وہی ہے جو کلام اللہ یعنی قرآن پاک کا ہے۔

۵) مرزا صاحب کی خدمت میں بھی جبرائیل اسی طرح آتے تھے جیسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتے تھے۔

۶) جسطرح اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر کتابیں اتاری ہیں اسی طرح مرزا صاحب پر بھی اللہ تعالیٰ نے کتاب اتاری ہے جسکا نام "الکتاب المبین" ہے۔
۷) مرزا صاحب ایک نیا دین لیکر آئے ہیں جسکو اللہ تعالیٰ تمام ادیان پر غالب کریگا۔
۸) مرزا صاحب کی ایک الگ امت ہے جسکے دو حصے ہو جائینگے۔
۹) مرزا صاحب کو جس شخص نے انکے مرید اور معتقد کی حیثیت سے دیکھاوہ ایسا صحابی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔
۱۰) کعبہ شریف کی طرح قادیان کی مسجد میں بھی جو داخل ہوگا اسپر قرآن کی اس آیت کا اطلاق ہوگا "من دخله كان آمنا"۔
۱۱) قادیان کی زمین بھی مرزا صاحب کے وجود کی وجہ سے عزت و شرف میں ارض حرم ہے۔
۱۲) قادیان کی زیارت کا ثواب نفلی حج سے زیادہ ہے۔
۱۳) مسجد اقصیٰ جہاں سے ارشاد خداوندی کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ معراج پر تشریف لے گئے وہ دراصل بیت المقدس فلسطین میں نہیں بلکہ قادیان میں ہے۔
۱۴) قادیان کا جلسہ شعائر للہ اور اس میں شرکت کرنے والا ہر شخص شعائر للہ ہے۔

محترم قادیانی دوستو! مرزا صاحب کے مذہبی جرائم کی فہرست پڑھکر آپ یقیناً چونک گئے ہونگے اور آپ میں سے جنکو اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی بھی دینی فہم اور عقل سلیم عطا کی ہے وہ یقیناً اپنے مذہب کے متعلق غور و فکر میں ڈوب جائیگا اور ان

مضحکہ خیز دعووں کو اسکا ضمیر کبھی قبول نہیں کریگا۔ مرزا صاحب کی افضلیت محمد ﷺ پر، سارے انبیا پر، سارے اولیا پر، سارے صحابہ پر، حضرت علی پر، حضرت حسین پر، قرآن کی تحریف، حدیث کی تحقیر۔ کیا دنیا میں آج تک کوئی ایسا انسان ہوا ہے جسنے ایسے مضحکہ خیز دعوے کئے ہوں۔ جن کو پانچویں کلاس کا مسلمان بچہ بھی نہیں مانے گا۔

ان مضحکہ خیز دعووں کو لکھتے ہوئے ہمارے جذبات بھی مشتعل ہیں لیکن ہم شائستگی کو ہاتھ سے جانے نہیں دینگے کیونکہ یہ کتاب ہم ہمدردانہ جذبات کے ساتھ ناصحانہ انداز میں لکھ رہے جس کا مقصد صرف آپکو دین حق کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کے سچے دین کی طرف بلا کر اپنا تبلیغی حق ادا کرنا ہے۔ لہٰذا ہم مرزا صاحب کے ان دعووں کے متعلق خود کچھ نہیں کہیں گے بلکہ جو لوگ مرزا صاحب کے یار غار تھے انکے ظاہر وباطن کے رازدار تھے مدتوں انکے ساتھ رہے تھے اور پھر مرزا صاحب کے ان ہی کفریہ دعووں کی وجہ سے اور انکے کردار کی گندگی دیکھ کر ان سے الگ ہو گئے تھے اور ان کفریات سے انکے جذبات کس طرح مشتعل ہوئے اور انکا کیا رد عمل ہوا اسمیں سے بہت تھوڑا سا نمونے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ خود انکی زبانی سنیئے:

> "میں حکیم مولوی ملک نظیر احسن بہاوری حلکا شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں زمانہ دراز سے مرزا صاحب کے فریب کا نیک نیتی سے دل دادہ رہا ہوں اور میں انکا قدیم مزاج شناس ہوں۔ مرزا صاحب کے تمام راز باطنی کا میں محرم راز ہوں اور قادیان کی خوب ہوا کھائے ہوئے ہوں۔ ذرا ذرا حال

حضرت جی کا میرے سینہ بے کینہ میں بھرا ہوا ہے۔

الغرض جب مرزا صاحب نے حد سے گذر کر نبوت کے دروازہ کو کٹھکٹھانا شروع کیا تو سب سے پہلے منشی الہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ لاہور، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسٹنٹ سرجن پٹیالہ، حکیم مولوی مظہر حسین لدھیانوی، سید عباس علی رئیس، صوبہ دار میجر سید امیر شاہ صاحب وغیرہم سینکڑوں اہل علم اور واقف کار صحبت دیدہ اشخاص اور اسکے بعد اس راقم نے بھی مرزا صاحب کے دام تزویر سے علیحدہ ہو کر مرزا صاحب کو ملحدود مرتد اسلام سمجھ کر ان کے مذہب جدیدہ پر لعنت بھیج کر الحمد اللہ علی احسانہ ان کے فریب سے نجات حاصل کی"۔

(مسیح دجال کا سربستہ راز صفحہ ۲ مصنفہ حکیم مولوی نظیر احسن)

مولوی محمد حسین بٹالوی مرزا صاحب کے انتہائی مخلص مرید تھے۔ مرزا صاحب کو وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتے تھے مرزا صاحب کی کتاب براھین احمدیہ پر ایک زبردست ریویو بھی لکھا تھا لیکن جب مرزا صاحب نے یہ مضحکہ خیز دعوی کرنا شروع کئے تو وہ بہت بگڑے اور بولے کہ میں نے ہی مرزا صاحب کو اونچا کیا تھا اب میں ہی انکو گراؤنگا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۵۶ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء)

دیکھا آپنے مرزا صاحب کے مذہبی جرائم کی وجہ سے برسوں مرزا صاحب کے ساتھ رہنے والوں نے کس طرح مرزا صاحب کے مذہب جدیدہ پر لعنت بھیج کر انکے مذہب سے نجات پائی ایک بیس برس کے معتقد و مرید کے متعلق مرزا صاحب خود لکھتے ہیں :

> "اس امر سے اکثر لوگ واقف ہونگے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب تو تقریباً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور را اپنے رسالہ "المسیح الدجال" میں میرا نام کذاب ، مکار، شیطان، دجال، شریر اور حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست، مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی عیب ایسا نہیں جو میرے ذمہ نہیں لگایا"۔

(مرزا صاحب کا اشتہار بعنوان "خدا سچے کا حامی ہو" مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ مندرجہ تبلیغ رسالت)

الحمد اللہ ہمیں کچھ نہیں کہنا پڑا خود مرزا صاحب کے بیس سالہ معتقد اور مرید نے ہماری ترجمانی کردی۔

قادیانی دوستو! ہم نے طوالت کے خوف سے ایسی اور بہت سی تحریروں کو چھوڑ دیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ آپکے غور و فکر کیلئے یہی بہت کافی ہیں۔ آپ نے تو مرزا صاحب کا مذہب سو سال کے بعد اختیار کیا ہے اور نہ معلوم کس شکل میں یہ آپکے سامنے پیش کیا گیا ہوگا اور انکی کس تعلیم سے آپ متاثر ہوئے ہونگے۔ لیکن یہ

تحریریں اور تاثرات تو ان لوگوں کے ہیں جنھوں نے مرزا صاحب کو خود بڑے قریب سے دیکھا انکی صحبت میں رہے اور یہ کافی دین کا فہم اور مذہب کی معلومات رکھنے والے لوگ تھے پھر آخر کوئی تو ایسی غلط بات مرزا صاحب میں دیکھی ہوگی کوئی تو ایسا مذہبی جرم مرزا صاحب سے سرزد ہوا ہوگا کہ ان لوگوں نے مرزا صاحب کی برسوں کی رفاقت کو لات ماردی اور اسکی برسوں کی جمی ہوئی عقیدت کو اپنے دلوں سے کھرچ کر پھینک دیا اب **فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔**

ساتواں مذہبی جرم
نزول مہدی و مسیح کا انکار اور خود مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

اسلام کے متفقہ عقیدے کے مطابق حضرات امام مہدی قرب قیامت ظہور کرینگے۔ حجر اسود اور مقام ابراھیم کے درمیان لوگ انکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرینگے اور اس طرح وہ تمام مسلمانوں کے خلیفہ اور حاکم ہونگے اور زمین سے ظلم اور بے انصافی کو ختم کر کے عدل وانصاف سے بھر دینگے۔ حدیث شریف میں اور بھی بہت سی نشانیاں انکے متعلق آتی ہیں اور تواتر کے ساتھ آئی ہیں۔ اسلئے اس عقیدے پر چودہ سو برس سے اجماع امت ہے۔

حضرت مہدی خلافت کے وقت چالیس برس کے ہونگے کل سات برس خلیفہ رہینگے جس میں سے دو برس حضرت عیسیٰؑ کی رفاقت میں گذارینگے۔ یہ سب زمانہ انکا کفار کے خلاف جہاد میں گذرے گا۔ اسی اثنا میں حضرت عیسیٰؑ نزول فرمائینگے اور حضرت مہدی مسلمانوں کی قیادت انکے سپرد کر کے انکے معاون و مددگار کی حیثیت سے انکے ساتھ جہاد کرینگے۔

فتنہ دجال مہدیؒ کے ظہور کے سات سال بعد واقع ہوگا اور جب دجال حضرت مہدی اور انکے لشکر کا محاصرہ کئے ہوئے ہوگا اسی دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور آپ دجال سے مقابلہ کر کے اسکو قتل کرینگے۔

مہدیؒ کا انتقال اپنی طبعی موت سے ہوگا۔ اسی طرح عیسیٰؑ کی بھی مدت قیام اس زمین پر چالیس سال ہوگی پھر آپ کا انتقال ہوگا۔ آپ کی وفات کے تھوڑے عرصے کے بعد قیامت کی نشانیاں ظاہر ہونی شروع ہو جائینگی۔ آفتاب مغرب

سے نکلے گا۔ دابتہ الارض کا ظہور ہو گا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا اور بھی سینکڑوں نشانیاں قرب قیامت کی حدیث شریف میں بیان کی گئی ہیں اسکے بعد اسرافیل صور پھونکینگے جس سے تمام ذی روح فوت ہو جائینگے۔

(تحفہ قادنیت جلد اول)

یہ واقعات ان احادیث کا خلاصہ ہے جو تواتر کے ساتھ بیسیوں صحابہ سے روایت کی گئی ہیں جنکی صحت پر تمام عالم اسلام کا اجماع ہے خود مرزا صاحب بھی ایک زمانے میں اسی کے قائل تھے چنانچہ لکھتے ہیں :

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشن گوئی ایک اعلیٰ درجہ کی پیشن گوئی ہے جسکو سب نے بالاتفاق قبول کیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشن گوئیاں لکھی ہیں کوئی پیشن گوئی اسکے ہم وزن اور ہم پلہ ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اعلیٰ درجہ اسکو حاصل ہے"۔(ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۱ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۰)

لیکن مرزا صاحب نے کچھ عرصے کے بعد اپنے اس قول کے خلاف نزول مسیح کا شدت سے انکار کردیا اور جو صحیح احادیث اس سلسلے میں آئی ہیں جنکی تائید مرزا صاحب نے اپنے مذکورہ قول سے کی ہے ان سب کا انتہائی بیہودگی سے مذاق اڑایا اور خود مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جسکو سنکر بہت سے مرزا صاحب کے مخلص اور عقیدت مندوں نے ان سے اپنا تعلق توڑ لیا۔ کیونکہ مرزا صاحب کے ذاتی معاملات، کردار اور طرز زندگی سے صرف نظر کر کے صرف رسول خدا ﷺ کے فرمان اور پیشن گوئی کی کسوٹی پر اگر مرزا صاحب کے دعویٰ مہدیت اور مسیحت کو پرکھا جائے تو ایک بھی نشانی ان میں نہیں ملتی مثلاً

۱) حضرت مہدی کی شخصیت حضرت مسیح سے جداگانہ ہے پہلے حضرت مہدی کا ظہور ہوگا پھر نزول عیسیٰؑ کی بشارت ہے جبکہ مرزا صاحب نے مہدی ہونے کے دعوے کے ساتھ مسیح ابن مریم ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور پھر بعد میں تو نبی بن گئے گویا ایک ہی شخص بہ یک وقت وزمانہ مہدی بھی ہے، مسیح بھی ہے اور نبی بھی۔

۲) بقول مرزا صاحب اس امت کا آخری مجدد جو دین کی تجدید کرے گا مسیح آخرالزماں ہوگا۔ چودھویں صدی گذر چکی اسلئے چودھویں صدی آخر زمانہ نہیں ہوا اسلئے مرزا صاحب کا آخری مجدد ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں ہوا اور جب مجدد نہیں ہوئے تو مہدی یا مسیح بھی نہیں ہوئے۔

۳) حدیث شریف میں عیسیٰؑ کی مدت قیام بعد نزول چالیس برس بتائی گئی ہے اور مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسیحت کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انکا انتقال ہوا گویا انکا مسیحت کا دعویٰ کل ساڑھے سترہ برس ہوا اگر انکا دعویٰ مجددیت کا زمانہ بھی اس میں شامل کر لیا جائے تب بھی دس برس اور بڑھا کے کل ۲۶ سال بنتے ہیں جو حدیث شریف کے مطابق نہیں اس طرح بھی دعویٰ مسیحت غلط ثابت ہوا۔

۴) حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول حج و عمرہ ادا کر کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرینگے۔ مرزا صاحب کو پوری زندگی اسکی توفیق نہیں ملی کہ حج یا عمرہ کرتے اور روضۂ اقدس پر بغرض سلام حاضر ہوتے اس اعتبار سے بھی مرزا صاحب کی مسیحت جھوٹی ثابت ہوتی ہے۔

۵) حدیث شریف میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنی مدت قیام پوری

کر کے وفات پاجائینگے اور انھیں روضہ اقدس ﷺ میں حضرات شیخین کے پہلو میں دفن کیا جائیگا اسکے برعکس مرزا صاحب قادیان میں دفن ہیں یہ پانچویں وجہ ہے انکے جھوٹا ہونے کی۔

٦) عیسیٰ علیہ السلام سے آسمان سے نازل ہونگے جبکہ مرزا صاحب اسی زمین میں رہے اور اپنی والدہ چراغ بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے جبکہ عیسیٰؑ کی ماں کا نام حضرت مریم تھا۔ آنے والے مسیح کا نام عیسیٰ ہوگا جبکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے۔

٧) حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنے کے بعد ملت اسلامیہ کی حکومت و خلافت کے فرائض سرانجام دینگے اور عدل وانصاف کا بول بالا کرینگے۔ مرزا صاحب کو ایک دن کیلئے بھی کہیں کی حکومت نہیں ملی اور انکے وجود سے ملت اسلامیہ تفرقوں میں بٹ کر اور کمزور ہوگئی اسکی گواہی خود مرزا صاحب کے ہم عصر لوگوں نے دی ملاحظہ ہو :

> "مولوی عبد اللہ صاحب مذکور نے جو لاہوری جماعت کی مقامی انجمن کے صدر بھی ہیں اپنے مکان پر اچھے خاصے مجمع کے روبرو علی الاعلان کہا کہ مرزا صاحب کے وجود سے اسلام کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا نقصان پہنچا ہے۔ ان کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرق بڑھ گیا ہے ان کے بیانات اور اقوال میں ہزارہا غلطیاں ہیں۔ انکے الہامات مشتبہ ہیں انکی بہت سی پیشن گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں اور بعض پیشن گوئیوں کا تصریح کے ساتھ ذکر کر کے انکی تکذیب کی اور ایک پیشن گوئی

کے متعلق تو یہاں تک کہا کہ اسکے جھوٹا ہونے پر زمین و آسمان گواہ ہیں اور کہا کہ مرزا صاحب کے جھوٹا ثابت ہونے میں نہ صرف کوئی نقصان نہیں بلکہ اسمیں فائدہ ہے کیونکہ اس طرح سے انکا نام درمیان سے مٹ کر صرف خالص اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام باقی رہ جائیگا"۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ نمبر ۲۴ جلد ۱۷ صفحہ ۱۰)

قادیانی دوستو! مرزا صاحب کو انکے تمام دعووں میں صرف ہم ہی نہیں بلکہ قرآن، حدیث، فقہ، ملکی قانون، عدالتیں سب ہی جھوٹا سمجھتی ہیں بلکہ انکے ان ہم عصر مریدوں اور مخلصوں نے جنکی آنکھیں ہدایت کے نور سے روشن تھیں انھوں نے بھی مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کی گواہی دی ہے۔

۸) عیسیٰ علیہ السلام کا سب سے اہم مشن کسر صلیب یعنی عیسائیت کا خاتمہ اور قتل خنزیر یعنی حرام کاموں کا استیصال ہوگا۔ مرزا صاحب نے کسر صلیب کی بجائے اہل صلیب کو تقویت پہنچائی، انکی شان میں قصیدے پڑھے انکی عزت واقبال کی بلندی کی دعا مانگی۔ انکی حکومت کو اپنا مکہ مدینہ کہا:

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینے میں، نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں یعنی (سرکار انگریز برطانیہ) جس کے اقبال کیلئے دعا کرتا ہوں"۔

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات حاشیہ ۱۷۳ جلد ۲۱)

"اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر

ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارہ ہو سکتا ہے اور
نہ قسطنطنیہ میں تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اسکے خلاف
کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں"۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۴۶ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

اس حدیث کی رو سے بھی مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحت جھوٹا ثابت ہوا۔

۹) ایک نشانی سچے عیسیٰ مسیح کی یہ بیان کی گئی ہے کہ لوگوں کے آپس کے اختلافات ختم کرکے ایک ہی دین اسلام کو ساری دنیا میں نافذ کردینگے اس سے ہر قسم کی لڑائی موقوف ہو جائیگی اور جب حکومت ایک ہوگی تو کون کسی کو جزیہ دیگا اسلئے جزیہ بھی ختم ہو جائیگا۔

اس نشانی اور پیشن گوئی کی روشنی میں بھی مرزا کا دعویٰ مسیحت جھوٹا نظر آتا ہے۔ لوگوں کے اختلافات ختم کرانے کے بجائے ملت مسلمہ میں تفرقہ اور اختلاف کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کردیا۔ بین الاقوامی نظر سے دیکھا جائے تو دو زبردست عالمی جنگیں ۱۹۱۴ء اور ۱۹۴۵ء میں لڑی گئیں جس میں کڑوڑوں انسان ہلاک ہوئے دنیا کو ایک مذہب پر تو کیا لاتے خود مرزا صاحب کی جماعت ہی میں کئی مذہب بن گئے۔

۱۰) حدیث شریف کے مطابق قرب قیامت کی نشانیوں میں ایک دجال کا ظہور بھی ہے جو ابتدا میں نیکی و پارسائی اختیار کرے گا پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور بعد میں خدائی کا اسنے اپنی جنت و دوزخ بھی بنا رکھی ہوگی اللہ تعالیٰ لوگوں کو آزمانے کیلئے اسکو بہت سے شعبدے اور استدراج عطا کریگا اسطرح کہ جو اسکو

مانے گا وہ خوشحال ہو جائیگا اور جو اسکا انکار کریگا وہ مفلوک الحال ہو جائیگا ایک شخص سے کہے گا اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو مجھ پر ایمان لائے گا ؟ وہ کہے گا کہ ہاں ضرور چنانچہ اسکے ماں باپ اور بھائی کی قبر پر جائیگا تو شیاطین اسکے باپ اور بھائی کی شکل بنا کر اسکے سامنے آکر کہیں گے کہ اس پر ایمان لاؤ یہی خدا ہے۔ غرض بے شمار شعبدوں سے وہ مخلوق خدا کو گمراہ کریگا۔

اس حدیث شریف کی رو سے بھی مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح ابن مریم ہونا بالکل جھوٹ ثابت ہوتا ہے آج تک کوئی ایسا دجال نہیں نکلا اور نہ کسی عیسیٰ ابن مریم نے اسکو قتل کیا۔ مرزا صاحب کی توجہ جب اس حدیث کی طرف دلائی گئی تو فوراً ایک دجال دماغ سے بنایا اور کہا دجال سے مراد میرے زمانے کے عیسائی پادری ہیں۔ سبحان اللہ۔ جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے۔ چلئے اگر پادریوں کو ہی دجال مان لیں تو پادری فنا کب ہوئے وہ تو اب بھی موجود ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ ہیں۔

۱۱) حدیث شریف میں حضرت عیسیٰؑ کے چالیس سالہ بابرکت دور کا نقشہ بھی بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے مشکوٰۃ شریف کی حدیث کا صرف ایک ٹکڑا اہم بیان کرتے ہیں :

> فرمایا نبی ﷺ نے "اسکے زمانے میں (عیسیٰ کے نزول کے بعد) سب مذاہب ختم ہو جائینگے اور صرف اسلام ہی رہ جائیگا۔ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، بھیڑیئے بکروں کے ساتھ چرتے پھرینگے اور بچے سانپوں سے کھیلینگے اور وہ انکو نقصان نہیں پہنچائینگے۔ مال سیلاب کی

طرح بہہ پڑے گا اور اسے کوئی قبول نہیں کریگا حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ زمین اپنے تمام خزانے اگلدے گی۔ فقر و افلاس کا خاتمہ ہوجائیگا اور کوئی زکوۃ لینے والا بھی نہ رہے گا۔ (ماخوذ از تحفہ قادیانیت جلد ۲)

میرے قادیانی دوستو! اس حدیث کے متن کو غور سے پڑھو اور پھر اپنے ارد گرد اور ساری دنیا کے حالات کا تصور کرو اور خود اپنے ضمیر سے پوچھو کہ مرزا صاحب کے زمانے میں یا اسکے بعد کوئی ایک نشان کوئی ایک پیشگوئی بھی حدیث کی پوری ہوئی بلکہ اگر دیکھا جائے تو انسانیت کی تذلیل، غریب کا استحصال مکر و فریب اور قتل و غارتگری کا ایک ایسا طوفان دنیا میں آیا ہوا ہے جسکی مثال نہیں ملتی۔

حدیث شریف کی یہ دس نشانیاں ہم نے مختصراً بیان کردی ہیں جو عیسیٰ کے نزول کے بعد پیش آئینگی۔ آپ پڑھیں اور مرزا صاحب کے حالات زندگی سے اسکا موازنہ کریں۔ ہم فیصلہ آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

آٹھواں مذہبی جرم
مرزا صاحب اور انکی جماعت کے قرآن و سنت کے خلاف عقیدے

فقہ اسلامی کا مشہور اور متفقہ مسئلہ ہے کہ ضروریات دین اور قطعیات اسلام (یعنی جو چیزیں اسلام میں قطعی اور یقینی ہیں) کے احکام میں سے اگر ایک کو بھی نہ مانے تو کفر لازم آتا ہے۔ اب دیکھیں کہ آپکے مقتدا مرزا صاحب انکے خلفا اور انکی جماعت نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت، مقدسہ اور دین مطہرہ کا کیا حلیہ بگاڑا ہے اور اسکی کیا درگت بنائی ہے۔

اسلام کا متفقہ عقیدہ	قادیانی جماعت کا عقیدہ
۱) آنحضرت آخری نبی ہیں اور آپکے بعد کوئی نبی ظلی بروزی قسم کا نہیں۔	۱) مرزا صاحب بروزی نبی ہیں۔
۲) حضور ﷺ دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لائینگے۔	۲) مرزا صاحب کی شکل میں حضورؐ دوبارہ آئے ہیں۔
۳) حضور ﷺ کے زمانے میں اشاعت دین مکمل نہ ہو سکی	۳) مرزا صاحب نے آکر دین کی اشاعت مکمل کی۔
۴) قرآن کی آیت "والذین معه اشداء علی الکفار" حضورؐ کی شان میں نازل ہوئی۔	۴) یہ آیت مرزا صاحب اور انکی جماعت کی تعریف میں نازل ہوئی ہے۔

۵) قرآنی عقیدہ کہ رحمت اللعالمین ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔	۵) رحمتہ اللعالمین مرزا قادیانی ہے۔
۶) قرآن کہتا ہے نجات رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے۔	۶) اب صرف مرزا قادیانی کی پیروی سے ہی نجات ملے گی۔
۷) قرآن کے مطابق صاحب کوثر آنحضرتؐ ہیں۔	۷) قادیانی عقیدہ ہے کہ آیت "انا اعطیناك الكوثر" مرزا کے حق میں اتری ہے۔
۸) باعث تخلیق کائنات محمد ﷺ ہیں۔	۸) کائنات مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔
۹) سید الانبیا محمد ﷺ ہیں۔	۹) مرزا صاحب سارے انبیا سے افضل ہیں۔
۱۰) صاحب مقام محمود محمد ﷺ ہیں۔	۱۰) مقام محمود مرزا صاحب کو عطا ہوا ہے۔
۱۱) اگر موسیٰ ہوتے تو حضور کی پیروی کرتے۔	۱۱) موسیٰ عیسیٰ دونوں ہوتے تو مرزا صاحب کی پیروی کرتے۔
۱۲) قرآن نے حضور ﷺ کی ازواج کو امت کی مائیں فرمایا۔	۱۲) یہ لقب مرزا صاحب کی زوج کا ہے۔
۱۳) مسلمان کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو	۱۳) قادیانی محمد رسول اللہ سے مرزا صاحب مراد لیتے ہیں۔

اللہ کا رسول سمجھتے ہیں۔	
۱۴) مسلمان حضور ﷺ کی دوبارہ بعثت کے قائل نہیں۔	۱۴) جو حضور ﷺ کی دوسری بعثت کو قادیان میں نہ مانے وہ کافر ہے۔
۱۵) حضورؐ نے حدیث شریف میں فرمایا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے "خیر القرون قرنی"	۱۵) غرض جس زمانے میں ہم ہیں (مرزاصاحب) زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبیؐ کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الافات تھا۔
۱۶) حضورؐ کی روحانیت آپکے زمانے میں اور آج بھی اقویٰ، اکمل اور اشد ہے بلکہ آپ کی روحانیت فرشتوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔	۱۶) حق یہ ہے کہ حضورؐ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں (مرزاصاحب کی نبوت کے زمانے میں) بہ نسبت حضورؐ کے زمانے کے اقویٰ، اکمل اور اشد ہے۔
۱۷) سبحان الذی اسرا کی قرآنی آیت میں حضورؐ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے کی خبر ہے۔	۱۷) اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اسکا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا کے اس قول میں اشارہ ہے 'سبحان الذی اسرا"۔
۱۸) حضورؐ معلم الحکمت ہیں ماکان مایکون کا علم حضورؐ کو عطا کیا گیا	۱۸) حضرت مسیح کا ذہنی ارتقا آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔

تھا قیامت تک کوئی آپ سے زیادہ تو کیا برابری بھی نہیں کر سکتا۔	
۱۹) ہمارا عقیدہ ہے کہ "کن فیکون" یعنی اللہ جس چیز کا ارادہ کرے تو اسکو کن فیکون کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔	۱۹) اے مرزا تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اس سے کہدے کن یعنی ہو جا پس ہو جائیگی۔
۲۰) قرآنی عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا اور وہ قرب قیامت نازل ہونگے۔	۲۰) عیسیٰؑ وفات پاچکے انکی قبر کشمیر میں ہے اور حدیث میں جو انکے نزول کا اشارہ اس سے مراد مرزا صاحب ہیں یہی مسیح موعود ہیں۔
۲۱) درود شریف صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔	۲۱) مرزا صاحب پر بھی درود بھیجنا اسی طرح ضروری ہے، جس طرح آنحضرت ﷺ پر ازبس ضروری ہے۔
۲۲) قرآن شریف کے بعد حدیث شریف کا درجہ ہے۔ یہی نسبت دونوں کے احترام اور ادب میں ہے۔	۲۲) جو حدیثیں قرآن کے مطابق ہیں اور میری (مرزا صاحب کی) وحی کے خلاف نہیں وہ ہم لیتے ہیں باقی حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔

میرے قادیانی دوستو! ہم کہاں تک مرزا صاحب کے خلاف اسلام اور خلاف قرآن و سنت عقائد کا تذکرہ کریں جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے وہ تو صرف نمونے کے طور پر ہے ورنہ قادیانیت کا پورا لٹریچر ایسی ہی کافرانہ عقائد، متضاد بیانات اور ذو معنی باتوں سے بھرا پڑا ہے۔ اگر آپ اسکو مبالغہ سمجھ رہے ہیں یا اسکو ماننے میں متردد ہیں تو ہماری نہیں خود اپنی جماعت کی کتابیں پڑھ لیں۔ ایسے لوگوں کیلئے جنکے لئے قادیانی جماعت کی کتابوں کا حصول مشکل ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک کتاب "ثبوت حاضر ہیں" کے نام سے شائع کی ہے اسمیں مرزا صاحب اور خلفائے قادیان کی کتابوں کی قابل اعتراض اور کافرانہ تحریروں کا عکس اصلی کتابوں سے لیکر شائع کیا گیا ہے اگر آپ صرف یہ ایک کتاب ہی پڑھ لینگے تو آپکی آنکھیں کھل جائینگی اور اپنے مذہب کی صحیح حقیقت آپکو معلوم ہو جائیگی۔

اسکے علاوہ ہم آپ سے گذارش کرینگے کہ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے جو قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت اور اسلام سے خارج قرار دیا ہے اس سلسلے میں جو آپکے اسوقت کے خلیفہ مرزا ناصر سے دس دن تک تمام ممبران اسمبلی کے سامنے سوال و جواب ہوئے ہیں انکی تفصیل پر بھی نظر ڈالیں۔ آج وہ ایک کتاب کی شکل میں بازار میں دستیاب ہے۔ پھر فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

نواں مذہبی جرم

مرزا صاحب نے قرآن کی ان آیات کو اپنی ذات سے منسوب کیا جو محمد ﷺ کی ذات اقدس کیلئے تھیں

پوری اسلامی تاریخ میں قرآن پاک کا ایسا سرقہ، ایسا ڈاکہ اور ایسا غصب کسی نے نہیں کیا ہوگا۔ ایسی نقب کسی نے نہ لگائی ہوگی جیسی مرزا صاحب نے لگائی ہے۔ قرآن کی وہ تمام آیتیں جنکے مخاطب اللہ کے رسول ﷺ تھے مرزا صاحب نے اپنی ذات پر چسپاں کر ڈالیں۔ قرآن پاک کی حرمت اور تقدس کے ساتھ ایسا شرمناک مذاق اب تک شاید ہی کسی نے کیا ہو۔ لیجئے آپ بھی سنئے :

قادیانی کتابکا حوالہ

	کتاب	صفحہ
۱) محمد رسول لله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم	تذکرہ	۳۸۷
۲) هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله		
۳) قل ان کنتم تحبون لله فا تبعونی یحببکم لله	حقیقۃالوحی	۸۲
۴) قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا	تذکرہ	۳۵۶
۵) وما ینطق عن الهویٰ ان هوا لاوحی یوحیٰ	تذکرہ	۳۵۷
۶) ان الذین یبایعون انما یبایعون لله ید لله فوق ایدیهم	حقیقۃالوحی	۸۰
۷) قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما لهکم اله واحد	حقیقۃالوحی	۸۱

۸) انا فتحنا لک فتحا مبینا — حقیقۃ الوحی ۹۱

۹) انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھد علیکم کما
ارسلنا الیٰ فرعون رسولا — حقیقۃ الوحی ۱۰۱

۱۰) انا اعطینک الکوثر — حقیقۃ الوحی ۱۰۲

۱۱) یٰسین والقرآن الحکیم

۱۲) ومارمیت اذرمیت و لکن للہ رمٰی — حقیقۃ الوحی ۱۰۱

۱۳) الرحمن علم القراٰن — حقیقۃ الوحی ۸۰

۱۴) عسی ان یبعثک مقام محمودا — حقیقۃ الوحی ۱۰۲

۱۵) قل انی امرت و انا اول المومنین — حقیقۃ الوحی ۸۰

۱۶) وتل ما اوحی الیک من کتاب ربک — حقیقۃ الوحی ۷۱

۱۷) وداعیاً الی للہ باذنہٖ و سراجا منیرا — حقیقۃ الوحی ۱۰

۱۸) ثم دنیٰ فتدلی مکان قاب قوسین اوادنیٰ — حقیقۃ الوحی ۷۶

۱۹) سبحن الذی اسرا بعبدہ لیلاً — حقیقۃ الوحی ۷۶

۲۰) وما ارسلنک الارحمۃ اللعالمین — حقیقۃ الوحی ۷۸

اسلامی تاریخ میں یوں تو سینکڑوں ایسے گمراہ اور ملحد و زندیق گزرے ہیں جنھوں نے قرآن پاک کی آیات کی عجیب عجیب تاویلیں لکھیں خصوصاً فرقہ باطنیہ نے مگر قرآنی آیات کو اپنی ذات پر چسپاں کرنے کی گستاخی کسی نے نہیں کی۔ ہاں ایک شخص بیان بن سمعان کا نام ضرور ملتا ہے جو دوسری ہجری میں ظاہر ہوا۔ اسکی کئی باتیں مرزا قادیانی سے ملتی جلتی ہیں۔ اسکا بھی کچھ حال سنیئے :

ایک جھوٹا مدعی نبوت بیان بن سمعان :

یہ نبوت کا دعویدار تھا اور اہل ہنود کی طرح تناسخ اور حلول کا قائل تھا۔ اسکا دعویٰ تھا کہ میرے جسم میں خدا کی روح حلول کر گئی ہے (جیسے مرزا صاحب رسول اللہ کی دوسری بعثت کے اپنی شکل میں قائل ہیں) وہ یہ بھی کہتا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اور اسکے ذریعہ ستارہ زہرہ کو بلاتا ہوں۔ یہ خانہ ساز مدعی نبوت بھی قرآن پاک کی آیات کی عجیب تاویلیں کرتا تھا اور کہتا تھا "انا البیان وانا الھدی والموعظة" میں ہی بیان ہوں اور میں ہی ہدایت و موعظت ہوں) اور اسکے متعلق لوگ کہتے تھے کہ قرآن کی یہ آیت "ھذا بیان اللناس ...الخ" بیان ہی کی شان میں اتری ہے۔

خالد بن قسری حاکم کوفہ نے اسکو گرفتار کر کے اس سے کہا کہ او جھوٹے تیرا دعویٰ ہے کہ تو اسم اعظم جانتا ہے اور اس کے ذریعہ فوجوں کو شکست دے سکتا ہے اب یہ کر کہ مجھے اور میرے عملہ کو جو تیری ہلاکت کے درپے ہے اسم اعظم کے ذریعہ ہلاک کر۔ مگر وہ چونکہ جھوٹا تھا اسلئے نہ کچھ بولا اور نہ کچھ کر سکا اور خالد نے اسکو زندہ جلا کر اسکا نام و نشان مٹادیا۔

قادیانی دوست اس واقعہ کو غور سے پڑھیں اور ذرا سوچیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے یہ دعوے مہدیت کے مسیحت کے اور نبوت کے کسی صحیح اسلامی حکومت میں رہکر کر سکتے تھے اور یہ ظلی اور بروزی اور غیر تشریعی نبوت کا چکر چلا سکتے تھے اور اگر وہ ایسا کرتے تو انکا کیا حشر ہوتا۔ میرے بھولے بھالے دوستو خود مرزا صاحب اسکا اقرار کرتے ہیں کہ وہ یہ ملحدانہ باتیں کسی اسلامی حکومت یا مکہ مدینہ میں نہیں کر سکتے تھے وہ اس بارے میں انگریز سرکار کے شکر گذار اور بڑے

احسان مند تھے کہ اسنے اپنی حفاظت اور سر پرستی میں انگو نبی بننے میں مدد دی چنانچہ لکھتے ہیں :

"سو یہی انگریز ہیں جنکو لوگ کافر کہتے ہین جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں۔ انکی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ ۵۸۴ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری اس جماعت کی پناہ اس سلطنت (حکومت برطانیہ) کو بنادیا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینے میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں"۔

(تریاق القلوب صفحہ ۲۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۶)

میرے دوستو! آپ نے ملاحظہ فرمایا خود مرزا صاحب کو اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ سب کچھ جو انھوں نے انگریزی حکومت کی سر پرستی میں کیا۔ مکہ اور مدینہ اور قسطنطنیہ میں بھی نہیں کر سکتے تھے اور اگر کرتے تو قتل کر دیئے جاتے۔ الحمد اللہ یہی ہم بھی کہنا چاہتے تھے مگر آپکے مقتدا نے خود ہی ہماری ترجمانی کر دی۔ **اب فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔**

دسواں مذہبی جرم
انگریز کی خوشنودی کے لئے جہاد کو منسوخ کیا

جہاد کی تشریعی حیثیت:

لغت میں جہاد کے معنی کسی کام کیلئے اپنی پوری کوشش اور توانائی خرچ کرنے کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور دشمن کی مدافعت کرنے میں جان مال زبان قلم کی پوری طاقت خرچ کرنے کو جہاد کہتے ہیں۔

قرآن شریف کی آیت ”وجاھد وفی للہ حق جھادہ “ کے بارے میں امام راغب اصفہانی نے فرمایا ہے کہ یہ آیت جہاد کی تین قسموں کو شامل ہے۔ (۱) کھلے دشمن سے مقابلہ کرنا، (۲) شیطان اور اسکے ڈالے ہوئے وساوس اور خیالات کا مقابلہ کرنا، (۳) خود اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ کرنا۔ (رسالہ جہاد مفتی محمد شفیعؒ)۔

قرآن شریف اور احادیث شریف میں جہاد اور مجاھد کے بڑے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے ” ولاتقولو لمن یقتل فی سبیل للہ اموات بل احیاء و لٰکن لاتشعرون“(جو لوگ اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں قتل کئے گئے انکو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اس کا ادراک نہیں کر سکتے)۔

شہادت کی موت جہاد ہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ ہر صاحب ایمان جسکی تمنا کرتا ہے ایک بخاری مسلم کی صحیح حدیث ہے جسکا ترجمہ یہ ہے ”حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص جو جنت میں داخل ہو جائے پھر اسکو یہ کہا جائے کہ تو لوٹ کر دنیا میں واپس چلا جا ساری دنیا کی دولت و حکومت

تجھے دی جائیگی تو کبھی جنت سے نکل کر دنیا میں آنے پر راضی نہ ہوگا۔ بجز شہید کے جو یہ تمنا کریگا کہ مجھے دنیا میں پھر بھیج دیا جائے تاکہ میں پھر جہاد کر کے شہادت حاصل کروں اور اسی طرح دس مرتبہ دنیا میں بھیجا جاؤں پھر شہید ہو کر آؤں کیونکہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا شہادت کے بعد اللہ کی طرف سے بڑے اعزاز و اکرام کا مشاہدہ کریگا جو اور کسی عمل کا اتنا نہیں"۔ (بخاری مسلم)

طوالت کے خوف سے ہم وہ قرآنی آیات اور احادیث چھوڑتے ہیں جن میں جہاد کی تاکید اور فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

اسی طرح ترک جہاد پر قرآن پاک اور احادیث شریف میں بہت سخت وعید سنائی گئی ہیں۔ سورہ توبہ میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے جہاد سے سستی کرنے والوں کو سخت الفاظ میں مخاطب کیا ہے اور ایک حدیث شریف میں تارک جہاد کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے دل میں کبھی جہاد کا ارادہ کیا (یا تمنا کی) وہ ایک قسم کے نفاق پر مرے گا"۔ (مسلم شریف)

حضرت ابی امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ کبھی کسی مجاہد فی سبیل اللہ کی یہ خدمت انجام دی کہ اسکے اہل و عیال کی نگرانی دیکھ بھال بلا کسی دنیا کی غرض کے پوری طرح کرتا تو قیامت سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل فرمائینگے"۔

اہل مغرب ہمارے جہاد کے مسئلے کو نہیں سمجھے اسلئے انھوں نے اپنے ذرائع ابلاغ و نشریات کے ذریعے جہاد کرنے والوں کو دہشت گرد، بنیاد پرست، انتہا پسند اور نہ جانے کیا کیا کہہ کر پوری دنیا میں بدنام کیا۔ افسوس کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائی اور یہودیوں سے بھی چار قدم آگے بڑھکر رکن جہاد ہی کی منسوخی کا فتویٰ

دے دیا۔ چنانچہ مرزا کہتے ہیں :

"ہم نے صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ اسوقت جہاد حرام ہے کیونکہ جیسے مسیح موعود کا وہ کام ہے الحرب بھی اسی کا کام ہے۔ اس کام کی رعایت سے ہم کو ضروری تھا کہ جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اسوقت دین کے نام پر تلوار اٹھانا حرام ہے اور سخت گناہ ہے"۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۸)

لو دوستو ساری دنیا، سارے اسلامی ممالک، قرآن، حدیث، فقہ سب کے بر خلاف مرزا صاحب کا فتویٰ ہے کہ جہاد نہ صرف منسوخ بلکہ آج سے حرام ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جب مسیح ابن مریم نازل ہونگے تو وہ اسلام کو سارے ادیان پر غالب کر کے جنگ و جدال کو ختم کر دینگے۔ اور چونکہ مرزا صاحب خود ابن مریم مسیح موعود ہیں اسلئے جہاد کو ختم کرتے ہیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور جدال

امت مسلمہ کیلئے تو یہ فتویٰ ہے اور خود اپنی جماعت کا یہ حال ہے کہ نہ معلوم کتنے مرید جو جماعت سے الگ ہو گئے تھے شہید کر دیئے گئے یہ دین کیلئے جنگ و قتال نہیں تو اور کیا ہے؟

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے

اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۷، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۷۸)

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار کے ساتھ کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب (میں آگیا ہوں) میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں"۔ (خطبۃ الہامیہ صفحہ ۲۸۲۹، روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۸)

میرے قادیانی دوستو! تقسیم ہند کے وقت ۱۹۴۷ء میں جو قیامت مسلمانوں پر ٹوٹی تھی آپ حضرات میں بھی بہت سے لوگ ابھی ایسے ہونگے جو اس آگ کے طوفان سے گذر کر پاکستان آئے یا کسی دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ سکھوں اور ہندوؤں کے غول کے غول ہاتھوں میں تلواریں، بندوقیں اور خنجر لے کر مسلمانوں کے گھروں پر، مسجدوں پر، نہتے بچے بوڑھے اور مریضوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ مسلمانوں کی عورتوں کو اٹھاتے تھے انکے پیٹ چیرتے تھے، بچوں کو گھما کر دیوار پر مارتے تھے، مال و متاع لوٹتے تھے انکے مقابلے کے لئے یقیناً میں نے، آپ نے اور ہمارے آباؤاجداد نے جس جوانمردی اور دلیری سے ان ظالموں

کے خلاف بندوق یا تلوار چلائی اور اپنی عزتوں کو بچایا تو آپکے مقتدا مرزا صاحب کے فتوے کے مطابق میں نے آپ نے اور آپکے آباؤ اجداد سب نے حرام کام کیا۔ اور آئندہ بھی اگر کفار ہماری عزتوں سے کھیلنے لگیں، ہمارے شعائر اسلام کو مٹانے لگیں، ہماری مسجدوں کو منہدم کرنے لگیں تو اگر ہم اور آپ انکا مقابلہ تلوار یا بندوق سے کرینگے تو آپکے فتوے کے مطابق حرام کے مرتکب ہونگے۔ دوسرے الفاظ میں آپکا فتویٰ یہ کہتا ہے کہ اگر کفار ہمارے گھر پر حملہ کریں ہماری بہن بیٹیوں کو اٹھانے لگیں تو ہم دیوث بنکر خاموش رہیں اگر ہماری مسجدوں میں سور کے گوشت پھینکیں تو ہم بے غیرت بنکر دیکھتے رہیں۔ اگر وہ ہمیں غلامی کا طوق پہنائیں تو ہم بزدلوں کی طرح انکے سامنے گردن جھکادیں۔

میرے بھولے بھالے قادیانی دوستو! یہ دیوثی یہ بزدلی اور یہ بے غیرتی مجھے اور کسی سچے مسلمان کو تو کبھی گوارا نہیں ہو سکتی۔ آپکا اپنے متعلق کیا خیال ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ آپ بھی اتنے بے غیرت نہیں ہو سکتے۔ مگر آپ کا فتویٰ؟ سوچئے۔ غور کیجئے۔

فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

اور یہ جو ہم نے عنوان میں لکھا کہ انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا تو اسکے ثبوت کیلئے بھی مرزا صاحب کی کتابوں میں جو انگریز حکومت کی وفاداری اور چاپلوسی میں لکھی گئی ہیں جنکی تعداد بقول مرزا صاحب پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں میں کافی مواد موجود ہے۔ صرف دو اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جس

حکومت کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں جہاد کے خلاف اور حکومت کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی حکومت کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات (اسکی) کیا خدمت کر رہے ہیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۲۸، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۴۵)

"ستر برس کی مدت میں میں نے جس قدر کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کیلئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کیلئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جنکی چھپوائی میں اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوا اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا"۔

(کتاب امبریہ ص ۷ تا ۸ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۶ تا ۹)

ایک اور تحریر ملاحظہ ہو:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے جہاد کی ممانعت اور انگریزی حکومت کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں

اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکھٹی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میری کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس حکومت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی (یعنی مہدی سوڈانی جس نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا تھا) اور مسیح خونی کی بے اصل رواتیں (یعنی وہ حدیث جسمیں حضرت عیسیٰؑ کے نزول اور کفار سے جہاد کی پیشن گوئی ہے) اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں "۔

(تریاق القلوب صفحہ ۲۸، ۲۷ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۶، ۱۵۵)

"یہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھادے۔ چنانچہ اب تک میں نے ساٹھ کے قریب ایسی کتابیں عربی، فارسی اور انگریزی اردو میں لکھی ہیں جنکا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں۔ اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اسکی اصطلاح ہو جائیگی"۔

(قادیانی رسالہ، ریویو آف ریجنز ۱۹۰۲ جلد ۱ نمبر ۱۲ صفحہ ۴۹۵ اقتباس معروضہ جو

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی حکومت میں پیش کیا)

محترم دوستو! مرزا صاحب کے مذہبی جرائم کی تعداد تو بہت زیادہ ہے مگر ان میں جو سنگین ترین جرائم ہیں انکو بہت اختصار کے ساتھ خود مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کر کے آپکے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ قادیانی مبلغین جب کسی کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں تو ان سے یہی کہتے ہیں کہ ہم بھی آپ ہی کی طرح مسلمان ہیں، نماز پڑھتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حضور کو آخری نبی مانتے ہیں اور اسکے ثبوت میں مرزا صاحب کے اس دور کی تحریریں اور اشتہارات دکھاتے ہیں جب واقعی مرزا صاحب صحیح عقیدہ رکھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ عمل اور عقیدہ معتبر ہے جو مرتے وقت انسان کا ہوتا ہے اسلئے ہم نے جو تحریریں اور عقائد مرزا صاحب کے اس کتاب میں پیش کئے ہیں وہ انکی آخری عمر کے ہیں اور انھیں عقائد پر انکا خاتمہ ہوا ہے۔ انھوں نے مرتے وقت تک اور آخری دم تک اپنے آپ کو ظلی نبی کہا اور کہا کہ میری شکل میں حضور ﷺ نے دوبارہ ظہور کیا ہے اور یہ ظہور پہلے ظہور سے زیادہ ذی عظمت اور ذی شان ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

قرآن میں تحریف کی اسکی آیتوں کو اپنی ذات پر چسپاں کیا اور کہا کہ قرآن مجید مجھ پر دوبارہ نازل ہوا ہے ؎

پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے (یعنی غلام احمد قادیانی)
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی (یعنی قادیان کا رسول)

سارے انبیاء پر اپنی ذات کو فضیلت دی اور حضرت مسیح ابن مریم جنکی عظمت و شان اللہ نے قرآن پاک میں بیان کی ہے انکی شان میں نہایت فحش اور ناشائستہ زبان استعمال کی اور انکے معجزوں کاانکار کیااور خود کوان سے بہتر کہا۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

حضرت امام حسین کی شان اقدس میں انتہائی گستاخ الفاظ استعمال کئے۔

کربلا است سیر ہر آنم

صد حسین است در گریبانم

یعنی میں تو ہر وقت کربلا کی سیر کرتا ہوں۔ سینکڑوں حسین میرے گریبان میں چھپے ہوئے ہیں۔

غرض یہ کہ مرزا صاحب کے وہ تمام غیر اسلامی عقیدے اور تحریریں جس پر انکی موت واقع ہوئی ہم نے اان کی ہی مستند کتابوں سے لیکر آپ کے سامنے رکھدیئے ہیں جو ان قادیانی بھائیوں کو نجات کا راستہ دکھانے کیلئے کافی ہیں جو لا علمی سے اپنی متاع ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور ان مسلمان بھائیوں کیلئے بھی خضر راہ کا کام دینگے جو الحمد اللہ ابھی انکا شکار تو نہیں ہوئے مگر انکے لٹریچر اور انکی نشر و اشاعت کے طمطراق سے متاثر ضرور ہیں۔

ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں کو ہدایت کے نور سے روشن کردے اور آپکے دلوں کو قبول حق کی استعداد سے نواز کر حق و باطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے اور حق ظاہر ہونے کے بعد جرأت اور مردانگی سے اسکے اتباع کی توفیق دے۔

اب آپ سوچیں، غور کریں اپنے ضمیر کی طرف رجوع کریں اور اس خدائی الہام کی طرف متوجہ ہوں جسکا ذکر قرآن میں "والھمہا فجور ھا و تقواھا" کے الفاظ سے آیا ہے پھر ہمیں یقین ہے کہ آپکی عقل سلیم وہی فیصلہ کریگی جو آپکے لئے سود مند ہوگا۔

کچھ ظلی، بروزی اور بعثت ثانی کے متعلق

دوسرا باب شروع کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ ظلی، بروزی اور بعثت ثانی کے الفاظ جو مرزا صاحب اور انکے خلفا کی تحریروں میں مرزا صاحب کو نبی بنانے کے سلسلے میں کثرت سے استعمال کیئے گئے ہیں۔ انکے متعلق بھی تھوڑی سی تشریح اور وضاحت کردی جائے تاکہ ان الفاظ کی حقیقت معلوم ہو جائے اور عوام ان الفاظ سے دھوکہ نہ کھا سکیں مختصراً عرض ہے :

مرزا صاحب اور انکی جماعت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نبی کی حیثیت سے دوبارہ اس دنیا میں تشریف لانا خدا کی طرف سے مقدر تھا چنانچہ ایک مرتبہ چھٹی صدی ہجری میں آپ محمد کے نام اور حیثیت سے مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے اور دوسری بار انیسویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں قادیان ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب میں آپ کو مبعوث کیا گیا۔ لیکن دوسری دفعہ آپ اپنی پہلی شکل میں نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے اسی دوسرے ظہور کو جو قادیانیوں کے عقیدے کے مطابق ہوا ظل اور بروز کہا جاتا ہے۔

اس ملحدانہ نظریئے کو رد کرتے ہوئے علامہ اقبال لکھتے ہیں :

"جہاں تک میں اسکی نفسیات مطالعہ کر سکا ہوں وہ اپنے دعویٰ نبوت کی خاطر جسے وہ پیغمبر اسلام کی تخلیقی روحانیت قرار دیتا ہے۔ استعمال کرتا ہے اور پھر اس لحہ پیغمبر اسلام کی تخلیقی صلاحیت کو صرف ایک نبی (یعنی خود اپنی ذات یعنی مرزا صاحب) تک محدود کر کے انکی ختمیت کی نفی کرتا ہے۔ سو یوں یہ نیا نبی چپکے سے اس ذات کی ختمیت کو چرا لیتا ہے جسے وہ اپنا روحانی مورث ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

وہ پیغمبر اسلام کا بروز ہونے کا مدعی ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کا بروز ہونے سے انکی ختم نبوت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ اس نے دو ختمیتوں ایک خود اپنی اور دوسری پیغمبر اسلام کی نشاندہی کر کے ختم نبوت کے معنی کو نظر انداز کیا ہے۔ تاہم یہ امر بالکل واضح ہے کہ بروز کا لفظ کامل مشابہت کے مفہوم میں بھی اسکے کام نہ آئیگا۔ کیونکہ بروز اصل کے مماثل ہوتا ہے۔ اگر یہ سمجھیں تو پھر بھی دلیل بیکار رہیگی۔ لیکن اگر اسے آریائی معنوں میں تناسخ کے مفہوم میں لیں تو استدلال خوشنما ہو جاتا ہے لیکن اسکا قائل چھپا ہوا مجوسی بنکر رہ جاتا ہے"۔

(Thought and Reflections of Iqbal, Page 2666-268)

دوستو پوری اسلامی تاریخ، قرآن، حدیث، فقہ، علم الکلام، تفسیر میں اس کافرانہ اور ملحدانہ عقیدے کا سراغ نہیں ملتا۔ ہندو دھرم کا البتہ یہ عقیدہ ہے کہ۔

انسان اپنے اچھے برے اعمال کے مطابق مرنے کے بعد دوسری اچھی یا بری شکلوں میں پیدا ہوتا ہے جسکو وہ آواگون یا تناسخ کہتے ہیں۔ بدھ مذہب کا بھی یہی عقیدہ ہے مگر اسلام اسکی سختی سے تردید کرتا ہے اور دنیائے اسلام میں آج تک کسی نے اس عقیدے کا اظہار نہیں کیا۔

قادیانی دوستوں کو حیرت ہوگی کہ مرزا صاحب جس طرح بیک وقت مہدی تھے، مسیح موعود تھے اور نبی تھے وہ ہندوؤں کے کرشن اوتار بھی تھے چنانچہ کہتے ہیں:

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے اوپر ظاہر کیا گیا درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جسکی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اسکا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا"۔ (لیکچر سیالکوٹ 1904-11-2)

فلسفۂ اواگون اور تناسخ میں تو بدھ مذہب اور ہندو دھرم کا اتنا ہی عقیدہ ہے کہ ایک شخص کی روح دوسرے جنم دوسری شکل میں ظہور کرتی ہے اسکے اچھے برے عمل کے مطابق۔ مگر مرزا صاحب ان سے بھی چار قدم آگے جاکر کہتے ہیں کہ میری ذات میں بہ یک وقت مہدی موعود، مسیح موعود، محمد رسول اللہ (ﷺ) اور کرشن چندر چاروں بزرگوں نے ظہور فرمایا ہے۔

دوستو! مرزا صاحب نے اس پر بھی قناعت نہیں کی۔ حیرت در حیرت سنیئے:

"دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جسکا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں،

نوح ہوں، میں ابراھیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد (ﷺ) ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اپنی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے۔ میرے آنے سے ہر نبی زندہ ہوا اور ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے"۔
(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۸۴ روحانی خزائن صفحہ ۵۲۱ جلد ۲۲)

دوستو ابھی بات ختم نہیں ہوئی ابھی ایک ذات اللہ وحدہ لاشریک لہ کی اور باقی ہے جب تک اسکا ظہور بھی مرزا صاحب کی ذات میں نہ ہو تو بات کیسے ختم ہو سکتی ہے تو لیجئے یہ بھی حاضر ہے:

مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ بذریعہ الہام اطلاع دے رہیں "آنت منی وانا منک ظہورك ظہوری "(ترجمہ: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے تیرا ظہور میرا ہی ظہور ہے)۔ (مجموعہ الہامات صفحہ ۷۰۴ ط۳ ربوہ)

دوسرا الہام ہوتا ہے "انت منی بمنزله بروزی "(ترجمہ: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے تو میرا بروز ہے یعنی تیرا ظہور میرا ظہور ہے (یعنی خدا کا)

میرے قادیانی دوستو اب چونکہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات سے فوق اور برتر کوئی ذات نہیں اسلئے مرزا صاحب کو رکنا پڑا اور بات یہاں ختم ہو گئی۔ میرے دوستو ہمیں یقین ہے کہ ان سطور کو پڑھکر آپ حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے ہونگے کیونکہ یہ باتیں نہ آپکو بتائی گئی ہونگی اور نہ شاید آپ نے خود پڑھنے کی کوشش کی ہوگی۔ اب ذرا سوچئے غور کیجئے اللہ کے حبیب، سارے انبیا کے سردار، باعث تخلیق کائنات، سید المرسلین ﷺ نے تو ہمیشہ اللہ کا بندہ بننے ہی کو ترجیح دی اور

یونس علیہ السلام پر بھی اپنی فضیلت گوارا نہیں کیا۔ جب آیت نازل ہوئی "لیغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک و ماتاخر" تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ عبادت میں اتنی محنت کیوں فرماتے ہیں کہ قدم مبارک بھی متورم ہو جائیں اللہ نے آپکی اگلی پچھلی سب خطاؤں کو معاف فرمادیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ ہوں۔ معرفت الٰہی کے نقطہ عروج پر پہنچ کر بھی آپ یہی فرماتے تھے "ماعرفناك حق معرفتک" (اے اللہ ہم نے تجھے ایسا نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے)۔

اور جو شخص اس ذات مقدس کا بروز اور مثیل ہونے کا دعویٰ کررہا ہے اسکے کبر و نخوت کا یہ عالم ہے کہ کیا ولی کیا قطب کیا صحابی کیا انبیاء کسی کو نہیں بخشتا۔ کسی کو کہتا ہے ان جیسے سو میرے گریباں میں ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو کہتا ہے میری قمیض میں چھپے ہوئے ہیں۔

میرے بھولے بھالے قادیانی دوستو تمہارے مقتدا مرزا صاحب اس ذات مقدس اور اس نور مجسم کا مثیل اور بروز ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جسکا سایہ تک نہ تھا۔ سو جسکا سایہ تک نہ ہو اسکا مثیل اور بروز کون اور کیسے ہو سکتا ہے ؎

ثانی تیرا کونین کے کشور میں نہیں ہے
حد یہ ہے کہ سایہ بھی برابر میں نہیں ہے

فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

<u>بعثت ثانی :</u>

قادیانی دوستو جب آپ اپنے عقیدے کے مطابق حضور ﷺ کی دوسری بعثت

مرزا قادیانی کی شکل میں مانتے ہیں تو دوسرے الفاظ میں آپ گویا یہ کہتے ہیں یا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ :

حضرت محمد ﷺ جو دنیا میں دین اور دستو ہدایت لیکر آئے تھے وہ مرزا صاحب کی دوسری بعثت کا دور شروع ہونے سے پہلے بالکل مٹ گیا تھا۔ دنیا میں چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ دنیامین نہ دین رہا تھا نہ ایمان نہ کتاب ہدایت تھی نہ اسکی روشنی۔ آفتاب رسالت کی ضیا پاشیاں مانند پڑ گئی تھیں اور پوری دنیا گمراہ ہو چکی تھی اور مرزا غلام احمد کی بدولت دنیا میں دوبارہ ہدایت کا نور پھیلا۔ دوبارہ قرآن نازل ہوا اور نعوذ باللہ جو حضورؐ کے زمانے میں دین اسلام میں کمی رہ گئی تھی وہ مرزا صاحب نے دوبارہ نبی بنکر پوری کی۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں خود آپکے مذہب کا یہی عقیدہ ہے۔ سنیئے :

> "مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو اس زمانے میں مبعوث کیا گیا جب دنیا میں چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تھا اور بحر و بر میں ایک طوفان عظیم برپا ہو رہا تھا۔ مسلمان جنکو خیر الامت کا خطاب ملا تھا نبی عربی کی تعلیم سے کوسوں دور جا پڑے تھے۔ تب یکا یک آسمان سے ظلمت کا پردہ پھٹا اور خدا کا ایک نبی (مرزا صاحب) فرشتوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے زمین پر اترا"۔ (کلمتہ افضل صفحہ ۱۰۱، ۱۰۰)

دوستو اس اندھیرے کو مرزا صاحب نے کس طرح اور کہاں تک دور کیا اور لوگ جو بقول انکے نبی عربی ﷺ کی تعلیم سے کوسوں دور جا پڑے تھے انکو کس طرح

ہدایت کی راہ دکھائی اسکا نقشہ تو ہم آپکو ایک الگ عنوان کے تحت دکھائینگے۔ یہاں تو صرف اس عقیدے کا ذکر کرنا تھا جو حضور ﷺ کی دوسری بعثت کے نام سے مرزا صاحب نے ایجاد کیا اور صرف یہ بتانا تھا کہ اس عقیدے سے حضور ﷺ کی کس قدر تنقیص ثابت ہوتی ہے۔ ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ اور مرزا صاحب کے عقیدہ بروز میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ مرزا صاحب نے بڑی تکرار کے ساتھ اس دعویٰ کا اعادہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قادیان میں میری شکل میں دوبارہ مبعوث کیا ہے۔ اگر ہندو اور بدھ مذہب والے اس عقیدے کی بنا پر یہ کہیں کہ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ سے نعوذ باللہ پہلے جنم یعنی پہلی بعثت میں کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہوگا جو انکو دوسری بعثت میں مرزا صاحب کی شکل میں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ

پہلی بعثت میں حضور ﷺ کے اوصاف کریمہ	دوسری بعثت کے نبی کے عیوب و نقائص (مرزا صاحب کے)
نہایت صحت مند صحیح البدن تھے۔	دس قسم کے امراض خبیثہ کا مجموعہ۔
سارے اعضا مبارکہ صحیح و سالم تھے۔	دائیں ہاتھ سے معذور۔
سارا عرب آپکا مطیع ہو گیا۔	خود جماعت میں تفرقہ ہو کر دو جماعتیں بن گئیں۔
آپ بہ نفس نفیس کافروں سے جہاد کرتے تھے۔	دوسری بعثت میں جہاد کو منسوخ کیا۔
قیصر و کسریٰ سے مرعوب نہیں ہوئے۔	انگریز حکومت کی کاسہ لیس اور چاپلوسی میں زندگی گذار دی۔

پہلی بعثت میں حضور علیہ السلام کے اوصاف کریمہ	دوسری بعثت کے نبی کے عیوب و نقائص (مرزا صاحب کے)
کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔	گالیاں دینے کا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔
قربانی کے بہت سے اونٹ دست مبارک سے ذبح کیے۔	ایک مرغی ذبح کرنے بیٹھے تو انگلی کاٹ لی۔ (میرث المہدی)
شجر حجر نے آپکی رسالت کی گواہی دی۔	خود آپکے مریدوں نے آپ سے منحرف ہو کر آپکو جھوٹا کہا۔
آپ امی تھے کسی کی شاگردی نہیں کی خدا سے علم حاصل کیا۔	دس استادوں کے سامنے شاگردی کی۔
مسلمانوں کی کامیابی اور فتح سے خوش ہوتے تھے۔	کافر نصاریٰ کی فتح سے خوش ہوئے انکے لئے دعائیں کیں۔
کسی نبی پر اپنے آپ کو فضیلت نہیں دی۔	ہر نبی سے اپنے آپ کو افضل کہا۔
ہمیشہ خدا کا شکر گذار بندہ بنے رہے۔	ہمیشہ بڑائی کے دعوے کرتے رہے یہاں تک کہ خدا بھی بن گئے۔
ہر دعا قبول ہوئی ہر پیشگوئی سچی نکلی۔	کوئی دعا قبول نہیں ہوئی سب پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں۔
انتہائی امانت دار تھے دشمن بھی امین کہتے تھے۔	ہزاروں روپئے براہین احمدیہ کی اشاعت میں خرد برد کیا۔
اپنے نہ ماننے والوں کیلئے بھی ہدایت کی	اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور فاحشہ

پہلی بعثت میں حضور ﷺ کے اوصاف کریمہ	دوسری بعثت کے نبی کے عیوب و نقائص (مرزا صاحب کے)
دعائیں کیں۔	عورتوں کی اولاد کہا۔
حضور ﷺ کی عدالت میں مجرم سزا کیلئے لائے جاتے تھے۔	دوسری بعثت کا نبی انگریز کی عدالت میں مجرم کی حیثیت سے لایا گیا۔
تمام نشہ آور چیزیں حرام ہیں۔	دوسری بعثت کا نبی پلومر کی دکان سے ٹانک وائن منگواتا ہے۔
پہلی بعثت کا نبی جود وکرم اور سخاوت کا بحر بیکراں تھا۔	دوسری بعثت کے نبی کی معیشت مریدوں کے نذرانے تھے۔
شاعری آپکے شایان شان نہ تھی۔	دوسری بعثت کا نبی شاعر بھی تھا۔
حضور نے حج کیا اور امت کو حج کی تاکید کی۔	دوسری بعثت کے نبی نے کبھی حج نہیں کیا قادیان کی زیارت کو ظلی حج کہا۔
غیر محرم عورتوں کا ہاتھ بھی نہیں چھوتے تھے۔	غیر محرم عورتوں سے پانوں دبواتے تھے۔
ناچ گانا لھود لعب سے سخت نفرت کرتے تھے۔	تھیٹر دیکھنے بھی گئے تھے (ذکر حبیب از مفتی محمد صادق) فرانس میں چودھری ظفر اللہ کے ساتھ اوپیرا ہاؤس میں نیم عریاں عورتوں کو دیکھا۔

طوالت کے خوف سے ہم حضور ﷺ کی پہلی اور آخری بعثت اور مرزا صاحب کے عقیدے کے مطابق انکی شکل میں دوسری بعثت کا تقابلی جائزہ مختصر کرتے ہیں

کیونکہ اگر ہم آنحضرت ﷺ کے دس ہزار اوصاف بھی بیان کریں تو مرزا صاحب برابری اور سبقت تو بڑی بات ہے حضور ﷺ کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتے
؎ "چراغ مردہ کجا آفتاب کجا"

دوستو ہمیں تو اس وقت صرف اتنا کہنا تھا کہ ظلی بروزی اور دوسری بعثت کی بنا پر اگر ہندو دھرم والے یہ کہیں کہ مسلمانوں کے پیغمبر سے اسکے پہلے جنم (پہلی بعثت) میں یقیناً کوئی بڑا پاپ ہوا ہوگا اسی لئے دوسری جنم (دوسری بعثت) میں وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ظاہر ہوا ہے تو کیا وہ حق بجانب نہ ہونگے ؟

پھر اس بروزی فلسفے کے تحت جب مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ وہ بعینیہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپکی ہر صفت اور ہر کمال انھیں بروزی طور پر حاصل ہے تو اسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ازدواج مطہرات بھی بروزی طور پر مرزا صاحب سے منسوب ہوں۔ دوستوں کیا اس سے بڑی گستاخی اللہ کے سچے رسول ﷺ کی شان میں ہو سکتی ہے ؟ ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور ایک یہ کہتا ہے کہ میں بالکل محمد ﷺ ہی ہوں اور مجھ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں اور انکے سارے کمالات رسالت میرے اندر موجود ہیں دونوں شخصوں کے جرم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اور پھر جس طرح مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں کوئی نیا نبی نہیں ہو بلکہ وہی محمد نبی ہوں جو دوسری بعثت میں میری شکل میں آئے ہیں اسلئے میرے آنے سے نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی کیا یہ وہی استدلال نہیں ہے جو نصاریٰ حضرت مسیح کو خدا ثابت کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ روح اللہ ہیں اسلئے انکے انسانی قالب میں خدا کی روح جلوہ گر تھی اور وہ چونکہ

مظہر خدا ہونے کی وجہ سے (نعوذ باللہ) بعینہ خدا ہیں اسلئے خدائی خدا ہی کے پاس رہی کسی غیر کے پاس نہیں گئی اور ان کے خدا کہلانے سے توحید کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ یا اگر وہ کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بروز محمد ہونا ممکن ہے اور اس سے نبی کی خاتمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی تو پھر روح اللہ یعنی مسیح بروز خدا کیوں نہیں اس سے توحید کی مہر کیوں ٹوٹے گی۔ تو ہم اور آپ انکو کیا جواب دینگے۔ خوب غور کیجئے۔ (تحفہ قادیانیت)

فیصلہ آپ کی عقلِ سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

تاریخ میں ایک شعبدہ باز اسحاق اخرس کا ذکر بھی ملتا ہے اس نے بھی ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ کیا تھا آپکی معلومات میں [illegible] اور تفنن طبع [illegible] کے مختصر حالات لکھتے ہیں جسمیں بہت سے عبرت کے سبق چھپے ہوئے ہیں۔

اسحاق اخرس :

شمالی افریقہ کا رہنا والا تھا۔ ۱۳۵ھ میں جب ممالک اسلامیہ پر عباسی خلیفہ سفاح کا پرچم اقبال بلند تھا اسحاق اصفہان میں ظاہر ہوا۔ اہل سیر نے اس کی خانہ ساز نبوت کی دوکان آرائی کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ اس سے پہلے تمام آسمانی کتابوں توراۃ، انجیل، زبور اور مختلف قسم کی صناعیوں اور شعبدہ بازیوں میں مہارت حاصل کی اور ہر طرح سے مخلوق کو گمراہ کرنے کے سامان سے لیس ہو کر اصفہان آیا۔

پورے دس برس تک گونگا بنا رہا

اصفہان آکر اس نے ایک عربی مدرسہ میں قیام کیا اور اپنے رہنے کیلئے ایک تنگ و

تاریک حجرہ اختیار کیا اور اس میں دس برس تک خلوت نشین رہا اور اپنی زبان پر ایسی مہر سکوت لگائی کہ ہر شخص اسے گونگا یقین کرتا رہا اس نے اپنی عدم گویائی اور جھوٹے گونگے پن کو دس سال کی طویل مدت تک اس خوبصورتی اور مہارت سے نبھایا کہ کسی کو یہ گمان بھی نہیں ہوا کہ یہ شخص جھوٹا اور بنا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا لقب ہی اخرس یعنی گونگا پڑ گیا۔ ہمیشہ اشاروں سے اظہار مدعا کیا کرتا تھا۔

"دس برس کے بعد بولنے لگا اور مشہور کیا کہ خدا نے گویائی کے ساتھ نبوت بھی عطا کی ہے"

دس برس کی صبر آزما مدت گزارنے کے بعد اخرس اب اپنے منصوبے یعنی دعویٰ نبوت کے اعلان کی تدبیریں سوچنے لگا۔

آخر کار اس نے نہایت رازداری کے ساتھ ایک نفیس قسم کا روغن تیار کیا اس روغن کی خاصیت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اسے اپنے چہرے پر مل لے تو اس درجہ حسن اور نورانیت پیدا ہو کہ شدت انوار سے کوئی اس کو دیکھنے کی بھی تاب نہ لا سکے۔

اس کے ساتھ اس نے دو رنگ دار شمعیں بھی تیار کیں اور پھر ایک رات جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو رہے تھے اس نے کمال احتیاط سے وہ روغن اپنے چہرے پر ملا اور وہ شمعیں جلا کر اپنے سامنے رکھ دیں ان کی روشنی میں اس کے منصوبے کے مطابق اس کے چہرے میں ایسی رعنائی اور چمک دمک پیدا ہوئی کہ آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ یعنی وہ لوگوں کو یہ دھوکہ دینا چاہتا تھا کہ دس سال کی مسلسل ریاضت اور مجاہدے کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور اس کے انوار و کیفیات اب

اس کے چہرے سے نمایاں ہیں۔ چنانچہ اس نے یہ سب ڈھونگ رچا کر اس زور سے چیخنا شروع کیا کہ مدرسے کے تمام مکین جاگ اٹھے جب لوگ اس کے پاس دوڑ کے آنے لگے تو یہ اٹھ کر نماز میں مشغول ہو گیا اور ایسی پر سوز اور خوش گلو آواز سے قرآن کی تلاوت کرنے لگا کہ بڑے بڑے قاری جو وہاں موجود تھے عش عش کر اٹھے۔

مدرسے کے اساتذہ، قاضی شہر، وزیر اعظم سب پر اسحاق کا جادو چل گیا

جب مدرسے کے معلمین اور طلبہ نے دیکھا کہ ایک مادر زاد گونگا باتیں کر رہا ہے اور قوت گویائی کے ساتھ ہی اسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور فن قرات اور تجوید کا کمال بھی بخشا گیا ہے اور چہرے سے ایسی نورانیت اور جلال ظاہر ہو رہا ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی تو لوگ سخت حیرت زدہ ہوئے اور یہی سمجھے کہ اس شخص کو خدا کی طرف سے بزرگی اور ولایت عطا ہو گئی ہے۔

صدر مدرس جو نہایت متقی مگر زمانے کی عیاریوں سے ناآشنا تھے بڑی خوش اعتقادی سے طلبہ سے مخاطب ہو کر بولے "کیا اچھا ہو اگر عمائد شہر بھی خداوند قدوس کے اس کرشمہ قدرت کا مشاہدہ کر سکیں۔ چنانچہ سب اہل مدرسہ نے صدر مدرس صاحب کی قیادت میں اس غرض سے شہر کا رخ کیا کہ شہر کے لوگوں کو بھی خدا کی اس قدرت کا جلوہ دکھائیں تاکہ ان کے ایمان تازہ ہوں۔

سب سے پہلے قاضی شہر کے مکان پر پہنچے۔ قاضی صاحب شور و پکار سن کر گھبرائے ہوئے گھر سے نکلے اور ماجرا دریافت کیا اور حیرت زدہ ہو کر سب مجمع کو لے کر وزیر اعظم کے در دولت پر جا کر دستک دینے لگے۔ وزیر باتدبیر نے سب

حالات سن کر کہا ابھی رات کا وقت ہے آپ لوگ جا کر آرام کریں صبح دیکھا جائے گا۔ کہ ایسی بزرگ ہستی کے شایان شان کیا طریقہ مناسب ہو گا۔

غرض شہر میں ایک اودھم مچ گئی۔ باوجود ظلمت شب لوگ جوق در جوق مدرسے کی طرف رواں دواں تھے اور خوش اعتقادوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ قاضی صاحب شہر کے چند رؤسا کو لے کر اس بزرگ ہستی کا جمال مبارک دیکھنے کیلئے مدرسے میں آئے مگر دروازہ پر قفل لگا ہوا تھا۔

قاضی صاحب نے نیچے سے پکار کر کہا "یا حضرت آپ کو اس خدائے ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو اس کرامت اور منصب جلیل پر فائز کیا۔ دروازہ کھولئے اور مشتاقان جمال کو اپنے شرف دیدار سے مشرف فرمایئے۔ یہ سن کر اسحاق بولا اے قفل انہیں اندر آنے دے اور ساتھ ہی کسی حکمت عملی سے بغیر کنجی کے قفل کھل کر نیچے گر گیا اور اس کرامت کو دیکھ کر لوگوں کی خوش اعتقادی دو آتشہ ہو گئی۔

سب لوگ اسحاق کے سامنے سر جھکا کر مودب بیٹھ گئے۔ قاضی صاحب نے نہایت نیاز مندانہ لہجے میں عرض کیا "حضور والا اس وقت سارا شہر آپ کا معتقد اور اس کرشمہ خداوندی پر حیران ہے اگر حقیقت حال سے کچھ پردہ اٹھا دیا جائے تو بڑی نوازش ہو گی"۔

<u>غلام احمد قادیانی کی طرح اسحاق کی ظلی اور بروزی نبوت</u>

اسحاق جو اس وقت کا بہت پہلے سے منتظر تھا اور جس کیلئے اس نے دس سال سے یہ سب محنت برداشت کی تھی نہایت ریاکارانہ لہجے میں بولا کہ چالیس روز پہلے ہی سے فیضان کے کچھ آثار نظر آرہے تھے پھر دن بدن الہام اور القائے ربانی کا تانتا بندھ

گیا حتیٰ کے آج رات خداوند قدس نے اپنے فضل مخصوص سے اس عاجز پر علم و عمل کے وہ اسرار منکشف فرمائے کہ مجھ سے پہلے لاکھوں رہروان منزل اس کے خیال اور تصور سے بھی محروم رہے۔ ان اسرار و رموز کا زبان پر لانا مذہب طریقت میں ممنوع ہے تاہم اتنا مختصر کہنے کا مجاز ہوں کہ آج رات دو فرشتے حوض کوثر کا پانی لے کر میرے پاس آئے اور مجھے غسل دے کر کہنے لگے "السلام علیک یا نبی اللہ" مجھے جواب میں تامل ہوا اور میں گھبرایا کہ خدا جانے یہ کیا ابتلا اور آزمائش ہے تو ایک فرشتہ یوں گویا ہوا "یا نبی اللہ افتح فاك بسم اللہ ازلی" (اے اللہ کے نبی بسم اللہ کہہ کر منہ کھولو) میں نے منہ کھولا تو فرشتے نے ایک سفید سی چیز میرے منہ میں رکھ دی جو شہد سے زیادہ شیریں، برف سے زیادہ ٹھنڈی اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔ اس نعمت خداوندی کا حلق سے اترنا تھا کہ میری زبان کھل گئی اور پہلا کلمہ جو میرے منہ سے نکلا وہ تھا "اشهدان لااله الا اللہ و اشهدان محمد عبده و رسوله " یہ سن کر فرشتوں نے کہا کہ محمد ﷺ کی طرح تم بھی اللہ کے رسول ہو۔ میں نے کہا میرے دوستو تم یہ کیسی بات کہہ رہے ہو میں شرم و ندامت سے ڈوبا جاتا ہوں۔ جناب باری تعالیٰ نے سیدنا محمد علیہ اسلام کو خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اب میری نبوت کیا معنی رکھتی ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ درست ہے مگر محمد (ﷺ) کی نبوت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور تمہاری بالتبع ظلی و بروزی ہے (مرزا قادیانی نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا)۔

بغیر معجزات میں نے نبوت منظور نہیں کی تو مجھے معجزات بھی دیئے گئے

اس کے بعد اسحاق نے حاضرین سے کہا کہ جب ملائکہ نے مجھے ظلی اور بروزی نبوت کا منصب تفویض کیا تو میں نے انکار کیا اور اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے نبوت کا دعویٰ بہت سی مشکلات سے لبریز ہے کیونکہ معجزہ نہ رکھنے کی وجہ سے کوئی بھی میری تصدیق نہیں کرے گا۔

فرشتوں نے کہا کہ وہ قادر مطلق جس نے تمہیں گونگا پیدا کر کے پھر بولتا کر دیا اور پھر فصاحت وبلاغت عطا فرمائی وہ خود لوگوں کے دلوں میں تمہاری تصدیق کا جذبہ پیدا کر دے گا یہاں تک کہ زمین آسمان تمہاری تصدیق کیلئے کھڑے ہو جائیں گے لیکن میں نے ایسی خشک نبوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جب میرا اصرار حد سے زیادہ بڑھ گیا تو فرشتے کہنے لگے اچھا معجزات بھی لیجئے جتنی آسمانی کتابیں انبیاء پر نازل ہوئی ہیں تمہیں ان سب کا علم دیا گیا اس کے علاوہ کئی قسم کی زبانیں اور رسم الخط بھی تمہیں دیئے گئے (یاد رہے کہ یہ ساری زبانیں اور آسمانی کتابیں اسحاق اپنے منصوبے کے مطابق پہلے ہی پڑھ چکا تھا)۔

معجزے دے کر فرشتوں نے امتحان بھی لیا

اس کے بعد فرشتے کہنے لگے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے جس ترتیب سے قرآن کا نزول ہوا تھا پڑھ کر سنا دیا۔ انجیل پڑھوائی وہ بھی سنادی پھر تورات زبور اور دوسرے آسمانی صحیفے بھی پڑھوائے جو میں نے ان کے نزول کی ترتیب کے مطابق سنا دیئے تمام کتب سماویہ کی قرات سے سن کر فرشتوں نے اس کی تصدیق کی اور مجھ سے کہا "قم فانزر الناس" (اٹھو اور لوگوں کو غضب الٰہی سے ڈراؤ) یہ کہہ کر

فرشتے غائب ہو گئے اور میں فوراً ذکر الٰہی میں مشغول ہو گیا۔
اسحاق مزید بولا آج رات سے جن انوار و تجلیات کا میرے دل پر ہجوم ہے زبان اس کی شرح سے قاصر ہے۔ یہ میری سر گذشت تھی۔ اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو شخص خدا پر محمد ﷺ پر اور میری ظلی و بروزی نبوت پر ایمان لایا اس نے نجات پائی اور جس نے میرے نبوت کا انکار کیا اس نے سیدنا محمد ﷺ کی شریعت کو بیکار کر دیا ایسا منکر ابد الاباد تک جہنم میں رہے گا (مرزا قادیانی کذاب کا بھی اپنے نبوت کے متعلق یہی قول ہے)۔

اسحاق کا عروج وزوال۔ آخر کار ہلاکت

دنیا ہر قسم کے لوگوں سے بھری پڑی ہے اور عوام کا تو یہ معمول ہے کہ جونہی نفس امارہ کے کسی پجاری نے اپنے جھوٹے تقدس اور پاکبازی کی صدا لگائی غول کا غول انسانوں کا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ اور مریدان خوش اعتقاد اپنی سادہ لوحی سے ایسے ایسے افسانے اور کرامتیں اپنے پیروں سے منسوب کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔
اسحاق کی تقریر سن کر بھی بڑوں بڑوں کا پایہ ایمان ڈگمگا گیا اور ہزار ہا مخلوق اس کی نبوت پر ایمان لے آئی۔ جن لوگوں کا دل نور ایمان سے منور تھا اور جن کو ہر عمل شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا آتا تھا انہوں نے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ اسحاق اخرس کوئی نبی یا ولی نہیں بلکہ جھوٹا، کذاب، شعبدہ باز اور رہزنِ دین و ایمان ہے لیکن عقیدت مندوں کی خوش اعتقادی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ جوں جوں علمائے حق انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ان کا جنون عقیدت اور زیادہ بڑھتا جاتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق اخرس کے پاس اتنی قوت اور لوگوں کی تعداد ہو گئی کہ اس کے دل میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہونے لگی۔ چنانچہ اس نے ایک بڑی تعداد اپنے عقیدت مندوں کیلئے کر بصرہ، عمان اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں پر دھاوا بول دیا اور عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے حاکموں کو بصرہ اور عمان وغیرہ سے بے دخل کر کے خود قابض ہو گیا۔
خلیفہ جعفر منصور کے لشکر سے اسحاق کے بڑے بڑے معرکے ہوئے آخر کار عساکر خلافت فتح یاب ہوئے اور اسحاق مارا گیا اور یوں وہ خود اور اس کی جھوٹی ظلی بروزی نبوت خاک میں مل گئی۔

دیکھا دوستوں کس طرح بڑے بڑے پڑھے لکھے اور دیندار لوگوں کا پایہ ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔ اسحاق اخرس تو خیر واقعی شعبدہ باز تھا اور حب جاہ اور تحصیل دنیا اسکا مقصود تھا جب لوگ اس سے دھوکہ کھا گئے تو پھر وہ عابد وزاہد نیک اور متقی لوگ جنکو شیطان نے ورغلایا نورانی پیکر کی شکل میں انکے سامنے آکر اپنے کو فرشتہ ظاہر کیا یا کوئی سریلی آواز سنا کر خدا کا کلام باور کرا دیا اور کسی سے کہلوایا میں مہدی موعود ہوں کسی سے کہلوایا میں مسیح موعود ہوں کسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا کوئی خدا بن بیٹھا تو ایسے لوگوں سے تو عوام بدرجہ اولیٰ دھوکہ کھا سکتے ہیں کیونکہ انکا زہد وعبادت پہلے سے عوام کے سامنے ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا عبادت گزار اور متقی پرہیزگار آدمی کیسے جھوٹ بول سکتا ہے البتہ جو لوگ ہر بات کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ ایسے دعووں سے خود بھی پناہ مانگتے ہیں اور جس نے ایسا دعویٰ کیا اسکی اتباع سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ حق تعالیٰ مجھے آپکو اور تمام مسلمانوں کو الحاد۔ زندقہ اور گمراہی سے محفوظ رکھ کر حضور ﷺ کی سچی محبت اور کامل اتباع نصیب کرے (آمین)۔

دوسراباب

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کردار اور مکارم اخلاق کے آئینے میں۔

۱۔ عقائد قرآن کے مطابق ہوں۔
۲۔ عبادات سنت نبوی کی طرح ہو۔
۳۔ معاملات صاف ستھرے ہوں۔ کسی کا حق تلف نہ ہو۔
۴۔ معاشرت ایسی کہ کسی کو ایذا نہ پہنچے۔
۵۔ اخلاق ایسے ہوں کہ دشمن بھی تعریف کریں۔

؎ یہ پانچ عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

اسلام میں بزرگی کا معیار :

ہر زمانے میں عوام الناس کا یہ خیال رہا ہے کہ اسلام نے صرف نماز و روزہ اور چند غیبی خبریں کہ قیامت میں کیا ہولناکیاں ہونگی بہشت میں حوریں اور دوزخ میں آگ اور سانپ بچھو ہیں اور قبر میں منکر نکیر سوال کرینگے اور اس قسم کی کچھ باتیں بتائی ہیں اور انسان کے باقی ظاہری و باطنی حالات عقائد، معاملات اور معاشرت وغیرہ میں انسان کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ اللہ اور اسکے رسول کے جیسا چاہو سمجھو ان سے جو چاہو معاملہ کرو۔ تجارت جیسے جی مین آئے کر کے پیسہ کماؤ۔ عزیز اقارب ہمسایہ وغیرہ سے اپنی مرضی کا معاملہ کرو جو چاہو کھاؤ پیو پہنو، نشست و برخاست اکل و شرب کے جو طریقے چاہو اپنالو اپنی ذات کو جس صفت سے چاہو متصف کر لو اپنے کو مہدی کہہ لو۔ مسیح بنالو نبی بن جاؤ خدا بن جاؤ کوئی پوچھنے والا نہیں اسلام ان سب باتوں سے تعرض نہیں کرتا یہی خیال دراصل ساری گمراہیوں کی جڑ ہے اور یہی وجہ ہے کہ عوام ہر مدعی سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ اسلام ایک ایسا مکمل دین ہے جسمیں پیدا ہونے سے مرنے اور قبر میں جانے تک انسان کو اپنی زندگی میں جن حالات سے بھی سابقہ پڑتا ہے خواہ وہ تعلق مع اللہ کی حالت ہو یا حقوق العباد کا مسئلہ ہو۔ خرید و فروخت لین دین ہو نکاح طلاق مصاہرت کے معاملات ہوں۔ سیاست مدن اور حکمرانی کے قانون ہوں۔ جنگ و جدل اور جہاد کی حالت ہو۔ تعزیر جرم و سزا اور انصاف و عدل کے معاملات ہوں اسلام میں ان سب حالات کے متعلق احکامات اور واضح ھدایات موجود ہیں۔ کوئی شعبہ زندگی اسلام کے نظم و ضبط اور سکی دسترس سے باہر نہیں۔
ہمارا دینِ اسلام پانچ اہم شعبوں کے متعلق ہم کو ھدایات دیتا ہے۔

۱۔ عقائد یعنی خدا، اسکے انبیاء، فرشتے، نازل شدہ کتابیں، قیامت، حشر نشر، حیات بعد الممات، تقدیر، جنت دوزخ اور جزاو سزا کے متعلق قرآن و حدیث کے بیان کردہ امور پر یقین رکھنا اور اسکی ایسی تاویل نہ کرنا جو قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہو اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اسلام کی نظر میں زندقہ کا مجرم ہے۔ اور زندقہ اسکو کہتے ہیں کہ کسی کافرانہ عقیدے کو قرآن و حدیث کی غلط تاویل کر کے اسلام ثابت کیا جائے جیسے قرآن کی آیت خاتم النبین کا مطلب چودہ سو سال سے یہی لیا جاتا ہے کہ محمد ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آیگا ساری دنیا اس پر متفق ہے۔ اب اگر کوئی کہے یا نہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی تشریعی نبی نہیں آیگا ظلی اور بروزی نبی آنے سے یہ آیت مانع نہیں ہے تو یہ اس آیت کی ایسی تاویل ہے جو حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے اسلئے یہ زندقہ کہلائیگا۔

۲۔ دوسرا شعبہ دین کا عبادات ہیں اسمیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات و خیرات، تبلیغ، جہاد، اعتکاف، قربانی اور ذکر اذکار وغیرہ آتے ہیں۔ اگر یہ سب اسی طریقہ پر کیا جائے جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے خود کر کے دکھایا یا کرنے کا طریقہ بتایا تو باعث سعادت و قرب الٰہی اور موجبِ نجات ہے۔ اور اگر اسمیں اپنی طرف سے کوئی طریقہ سنت طریقہ کے خلاف نکالا گیا تو یہ بدعت کہلائے گا اور اگر کسی فرض چیز کا انکار کیا جائیگا تو کفر واجب ہوگا۔ جیسے کوئی اگر کہے کہ حج کیلئے مکہ مکرمہ جانے کی ضرورت نہیں فلاں جگہ جانے سے بھی حج ہو جاتا ہے تو یہ صریحاً کفر ہوگا۔

۳۔ تیسرا اہم شعبہ معاملات کا ہے اسمیں نکاح طلاق حرام و حلال خرید و فروخت

امانت و دیانت لین دین عہد و معاہدہ، تجارت و حرفت مالک و مزدور غرضیکہ ہر وہ معاملہ جس میں دو افراد ملوث ہوں اس شعبہ میں آتا ہے۔ کسی شخص کی دینداری اور تقویٰ اور پرہیزگاری کو پرکھنے کی کسوٹی معاملات ہی ہوتے ہیں۔ جو جتنا اپنے معاملات لین دین خرید و فروخت، حرام و حلال اور امانت و دیانت میں محتاط ہوگا اتنا ہی متقی اور پرہیزگار سمجھا جائیگا۔

۴۔ چوتھا شعبہ معاشرت کا ہے جسمیں انسان کی طرزِ زندگی نشست و برخاست خورد و نوش، لباس، رسم و رواج، برادری گھر والے دوست احباب سلام دعا، شادی غمی میں انسان کا طرز عمل دیکھا جاتا ہے۔

۵۔ پانچواں شعبہ مکارم اخلاق کا ہے جسمیں اسلام نے ہر انسان کیلئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ اپنے نفس کے رزائل اخلاق کا ازالہ کر کے اسکو فضائل اخلاق سے مزین کرے۔ کبر میں مبتلا ہو تو اسکو دور کر کے عاجزی انکساری اختیار کرے بخل ہو تو اسکو سخاوت سے اور بزدلی ہو تو اسکو شجاعت سے بدلے اسطرح ہر برے اخلاق کے بجائے اچھے اخلاق سے اپنے نفس کو زینت دے اس کو تزکیہ نفس بھی کہتے ہیں مشائخ کی خانقاہیں اور انکی صحبتوں اور نصیحتوں سے یہ چیز جلد حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی تزکیہ نفس کیلئے ان سے بیعت کی جاتی ہے جتنا جس کا نفس مزکی اور پاک ہوگا اتنا ہی اسکو قرب الٰہی نصیب ہوگا۔

کسی بھی مسلمان کی بزرگی اور خدا کے ہاں اسکے درجات کا اندازہ اور اسکے شقی یا سعید ہونے یا نیک و بد اور جھوٹا یا سچا ہونے کی کسوٹی یہی پانچ شعبے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو ان تمام شعبوں میں اپنے کمال کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ انکے سچے اتباع اور انکی محبت و عقیدت کے طفیل اولیاء اللہ کو بھی اسمیں سے بہت کچھ حصہ ملتا

ہے فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ کے اصطلاحیں تصوف میں اسی عقیدت و محبت و اتباع کے کمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں پس اگر کسی مسلمان کی بزرگی اور کسی مدعی کے دعوے کے جھوٹا یا سچا ہونے کا یقین کرنا ہو تو اسکی زندگی کو ان پانچ شعبوں کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لیجئے۔ اسکا سب کھوٹا کھرا آپ کے سامنے آجائیگا۔ آئے اب ہم آپکے مقتدا مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کے ان پانچ شعبوں کی کسوٹی پر پرکھ کر دکھاتے ہیں اور **پھر فیصلہ آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔**

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے عقائد کے آئینے میں :

اس کتاب کے صفحہ پر ہم نے مرزا صاحب کے بائیس ایسے عقائد کا ذکر کیا ہے جو قرآن اور سنت اور اجماع امت کے خلاف ہیں براہ کرم انکو دوبارہ مطالعہ کریں۔ وہاں ہم نے صرف مرزا صاحب کے غلط عقائد کا ذکر کیا ہے یہاں ہم اسکا ثبوت خود مرزا صاحب اور انکی جماعت کی مستند کتابوں سے پیش کرینگے تاکہ آپ یا اور کوئی دوسرا یہ نہ کہہ سکے کہ آپنے مرزا صاحب پر بہتان باندھا ہے وہ ایسے عقیدے نہیں رکھتے تھے اور یہ وہ عقائد ہیں جو انکی آخری عمر کے ہیں اور انھیں عقائد پر انکا خاتمہ ہوا ہے اور دنیا و آخرت میں وہی عقیدہ معتبر ہوتا ہے جس پر انسان کی موت واقع ہو۔ بہت سے نیک بخت غلط عقائد میں مبتلا ہو جاتے ہیں مگر آخر عمر میں موت سے پہلے اس سے توبہ کر کے صحیح عقیدہ اختیار کر لیتے ہیں اور اس پر انکی موت واقع ہوتی ہے۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب کے پہلے سب عقیدے اجماع امت کے مطابق تھے مگر بعد میں انکے دعوئے مہدیت مسیحت اور نبوت کے بعد انکے عقائد میں فساد پیدا ہوا اور روز بروز نئے نئے غیر اسلامی عقائد کا اظہار ہونے لگا اور یہ

سلسلہ انکی آخری عمر تک چلتا رہا اور پھر انھیں عقائد پر مرزا صاحب کا خاتمہ ہوا۔
اب ہم انکے خلاف اسلام عقائد کا کچھ حال بیان کرتے ہیں۔
جیسے کہ ہم نے اوپر عرض کیا کہ ابتداء میں مرزا صاحب تمام عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق ہی رکھتے تھے چنانچہ ایک اشتہار میں لکھتے ہیں۔

> ”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کذاب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی“۔
> (اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء۔ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲۰)

اسکے بعد شاید انکا کوئی قابل اعتراض قول پکڑا گیا ہوگا جسکی صفائی میں کہتے ہیں

> ”میں کیوں نبوت کا دعویٰ کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں میں داخل ہو جاؤں“۔ (حمامت البشریٰ، صفحہ ۹۴، طبع ۱۸۹۴)

۱۔ پہلا کافرانہ عقیدہ دعویٰ نبوت :

اس کے بعد کی تحریروں میں مرزا صاحب دبے دبے انداز میں الہام وحی اور نبی کے الفاظ استعمال کرتے گئے اور جب اپنے مریدوں کے ذہن تیار کر لیے تو

۱۹۰۱ء میں اپنی نبوت کا دعویٰ کر دیا جو سب سے پہلے ایک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" طبع ۱۹۰۱ء میں کیا گیا پھر ایک جگہ لکھتے ہیں :

"خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ انکو کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہے (جھوٹ بولا ہے) تو میرے اوپر اس کا جرم ہے یعنی میں ہلاک ہو جاؤنگا"۔

(اربعین صفحہ ۵ ۷ نمبر ۳)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں :

"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ (واضح البلا صفحہ ۱۱ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

"ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالی کے کئی نشان اسکے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسلئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفانہ رکھنا چاہئے"۔

(ملفوظات مرزا جلد ۱۰، صفحہ ۷ ۱۲، طبع ربوۃ)

جو وحی پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی یا آپ سے پہلے دوسرے انبیا علیہم السلام پر نازل ہوئی وہ وحی نبوت کہلاتی ہے اسلام کا قطعی عقیدہ ہے کہ وحی نبوت کا دروازہ حضور اکرم ﷺ کے بعد بند ہو چکا ہے ہاں الہامات وغیرہ اللہ اپنے نیک بندوں پر ڈالتا ہے لیکن اسکی شناخت بہت مشکل ہے کہ یہ الہام رحمانی ہے یا شیطانی۔ اگر یہ الہام شریعت اور کتاب و سنت کے خلاف نہیں تب تو واقعی رحمانی ہے اور اگر خلاف کتاب و سنت ہے تو شیطانی پھر بھی اسکا وہ درجہ نہیں ہوگا جو انبیاء

کی وحی کا ہوتا ہے مگر مرزا صاحب کا عقیدہ اسکے خلاف ہے۔ کہتے ہیں :

۱) "اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی"۔
(ایک غلطی کا ازالہ مطبوعہ ربوہ)

۲) "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر"۔
(اربعین ۱۱۲ مطبوعہ ربوہ)

۳) "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی خدا کا کلام سمجھتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں"۔
(حقیقت الوحی ۲۲۰ مطبوعہ ربوہ)

۲۔ <u>دوسرا کافرانہ عقیدہ معجزہ دکھانے کا دعویٰ :</u>

اسلام کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد معجزہ دکھانے کا دعویٰ کفر ہے کیونکہ معجزہ پیغمبر خدا کے ساتھ مخصوص ہے پس جو شخص معجزہ دکھانے کا دعویٰ کرے وہ گویا نبوت کا مدعی ہے اور نبوت کا دعویٰ کفر ہے مرزا صاحب کا دعویٰ ہے :

"اس (نبی کریم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کریگا"۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۷۱، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۸۳)

۳۔ <u>قرآن کریم کی آیات مرزا صاحب نے اپنی ذات پر چسپاں کیں :</u>

امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک وحی کی صورت میں نبی کریم ﷺ کی

ذاتِ مبارکہ پر اترا ہے اور اسکی آیتوں کے مخاطب بھی آپکی ذات قدسیہ تھی مرزا صاحب نے قرآن پاک کی بیسیوں آیات کے متعلق لکھا ہے اور انکا عقیدہ ہے کہ یہ میرے متعلق نازل ہوئی ہیں صرف دو آیت ہم لکھتے ہیں :

"وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ"

ترجمہ : اور یہ (مرزا صاحب) اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو خدا کی وحی ہے۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۶)

"سبحان الذّی اسریٰ بعبدہ لیلا"

(حقیقت الوحی صفحہ ۷۸)

۴۔ <u>نجات رسول اللہ کی پیروی میں ہے۔ مرزا کہتے ہیں جو میری بیعت نہ کرے وہ جہنمی ہے :</u>

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائیگا"۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۴۱۶، جلد ۲، طبع لندن)

"جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔

(تذکرہ صفحہ ۳۳۳، مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۷۵، جلد ۳)

"اب دیکھ خدا نے میری اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کیلئے اسکو مدار نجات ٹھرایا جسکی آنکھیں ہوں دیکھے اور جسکے کان ہوں سنے"۔ (حاشیہ اربعین

نمبر ۴، صفحہ ۶)

۵۔ خدااور اسکے فرشتے محمد ﷺ پر درود بھیجتے ہیں :

"خدا عرش پر مرزا غلام احمد کی تعریف کرتا ہے اور اس پر درود بھیجتا ہے"۔ (تذکرہ صفحہ ۶۵۹، اربعین نمبر ۲، صفحہ ۳)

۶۔ باعث تخلیق کائنات اللہ کے رسول ﷺ ہیں :

مرزا صاحب کو الہام ہوا "اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا" لو لاك لما خلقت الا فلاك"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹، خزائن صفحہ ۱۰۲، جلد ۲۲)

۷۔ آنحضرت ﷺ افضل البشر اور سید الانبیاء ہیں :

قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب تمام انبیاء سے افضل ہیں "آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹، خزائن صفحہ ۹۲، جلد ۲۲)

۸۔ قادیانی عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ مرزا کی شکل میں دوبارہ آئے ہیں :

اسلئے کلمہ لاالہ الا اللہ محمد الرسول للہ جب پڑھتے ہیں تو محمد سے مراد مرزا صاحب ہوتے ہیں جو صریح کفر ہے۔

۹۔ قرآن میں حضور ﷺ کی ازواج کو "امت کی مائیں" کہا گیا ہے :

لیکن قادیانی مذہب میں یہ لقب مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ کا ہے۔

۱۰۔ کن فیکون کی صفت مرزا صاحب کو خدا سے ملی ہے :

"اے مرزا تیری شان یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو تو اس سے کہدے کہ ہو جا پس وہ ہو جائیگی"۔ (تذکرہ صفحہ ۵۲۵)

۱۱۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور جہاد کو منسوخ کیا :

جو حدیث شریف کے خلاف ہے اور تمام اجماع امت کے بھی خلاف ہے۔

۱۲۔ حضرت عیسیٰ کی حیات کا انکار کیا اور آسمان پر اٹھائے جانے کا بھی انکار کیا :

یہ بھی تمام امت کے عقیدے کے خلاف ہے۔

۱۳۔ صحیح حدیث شریف کا مذاق اڑایا اور تحقیر کی۔

۱۴۔ قادیان کی زمین حرم ہے اور اسکی زیارت حج کے برابر ہے۔

۱۵۔ امام حسین کی تحقیر کی۔

۱۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی کہا اور انکے معجزوں کا انکار کیا۔

۱۷۔ مذہب اسلام کو شیطانی مذہب کہا۔

۱۸۔ جس نے مرزا صاحب کو دیکھا وہ ایسا صحابی ہے جس نے رسول اللہ کو دیکھا۔

۱۹۔ مسجد اقصیٰ فلسطین میں نہیں قادیان میں ہے۔

۲۰۔ مرزا صاحب کی خدمت میں جبریل آتے تھے۔

قادیانی دوستوں سینکڑوں غیر اسلامی اور کافرانہ عقائد سے ہم نے اختصار کے طور پر صرف بیس عقیدے مرزا صاحب اور انکے مذہب کے بیان کیئے ہیں ان عقائد کے آئینے میں مرزا صاحب کی جو صورت نظر آئے اسکو ضمیر کی آنکھ سے دیکھئے اور پھر اپنی عقل سلیم سے پوچھئے وہ کیا فتویٰ دیتی ہے ؟

عبادات

اسلام کادوسرا شعبہ

مرزا صاحب عبادات کے آئینے میں

اسلام کا دوسرا شعبہ عبادات ہے اسمیں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، اعتکاف، قربانی، صدقات، تبلیغ، جہاد، درس تدریس، تزکیۂ نفس، ریاضت، مجاہدات اور ذکر اذکار شامل ہیں۔ عبادات کے ان تمام شعبوں کی تعلیم خود پیغمبر علیہم السلام نے اپنے صحابہ کو دی اور عملاً کر کے دکھایا اور اپنی احادیثِ شریفہ میں انکے فضائل بیان کیے اور ان ہی پر عمل کرنے کو قربِ خداوندی اور ولایت کے حصول کا سبب ٹھرایا۔ اب دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی جنکا دعویٰ ہے کہ محمد ﷺ انکی شکل میں پہلے سے بڑھ کر مبعوث ہوئے ہیں ان عبادات کے آئینے میں کیسے لگتے ہیں جن کو حضرت محمد ﷺ نے اپنے سبارک زمانے میں ہمیشہ کیا اور آخری دم تک کرتے رہے۔

نماز:

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ نماز سے حضور اکرم ﷺ کو ایک خاص شغف تھا۔ نوافل کثرت سے پڑھتے تھے۔ تہجد کی نماز میں رکوع سجود اور قیام اتنا طویل فرماتے کہ قدم مبارک پر ورم آجاتا تھا۔
چاشت، اشراق، تہجد، اوابین، صلوٰۃ التسبیح، تحیت الوضو اور تحیت المسجد وغیر نمازوں کا خود بھی آپنے اہتمام کیا اور امت کو بھی اسکی طرف راغب کیا۔
اب ہونا تو یہ چاہئے کہ مرزا صاحب نماز کا اس سے بھی زیادہ اہتمام کرتے کیونکہ بقول انکے محمد ﷺ کی دوسری بعثت اپنے کمال کے ساتھ انکی شکل میں ہوئی ہے

مگر ہمیں انکی اور انکے خلفا کی کتابوں میں نماز اور دیگر عبادات کے متعلق کچھ زیادہ اہتمام نظر نہیں آتا۔ مرزا صاحب تہجد پڑھتے تھے یا نہیں۔ اشراق، چاشت، اوابین تحیت الوضو کا اہتمام تھا یا نہیں اور نماز انکی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی یا نہیں اس سلسلے میں انکی کتابیں خاموش ہیں ہاں کچھ واقعات ایسے ضرور لکھے ہیں جن سے آپکو اتنا اندازہ ضرو ہو گا کہ مرزا صاحب دین کے اس اہم رکن یعنی نماز کو کتنی اہمیت دیتے تھے اور اسکے سنن و مستحبات کا کس قدر ادب کرتے تھے۔ سیرت المہدی میں مرزا صاحب کے صاحبزادے اور خلیفہ قادیان لکھتے ہیں :

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایکدفعہ حضرت مرزا صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اسوقت آپنے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں"۔ (سیرت المہدی جلد سوئم، صفحہ ۱۰۳)

قادیانی دوستوں ہم اس واقعے پر کوئی رائے زنی نہیں کرینگے آپ اپنے کسی عالم سے پوچھ لیجئے کہ کیا منہ میں پان رکھ کر نماز پڑھیں تو ادا ہو جاتی ہے مگر اس سے یہ نہ کہیں کہ یہ واقعہ مرزا صاحب کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور سنئے :

"ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب کو نماز پڑھانے کیلئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج

ہوتی رہتی ہے میں کس طرح نماز پڑھاؤں ؟

حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپکی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہاں (یعنی ہو جاتی ہے) حضور نے فرمایا پھر ہماری بھی ہو جائیگی"۔ (سیرت المھدی جلد ۳ صفحہ ۱۱۱)

دوستو اس مسئلے کو بھی اپنے علما سے پوچھو کہ معذور اور تندرست کی نماز کیلئے کیا احکام ہیں مگر مرزا صاحب کا حوالہ نہ دیجئے گا۔ مزید سنئے :

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور بھی (مرزا قادیانی) اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور (مرزا صاحب) کی ایک فارسی نظم پڑھی جس کا مصرع ہے ؎

"اے خدا اے چارہ ازارما"

(سیرت المھدی جلد ۳، صفحہ ۱۳۸)

دوستو یہ نماز حضور محمد ﷺ کے طریقہ مبارکہ کی نماز تو نہیں ہے البتہ ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی خود ساختہ شریعت میں ایسی نماز جائز ہو۔ بہر حال یہ تین نمونے آپکے غور و فکر کیلئے کافی ہیں اور اس سے یہ بھی آپکو معلوم ہو جائیگا کہ دوسری بعثت والا نبی عبادات میں پہلی بعثت والے نبی سے کتنا بڑھا ہوا اور کتنا کامل ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شان میں

دوسرا روزہ :

انبیاء اولیا، صوفیا، فقیر درویش اور ہر طالب خدا اور اللہ کا راستہ چلنے والوں کو روزہ سے خاص شغف رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے روزوں کے علاوہ کثرت سے نفل روزے رکھا کرتے تھے۔ جمعہ، جمعرات اور پیر کا اکثر روزہ رکھتے تھے ہر مہینہ چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ کے روزے جنکو ایام بیض کہتے ہیں آپ ﷺ خود بھی رکھتے اور امت کو بھی اسکی تلقین کرتے تھے۔ مشائخ صوفیا طے کے روزے رکھتے تھے یعنی کئی کئی دن کے بعد افطار کرتے تھے کیونکہ روزہ کسر نفسی اور تزکیہ نفس میں بڑا معاون و مددگار ہوتا ہے۔ بعض مشائخ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ اب دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب جو کہتے ہیں کہ میری فضیلت سارے اولیاء و اقطاب و انبیاء پر ہے وہ کسطرح اس عباذت کو ادا کرتے تھے۔

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے توآپنے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا توآپنے روزے رکھنے شروع کیے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپنے روزوں کے زمانے میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم صفحہ ۱۶۵۔۱۶۶)

دوستو اس بات پر بھی غور کرو کہ دورے پڑنے کا وقت اور مہینہ صرف رمضان

شریف کا ہی ہوتا تھا اتنی پابندی سے کسی دوسرے ایام میں دورے پڑنے کا ذکر کتاب سیرت المہدی میں نہیں ملتا۔ اور سنئے :

> ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے لگا۔ دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی سوئم صفحہ ۱۳۱)

دوستو! اگر مرزا صاحب ذرا سا صبر کرتے تو روزہ پورا ہو جاتا مگر آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اب معلوم نہیں کہ اس روزہ توڑنے کے کفارے میں مرزا صاحب نے ساٹھ روزے پے در پے رکھے یا اسکا بھی فدیہ ادا کیا۔ یہ روزے کے ساتھ آپکے خود ساختہ نبی کا ادب تھا جبکہ اللہ کے سچے رسول ﷺ کے بعض غلاموں نے عمر بھر روزہ رکھا اور ہمیشہ تندرست و توانا رہے۔ مرزا صاحب نے اپنے ابتدائی دور میں جب انکے عقائد صحیح تھے کچھ نفل روزے رکھے تھے مگر صرف ایک دفعہ۔

اسلام کا چوتھا رکن حج :

زندگی میں ہر مسلمان کیلئے بقدرِ استطاعت ایک بار حج کرنا فرض ہے۔ عاشقان خدا کا دل زیارت حرمین سے کبھی نہیں بھرتا۔ بڑی بڑی مسافتیں طے کر کے اور تکلیفیں اٹھا کر حج کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر دوستو آپکو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ آپکے خود ساختہ نبی کو پوری زندگی میں حج کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ نہ کعبہ

شریف کو دیکھا نہ روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی اور نہ وہاں سلام عرض کرنے کی توفیق ملی۔ یہ بد نصیبی کیوں انکے حصے میں آئی آپ حضرات بہتر سمجھتے ہونگے اگر نہیں تو مرزا صاحب کا یہ فتویٰ سن لیں :

"اس جگہ (قادیان) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲)

سنا آپ نے اب آپ اپنی عقل سلیم سے پوچھئے کہ مرزا صاحب حج و عمرہ اور زیارت روضۂ رسول سے کیوں محروم رہے اور عمر بھر ان مقدس مقامات میں آپکو داخلے کی اجازت کیوں نہیں ملی۔

اسلام کا پانچواں رکن زکوٰۃ :

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا زکوٰۃ نہیں دی۔ اعتکاف نہیں کیا۔ تسبیح نہیں رکھی۔" (سیرت مہدی جلد ۳ صفحہ ۱۱۹)

گویا جتنی نشانیاں اور صفات ایک متقی، مقرب بارگاہ الٰہی اور صالحین کی ہوتی ہیں مرزا صاحب کی ذات کو ان سے محروم رکھا گیا۔

دوستو یہ تھا طرزِ عمل مرزا صاحب کا اسلام کے عظیم الشان بنیادی ارکان کے ساتھ جو زندگی بھر رہا۔ جب فرائض کے ساتھ یہ حال تھا تو نوافل کے ساتھ کیا حال ہو گا اسکا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لہٰذا ان عبادات کے آئینے میں مرزا

صاحب کی صورت کو اپنے ضمیر کی آنکھ سے دیکھئے اور پھر اپنی عقل سلیم سے پوچھئے وہ کیا فتویٰ دیتی ہے۔

اسلام کا تیسرا شعبہ معاملات

مرزا صاحب معاملات کے آئینے میں

اسلام میں معاملات کا شعبہ بہت ہی اہم شعبہ ہے کیونکہ اسمیں انسان کے اس طرز عمل کو دیکھا جاتا ہے جو وہ اپنے آپس کے معاملات مثلاً خرید و فروخت، لین دین، حرام و حلال، امانت و دیانت، عہد و معاہدہ، نکاح طلاق میں رکھتا ہے جو جتنا صاف ستھرا اور امانتدار اور دیانتدار اپنے آپس کے معاملات میں ہو گا اتنا ہی وہ مقرب بارگاہ الٰہی اور بزرگی والا ہے۔ قرآن و حدیث میں کثرت سے معاملات میں دیانتداری برتنے اور صاف ستھرا رہنے کی تلقین کی گئی۔ آئیے اس آئینے میں بھی مرزا صاحب کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۔ امانت میں خیانت :

مرزا صاحب کے خاندان کو انگریز سرکار سے انکی خدمات عالیہ کے صلے میں سات سو روپے سالانہ پنشن ملتی تھی۔ ایک مرتبہ مرزا صاحب اپنے عم زاد بھائی مرزا امام الدین کے ساتھ پنشن لینے کیلئے گئے۔ گورداسپور سے سات سو روپیہ وصول کرنے کے بعد نیت میں فتور آیا تو یہ صلاح ٹھری کے ذرا لاہور اور امرتسر کی سیر بھی کرلی جائے۔ چنانچہ دونوں صاحبان امرتسر اور لاہور میں سیر سپاٹے کرتے رہے اور تھوڑے ہی دنوں میں سات سو روپے کی رقم جو اس زمانے کے ستر ہزار کے

برابر تھی سیر و تفریح میں اڑادی۔ حالانکہ مرزا صاحب کے متعدد گھرانوں کی معیشت کا اسی پینشن پر گزارا ہوتا تھا۔ رقم خرچ کرنے کے بعد مرزا صاحب نے سوچا قادیان جاکر والدین کو کیا منہ دکھاؤنگا لہٰذا وہاں سے بھاگ کر سیالکوٹ کا رخ کیا اور وہاں کے ایک ہندو دوست لالہ بھیم سین کی سفارش سے سیالکوٹ کی ضلع کچہری میں ۱۵ روپئے ماہوار پر ملازم ہوگئے۔

دوستو ہمارا اور تمام اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں جسے عصمت انبیاء کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی گناہوں سے حفاظت فرماتا ہے اور کوئی معیوب فعل انکی ذات سے سرزد نہیں ہونے دیتا ذرا اس آئینہ میں بھی مرزا صاحب کی شکل کو دیکھنا چاہئے۔ دوسری خیانت ملاحظہ فرمائیں :

۲۔ تالیف براھین احمدیہ کی رقوم میں خیانت :

مرزا صاحب نے اس کتاب کی تالیف کا بڑے زور و شور سے اشتہار دیا اور ملک کے تمام امراء رؤسا اور والیان ریاست سے امداد کی درخواست کی جسکے جواب میں سارے ملک سے بارش کی طرح پیسہ برسنے لگا کیونکہ اس زمانے میں مرزا نے ابھی تک مسیحت اور نبوت وغیرہ کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور یہ یقین دلایا تھا کہ اس کتاب سے اسلام کی حقانیت ظاہر کرنا مقصود ہے چنانچہ حسبِ استطاعت کثیر لوگوں نے مرزا صاحب کو اسکی خریداری کیلئے روپیہ بھیجا بعض امیر اور دولت مند لوگوں نے بطور عطیہ بھی کافی رقم بھیجی صرف ایک شخص نے پانچ ہزار روپیہ جو اسوقت کے کئی لاکھ روپے کے برابر تھے بطور عطیہ ارسال کی۔

پہلی خیانت :

پہلے اشتہار میں قیمت ۵ روپیہ رکھی گئی جب طلب زیادہ دیکھی تو قیمت ۱۰روپیہ کر دی پھر ایک عام اعلان کر دیا کہ کتاب کی قیمت ۲۵روپیہ سے ۱۰۰روپیہ تک حسب استطاعت ہے مگر غریبوں کو دس روپیہ ہی میں ملے گی۔

دوسری خیانت :

اعلان یہ کیا گیا تھا کہ کتاب میں حقانیت اسلام کے تین سو دلائل لکھے جائینگے مگر جب مرزا صاحب اس سے عاجز آگئے اور یہ وعدہ پورا کرنا مشکل معلوم ہوا تو ایک اشتہار اس طرح کا شائع کیا :

> "اب یہ سلسلہ تالیف کتاب (براھین احمدیہ) بوجہ الہامات خداوندی دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جز تک ضرور پہنچے بلکہ جس طور سے خدائے تعالیٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اسکو انجام دیگا کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں اور اسی کے امر سے ہے"۔ (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۹۱)

تیسری خیانت :

وعدے کے مطابق جب کتاب کی مزید جلدیں نہ چھپ سکیں تو وہ لوگ جنھوں نے پیشگی رقم دی تھی معترض ہوئے تو مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جو لوگ مزید جلدیں نہ ملنے پر خفا ہیں ہم انکی رقم واپس کر دینگے اور ساتھ ساتھ یہ بھی لکھ کر

شائع کر دیا:

> "براہین احمدیہ کا بقیہ نہ چھاپنے پر اعتراض کرنا محض لغو ہے قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تئیس برس میں نازل ہوا پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین احمدیہ کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اسمیں کونسا ہرج ہوا"۔ (ایام الصلح طبع اول صفحہ اول)

دوستو دیانت وانصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ جس غرض سے پیشگی روپیہ وصول کیا تھا وہ پوری کی جاتی یا مطبوعہ حصے کی رقم کاٹ کر بقیہ روپیہ خریداروں کو واپس کر دیا جاتا۔ مگر اس روپے کا کیا ہوا ہم کو نہیں معلوم البتہ خود مرزا صاحب کے ہم نوالہ و ہم پیالہ اور یار غار مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا صاحب کو اس سلسلے میں کیا لکھا تھا سنئے:

> "آپ مسلمانوں کا دس ہزار سے (جو آج کے دس لاکھ کے برابر ہے) زیادہ روپیہ براہین احمدیہ کی قیمت اور دعاؤں کی مقبولیت کی طمع دیکر خورد برد کر چکے ہیں اور کتاب براہین ہنوز در بطن شاعر کے مصداق ہے اور دعاؤں کی مقبولیت کے امیدوار آپکا منہ دیکھ کر رہے ہیں۔ (دافع الوساوس صفحہ ۳۱۳)

یہی یار غار مولوی محمد حسین بٹالوی جو مرزا صاحب کے کرتوت دیکھ کر ان سے الگ ہو گئے تھے اپنی کتاب اشاعتہ السُنہ میں لکھتے ہیں "جب مرزا صاحب نے دیکھا کہ تین سو موعودہ دلائل کا تو عالم خیال میں بھی کہیں وجود نہیں اور بقیہ حصوں کی طباعت اب ناممکن ہے اور اس روپے کا جو اسکے عوض لیا گیا ہے آسانی سے ہضم ہونا

دشوار ہے تو الہامی صاحب نے کتاب کی تیسری اور چوتھی جلد سے الہام بازی کی خاک اڑانی شروع کر دی اور اپنے خریداروں اور مریدوں کی توجہ اسلام کے عقلی دلائل کی طرف سے ہٹا کر اپنے الہامات کے تماشے کی طرف پھیر دی۔

(اشاعۃ السنہ جلد صفحہ ۱۴۔۱۳)

دوستوں اللہ کے سچے رسول ﷺ کو نبوت ملنے سے پہلے بھی دوست دشمن سب امین یعنی امانتدار کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ نے فرمایا "لا ایمان لهُ لمن لا امانته" "جسمیں امانت میں نہیں اس میں ایمان نہیں"۔ دوستوں آپ کیلئے بڑے غور و فکر کا مقام ہے۔ ایک عام دیندار آدمی سے بھی ایسی بد دیانتی کی توقع نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ ایک مدعی نبوت ایسا کرے۔ آپکی عقل سلیم کیا کہتی ہے؟

قادیانی جماعت کا چندہ کہاں جاتا ہے:

جماعت احمدیہ مین چندوں کی بھرمار ہے۔ ایک احمدی پر اسکی ماہوار آمدنی کا چھ فیصد حصہ دینا لازم ہے۔ عدم ادائیگی پر اسکے نام کھاتے میں بطور بقایا چلتا رہتا ہے۔ چندہ عام کے ساتھ چندہ جلسہ سالانہ، چندہ تحریک جدید، چندہ وقف جدید، چندہ خدام احمدیہ، چندہ ڈش انٹینا (احمدی نیٹ ورک) چندہ لجنہ اماء اللہ یہ عورتوں سے لیا جاتا ہے۔ چندہ اطفال (یہ بچوں پر لاگو ہے) چندہ انصار (یہ چندہ چالیس سال سے اوپر عمر والوں سے لیا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایک قادیانی کو اپنی آمدنی کا تقریباً دس فیصد ماہوار چندہ دینا پڑتا ہے۔ اس چندے کی رقم کے مصرف کا کوئی منظم اصول اور قواعد و ضوابط نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آج مرزا صاحب کے خاندان کے ہر فرد کے نام کئی کئی مربعہ زمین نہ ہوتی اور نہ اسطرح عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے

ہوتے۔ یہ سب اس مالی نظام کی برکات ہیں۔
(سابق قادیانی پرویز منور احمد ملک گجر خاں گورنمنٹ کالج، ختم نبوت جلد ۱۸، نمبر ۱۲)

دوسری شہادت:

"پھر اسکے بعد مسیح موعود (مرزا صاحب) کی خدمت میں ہر قسم کا اعتراض کرنے کا ذکر جو آپنے فرمایا تو کیا اپنا اور خواجہ کمال الدین صاحب اور میاں محمد لدھیانوی ہی کا واقعہ یاد نہیں دلاتے کہ لوگ اسقدر مصیبت سے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر روپیہ بھجواتے ہیں اور یہاں بیوی صاحبہ (مرزا صاحب کی بیوی) کے زیورات بن جاتے ہیں یا قسم قسم کے لباس آتے ہیں پھر لنگر خانے کا خرچ اسقدر لاپرواہی اور اسراف سے ہوتا ہے کہ خون کے آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے"۔ (الفضل قادیان جلد ۱۲، نمبر ۱۴، صفحہ ۳، مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۲۴ء)

تیسری شہادت:

جب مرزا صاحب کے کچھ پڑھے لکھے ساتھی توفیق الٰہی سے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے انکو مرتد سمجھ کر ان سے الگ ہوگئے تو مرزا صاحب بہت فکر مند ہوئے کیونکہ یہ مالدار لوگ ہزاروں روپے ماہوار مرزا صاحب کی ناز برداریوں پر خرچ کرتے تھے۔ پہلے ان لوگوں نے مرزا صاحب کو خوب سمجھایا مگر حکیم نورالدین اور چند جاہل حاشیہ نشینوں نے اپنی دلالی کی رقموں میں سدباب

خیال کر کے مرزا صاحب کو سبز باغ دکھایا کہ حضرت جی اسوقت پچیس تیس ہزار روپے (جو اسوقت کے پچیس تیس لاکھ ہوتے ہیں) کے منی آرڈر براہین احمدیہ اور سراج المنیر کے آچکے ہیں اگر یہ لوگ آپ سے منحرف ہو گئے تو بلا سے۔
(کتاب مسیح الدجال کا سربستہ راز، صفحہ ۴، مصنفہ مولوی نظیر الحق صاحب)
دوستوں مالی خیانتوں کے واقعات اور ثبوت کثرت سے ہیں مگر ہم طوالت کے خوف سے تین شہادتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

خود ساختہ نبی کی مقدمے بازیاں :

دوستوں سب جانتے ہیں کہ عدالت کچہری میں کسقدر جھوٹ، بے ایمانی، مکروفریب اور رشوت خوریاں ہوتی ہیں ہر شریف آدمی عدالت کچہری کا نام سنکر کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خدا مجھے وہاں نہ لیجائے۔ اور اہل للہ حضرات میں سے کبھی کسی کے تذکرے میں یہ نہیں ملتا کہ اسنے کسی دنیا کی عدالت میں مقدمے بازی کی ہو اور وہ بھی مدعیانہ حیثیت سے۔ یہ لوگ تو ناحق کے مقابلے میں اپنا حق ہی چھوڑ دیتے ہیں لیکن لڑائی جھگڑا گوارا نہیں کرتے۔ آپکو سنکر حیرت ہو گی کہ آپکے مسیح موعود ایک عرصے تک مقدمہ بازیاں بھی کرتے رہے ہیں جہاں یقیناً انھوں نے اہلکاروں کی خوشامد کی ہو گی۔ محرروں کو نذریں دی ہو نگی۔ اور چپراسیوں کی گالیاں بھی سنیں ہو نگی۔ چنانچہ خود اقرار کرتے ہیں :

> "میرے والد صاحب اپنے بعض آباو اجداد کے دیہات کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انھوں نے انھیں مقدمات میں مجھے بھی لگا دیا اور

ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ افسوس ہے
کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا۔"
(کتاب البریہ صفحہ ۱۵۱، از مرزا صاحب)

مرزا صاحب نے اپنے اقربا کو انکے حصے کی زمین سے محروم کیا۔ عدالت کے ذریعے زمین ملی :

حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی دبالے قیامت کے دن اس زمین کو سات طبق تک کھودا جائیگا پھر اسکے گلے میں اس زمین کو طوق بنا کر ڈال دیا جائیگا۔"

آپکے مرزا صاحب سے اس گناہ کا بھی ارتکاب ہوا ہے۔ جو زمین مرزا صاحب اور انکے بھائی غلام قادر کے قبضے میں تھی اسمیں کچھ دوسرے اقربا کا حصہ بھی تھا مگر دونوں بھائیوں نے حصہ داروں کو انکا حصہ نہیں دیا یہانتک کہ ان بیچاروں نے دو تین چھوٹی عدالتوں میں مقدمہ ہار کر عدالت عالیہ میں مقدمہ دائر کیا اور پھر اسی عدالت نے غصب کی ہوئی زمین انکے جائز حصہ داروں کو واپس دلائی۔ اگر عدالت عالیہ مظلوم حصہ داروں کو زمین واپس نہ کرتی تو پہلے حضرت مسیح موعود صاحب تمام عمر اور پھر انکی اولاد تا قیامت اس زمین پر قابض رہتی۔ یہ اس شخص کا فعل شنیع ہے جو مسیحت اور نبوت کا مدعی ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

دھوکہ مکر وفریب :

ایک مرتبہ مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ مسٹر الیگزینڈر ویب امریکن نے ایک

کتاب محاسن اسلام پر بہت اچھی لکھی ہے اسکی ضرورت ہے کہ اسکا اردو ترجمہ کر کے مسلمانوں کے لئے شائع کیا جائے یہ اعلان کر کے مرزا صاحب نے اسکے لئے چندے کی پر زور اپیل کی اور لوگوں نے خوب دھڑا دھڑ روپیہ بھیجنا شروع کر دیا پھر اس ترجمہ کا کیا ہوا مرزا صاحب ہی کے ایک مرید منشی الٰہی بخش مرحوم اکاؤنٹنٹ لاہور جو بعد میں توفیق الٰہی سے مسلمان ہو گئے اپنی کتاب "عصائے موسیٰ" میں لکھتے ہیں کتاب موعود کا اردو ترجمہ تو وعدہ وعید میں نابود ہو گیا لیکن اسکے ساتھ ہی وہ روپیہ بھی جو لوگوں سے وصول کیا گیا تھا خورد برد ہو گیا۔ اسکے بعد مرزا صاحب نے ایک مسجد کے لئے لوگوں سے روپیہ جمع کیا لیکن نہ وہ مسجد بنی اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ اسکا روپیہ کیا ہوا۔ (عصائے موسیٰ صفحہ ۴۴۸، مطبوع لاہور)

مرزا صاحب کا نام نادہندوں کی فہرست میں :

انیسویں صدی کے آخر میں امرتسر سے ایک ماہوار رسالہ "پنجاب ریویو" کے نام سے نکلتا تھا۔ اس رسالہ نے ۱۰ اپریل ۱۸۸۷ء کی اشاعت میں اپنے ان نادہند خریداروں کی فہرست شائع کی تھی جنکے ذمہ رسالہ کی بڑی بڑی رقمیں واجب الادا تھیں۔ اس فہرست کے بہترویں نمبر پر مسیح موعود مرزا قادیانی کا نام نظر آتا ہے جنکے ذمہ ایکسو بہتر روپیہ (۱۷۲) چھ آنے کی رقم واجب الاداد کھائی گئی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود کے معاملات کا حال تھا جو بہت اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔

قادیان میں پریس لگانے کے بہانے رقم کی وصولی :

مرزا صاحب اکثر نئی نئی اسکیمیں بنا کر مریدین سے بڑی بڑی رقمیں قرض لیا

کرتے تھے پھر یہ رقمیں "حساب دوستاں در دل" مصداق بنکر رہجاتی تھیں۔ ایک مرتبہ قادیان میں ایک ذاتی پریس قائم کرنے کا قصد ظاہر کیا اور اسکیلئے مریدین سے بڑی بڑی رقمیں وصول کیں پھر نہ تو وہ پریس لگا اور نہ اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ وہ رقمیں واپس کی گئیں مرزا صاحب کے صرف ایک مرید حکیم نور الدین نے اس مد میں آٹھ سو روپیہ بھیجا تھا۔ منشی الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب "عصائے موسیٰ" میں اس پریس اور اسکی مد میں جو روپیہ آیا اسکی پوری تفصیل بیان کرنے کے بعد سوال کرتے ہیں "کیا یہ وعدہ خلافیاں اس وعید کے تحت نہیں آتیں کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں وعدہ کر کے اسکے خلاف کرے۔ بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب کسی سے جھگڑا ہو جائے تو گالیاں بکے ؟ اور یہ تو وہ وعدے ہیں جو تحریر کے ذریعہ پبلک تک پہنچ چکے ہیں زبانی اور نجی وعدوں کا تو کوئی حساب نہیں۔ (عصائے موسیٰ صفحہ ۴۲۸)

<u>حرام شئے سے علاج :</u>

<u>سنکھیا :</u> جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط آنے لگے تو کچھ عرصے تک آپنے سنکھیا کے مرکبات استعمال کیے تاکہ خدانخواستہ آپکو زہر دیا جائے تو جسم میں اسکے مقابلے کی طاقت ہو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲، نمبر ۹۹، صفحہ ۴، مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)۔

<u>برانڈی :</u> حضور (مرزا صاحب) علیہ السلام نے مجھے لاہور سے کچھ اشیا لانے کیلئے ایک فہرست لکھ کر دی جب میں چلنے لگا تو پیر منظور احمد صاحب نے مجھے روپیہ دیکر کہا کہ میری اہلیہ کیلئے بلومر کی دکان سے دو بوتل برانڈی لیتے آئیں۔ میں

نے کہا اگر فرصت ملی تو لیتا آؤنگا۔ پیر صاحب فوراً حضرت اقدس (مرزا صاحب) کی خدمت میں گئے اور کہا حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتل نہیں لائینگے آپ انکو تاکید فرمادیں۔ اور واقعی میرا ارادہ لانے کا نہیں تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا صاحب) نے مجھے بلا کر فرمایا میاں مہدی حسین جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے برانڈی لانا لازمی ہے چنانچہ میں نے پلومر کی دوکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپے میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں۔ انکی اہلیہ کیلئے ڈاکٹروں نے بتائی ہو نگی۔ (اخبار الحکم قادیان، جلد ۳۹، نمبر ۲۵، مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

ٹانک وائن : مجی اخویم حکیم محمد حسین سلمہ للہ تعالیٰ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید یں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہئے اسکا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام مرزا غلام احمد۔

(مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم اِرشاد حسین قریشی دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دوکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی جواب حسبِ ذیل ملا۔

"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے"۔

(سودائے مرزا صفحہ ۳۹، حاشیہ طبع دوم از حکیم محمد علی پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

میرے قادیانی دوستوں یہ اسلام کا تیسرا شعبہ تھا جسکے آئینہ میں آپنے مرزا

صاحب کی تصویر ملاحظہ کی وہ آپکو اس آئینہ میں کیسے نظر آئے یہ آپ اپنے ضمیر اور عقل سلیم سے پوچھئے ہم اپنے وعدہ کے مطابق کوئی تبصرہ نہیں کرینگے۔

معاشرت

اسلام کا چوتھا شعبہ

مرزا صاحب اپنی معاشرت کے آئینے میں

اسلام کے شعبہ معاشرت میں انسان کو آپس کے تعلقات خورد و نوش نشست و برخاست، لباس و زینت، ماں باپ کے حقوق، نان نفقہ، پڑوسی اور اقربا سے سلوک، بیوی بچوں کی پرورش وغیرہ میں دیکھا جاتا ہے کہ انسان نے اپنی ان معاشرتی ذمہ داریوں کو کسطرح نبھایا لوگوں کو نفع پہنچایا یا نقصان لوگ اسکی تعریف کرتے ہیں یا برائی۔ کسی مسلمان کی بزرگی اور قرب الٰہی کو پرکھنے کی یہ چوتھی کسوٹی ہے آیئے مرزا صاحب کی ذات کو اس کسوٹی پر بھی پرکھتے ہیں۔

باپ کی نافرمانی :

ماں باپ کی اطاعت اور خدمت گذاری کے متعلق قرآن و حدیث میں جو احکام آئے ہیں ہر مسلمان اس سے واقف ہے ہر سعید و نیک انسان اپنے والدین کی خدمت اور انکی خوشنودی کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہے۔ دوستو! آپکے مقتدا مرزا صاحب اس سعادت سے بھی محروم تھے۔ سنئے!

مرزا احمد علی امرتسری اپنی کتاب ”دلیل العرفان“ میں لکھتے ہیں :

> ”منشی محمد عبداللہ نے رسالہ شہادۃ القرانی کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ مولوی باقر علی بٹالوی نے ان سے بیان کیا کہ ایک

مرتبہ مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضٰی پر فالج کا سخت
حملہ ہوا زندگی سے مایوس ہو کر اپنے مخلص احباب کو اور مجھے
الوداعی ملاقات کیلئے بلا بھیجا جب ہم لوگ قادیان پہنچے تو انکی
حالت یہ تھی کہ وہ کروٹ بھی نہیں بدل سکتے تھے ہمیں دیکھ کر
وہ کچھ مضطرب سے دکھائی دیئے۔ دریافت کرنے پر کہنے لگے
میں اسلئے پریشان ہوں کہ تمہاری مہمان داری کون کریگا ہم
نے کہا آپکے فرزند غلام قادر۔ انھوں نے کہا میں نے اسکو کسی
ضروری کام کیلئے بھیجا ہے۔ ہم نے کہا غلام احمد (مرزا صاحب)
جو موجود ہے۔ انھوں نے ایک سرد آہ بھر کے کہا جب وہ
میرے پرسا تک کو نہیں آتا تو آپ لوگوں کی کیا پرواہ کریگا۔
اسنے تو آجکل آوارگی اختیار کر رکھی ہے"۔

(دلیل العرفان صفحہ ۱۱۴، ۱۱۳ از مرزا احمد علی امرتسری)

دوستو اس بیان کی تائید خود مرزا صاحب کی ایک تحریر سے ہوتی ہے جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام مرتضٰی اپنے بیٹے مرزا غلام احمد سے ناخوش تھے اور مرزا صاحب اپنے والد کے نافرمان اور عاق بیٹے تھے۔ مرزا صاحب نے اپنے والد کی وفات کے کچھ عرصے کے بعد لکھا تھا۔

"ایسا ہی میرا بھائی امام دین مجھ سے پیش آیا وہ ان
باتوں میں میرے باپ کے مقابلے کا تھا پس خدا نے دونوں کو
وفات دی اور زیادہ دیر تک زندہ نہ رکھا اور اس نے (خدا نے)
مجھے کہا کہ ایسا ہی کرنا چاہئے تھا تاکہ تجھ سے خصومت (جھگڑا)

کرنے والے باقی نہ رہیں"۔

(رسالہ ریویو جلد ۲، صفحہ ۵۸۔ دلیل العرفان صفحہ ۱۱۴)

مرزا صاحب کی دوسری شادی، پہلی بیوی معلق :

ایک مسلمان پر واجب ہے کہ یا تو بیوی کو محبت و پیار کے ساتھ گھر میں رکھ کر اسکی ضروریات زندگی کی کفالت کرے اور اگر نہیں بنتی ہے تو طلاق دیکر حسن اخلاق کے ساتھ رخصت کردے۔ مگر مرزا صاحب نے اپنی پہلی بیوی حرمت بیبی کو جو انکے حقیقی ماموں مرزا جمیعت بیگ کی صاحبزادی تھیں اور سلطان احمد اور فضل احمد کی والدہ تھیں معلق کر رکھا تھا۔ نہ گھر میں رکھ کر شریفانہ برتاؤ ہی پسند تھا اور نہ طلاق دیکر اس بیچاری کی گلو خلاصی کرتے تھے۔ وہ بیچاری سالہا سال سے اپنے بھائی کے گھر میں رہتی تھی اور اخراجات انکے بیٹے سلطان احمد بھیجا کرتے تھے۔ اسپر طرہ یہ کہ مرزا صاحب دہلی سے ایک جوان لڑکی نصرت بیگم کو اپنے نکاح میں لے آئے اور پہلی بیوی کو معلق چھوڑ دیا۔ مرزا صاحب کے صاحبزادے میاں بشیر احمد سیرت المہدی میں لکھتے ہیں :

> "مسیح موعود (مرزا صاحب) کو اوائل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ (حرمت بی بی) سے جنکو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے بے رغبتی تھی اور اسکا انکی طرف میلان تھا وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اسلئے حضرت مسیح موعود نے مباشرت ترک کردی تھی"۔
>
> (سیرت المہدی جلد اول صفحہ ۲۶)

دوستو دین سے بے رغبتی یہ تھی کہ وہ اقربامرزا صاحب کو انکے تمام دعووں میں جھوٹ سمجھتی تھی اور انکے معتقد نہیں تھے اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ واقعی وہ دین سے بے رغبت تھیں تب بھی انکو معلقہ رکھنا اور بیچارگی کی حالت میں رکھنا کہاں کی ایمانداری اور حسن معاشرت تھی۔ مرزا صاحب کا مذہبی اور اخلاقی فرض تھا کہ مہر ادا کر کے انکو آزاد کر دیتے۔

ڈاک کے قانون کی خلاف ورزی :

مرزا صاحب لکھتے ہیں :

> "ایک دفعہ قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ میرے اوپر چلایا گیا جس کی سزا پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ کی قید تھی اور بظاہر کوئی سبیل رہائی کی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ تب بعد دعا خواب میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائیگا"۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۴۷)

دوستوں اس تحریر سے اتنا تو ثابت ہو ہی جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے ڈاک کے قانون کی کوئی خلاف ورزی کی تھی جو حسن معاشرت کے قطعاً خلاف ہے ایک عام شریف شہری بھی اس بات کو پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ حکومت کے ساتھ دھوکہ اور فراڈ کے جرم میں آتا ہے۔

حسن معاشرت کی مثالیں : (سیرت المہدی سے اقتباسات)

۱۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اسطرح پہنتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہیں چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکا رہتا اور کبھی

جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔

۲۔ کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ دیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ سلوٹیں اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے تھے وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے۔

۳۔ ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں دیا (مرزا صاحب نے) اسکی خاطر سے پہن لیا مگر اسکے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے تھے آخر اس غلطی سے بچنے کیلئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔

۴۔ <u>حسن نفاست :</u> آپ (مرزا صاحب) کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول (پیشاپ کثرت سے آنا) بھی عرصے سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانے میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اس جیب میں گڑھ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔

۵۔ شیخ رحمۃ اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑوں کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا آتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔

مرزا صاحب کے پسندیدہ کھانے :

پرندوں کا گوشت آپکو مرغوب تھا بسا اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر فاختہ کیلئے شیخ عبدالرحیم صاحب نو مسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کیلئے فرمایا کرتے تھے۔

مرغ اور بٹیر کا گوشت بھی آپکو پسند تھا۔ سالن ہو یا بھنا ہوا۔ کباب ہو یا پلاؤ مگر اکثر ایک ران پر ہی گذارہ کر لیتے تھے۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوالیا کرتے تھے۔ دودھ بالائی مکھن یہ اشیاء بلکہ روغن بادام تک صرف قوت کے قیام اور ضعف کے دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے۔

میوجات آپکو پسند تھے اکثر خدام بطور تحفہ لایا کرتے تھے گاہے بگاہے خود بھی منگواتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپکو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترے، سیب، سردہ اور سرولی آم بہت پسند تھے۔ باقی میوے بھی جو آتے رہتے تھے کھالیا کرتے تھے۔ موجودہ زمانے کی ایجادات مثلاً برف اور سوڈالیمونڈ، جنجیر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے۔ بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرتسر لاہور سے خود منگوالیا کرتے تھے۔ بازاری مٹھائیوں سے بھی آپکو کسی قسم کا پرہیز نہیں تھا بلکہ ولائتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اسلئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اسمیں چربی ہے کیونکہ بنانے والے کا ادعا تو مکھن ہے پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں مبتلا ہوں۔ (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۳۲ روایت ۴۴۴ از بشیر احمد قادیان)

دوستو یہ انواع واقسام کے پر تکلف کھانے آپکے نبی کھاتے تھے جبکہ اللہ کے سچے نبی کے گھر کئی کئی دن ہو جاتے اور چولھا نہیں جلتا تھا۔ دو قسم کے کھانے کبھی آپکے دسترخوان پر جمع نہیں ہوئے۔ اکثر دودھ پر ہی گذارا ہوا کرتا تھا۔ بہر حال یہ چند نمونے مرزا صاحب کی معاشرت کے آپکے سامنے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرینگے۔ ہمیں صرف اس آئینے میں بھی مرزا صاحب کو دکھانا مقصود تھا وہ آپکو کیسے لگے۔ یہ آپکے ضمیر اور عقل سلیم پر منحصر ہے۔

اسلام کا پانچواں شعبہ
مکارم اخلاق

مرزا صاحب اپنے اخلاق کے آئینے میں

اسلام کا پانچواں شعبہ اخلاق ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ”**انا بعثت لمکارم الاخلاق**“ اور خود اللہ کے سچے رسول فضائل اخلاق کے اس اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے کہ کسی کے حاشیہ خیال میں بھی وہ مرتبہ اور مقام نہیں آسکتا۔ بقول حضرت عائشہ صدیقہؓ آپکا اخلاق عین قرآن کے مطابق تھا آپکی سچی اتباع اور محبت سے آپکے غلاموں کو بھی اس مرتبہ سے کچھ حصہ ملتا ہے چنانچہ تمام اولیا اللہ اور مقربین بارگاہ الٰہی اخلاق فاضلہ کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوتے ہیں اور یہ اخلاق کیا ہیں عاجزی انکساری، سخاوت، شجاعت، عدالت، عفو درگذر، حلم و قناعت، اخلاص، ایفائے عہد، خدمت خلق، ایثار، خوش کلامی، مہمان نوازی، عبدیت وغیرہ وغیرہ۔ کسی بھی انسان کی بزرگی کو پرکھنے کی یہ پانچویں کسوٹی ہے۔ آئیے اس کسوٹی پر بھی مرزا صاحب کو پرکھ کر دیکھتے ہیں۔

شرافت وشجاعت :

”جس زمانے میں حضرت مسیح موعود کا بچپن جوانی کی طرف جارہا تھا عام طور پر لوگ ہتھیار رکھتے تھے اور استعمال کرتے تھے اور گتکہ وغیرہ اور تلوار کی ورزشیں عام تھیں لیکن حضرت مسیح موعود کیونکہ لڑائیاں ختم کرنے کیلئے آئے تھے اور انکے زمانے میں امن و آسائش کی راہیں کھل جانے والی تھیں اسلئے آپ نے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی حالانکہ یہ امور لازمۂ شرافت و شجاعت سمجھے جاتے تھے“۔
(حیات النبی جلد اول نمبر ۲ صفحہ ۱۳۸)

بہادری :

"خاکسار (خلیفہ دوم بشیر احمد) کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزے کو ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اسوقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہیں تھا اسلئے حضرت صاحب (مرزا صاحب) اس چوزہ کو خود ذبح کرنے گئے مگر بجائے چوزے کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت سا خون بہہ گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ کسی اور نے ذبح کیا"۔
(سیرت المهدی حصہ دوم صفحہ ۴ روایت ۳۰۷)

اور دوسری طرف اللہ کے سچے رسول ﷺ نے ایک مرتبہ کتنے ہی اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کئے تھے۔

اخلاص (یعنی ہر کام خدا کیلئے کرنا) :

"حضرت مسیح موعود کے زمانے میں ایک عرب سوالی یہاں آیا آپ نے اسے ایک معقول رقم دیدی بعض نے اسپر اعتراض کیا تو (مرزا صاحب) نے فرمایا یہ جہاں بھی جائے گا ہمارا ذکر کرے گا خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کیلئے ہی کرے مگر دور دور تک ہمارا نام پہنچادے گا"۔ (اخبار افضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۰۳ صفحہ ۹ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۳۵ء)

راست گوئی (سچ بولنا) :

"خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا۔ چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی"۔ (رسالہ تحفۃ الندوہ صفحہ ۸)

"ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھے برومند کیا چنانچہ ہزارہا شکر کا مقام ہے کہ تقریباً چار

لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۷)

دوستو مرزا صاحب اعلان کر رہے ہیں کہ قادیانی جماعت کی تعداد چار لاکھ ہے۔ لیکن اس مبالغہ اور جھوٹ کا بھانڈا سرکاری مردم شماری نے پھوڑ دیا اور مجبور ہو کر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کو جماعت کی اصلی تعداد تسلیم کرنا پڑی چنانچہ اپنے ایک خطبے میں کہتے ہیں "جس وقت ہماری تعداد آج کی تعداد سے بہت کم یعنی سرکاری مردم شماری کی رو سے اٹھارہ سو تھی اس وقت اخبار بدر کے خریداروں کی تعداد (1400) چودہ سو تھی اب اس وقت سرکاری مردم شماری 56 ہزار ہے اور اگر پہلی نسبت کا لحاظ رکھا جائے تو ہمارے اخبار کے صرف پنجاب میں چار ہزار سے زائد خریدار ہونے چاہئیں"۔ (خطبہ میاں محمود مندرجہ اخبار الفضل جلد ۷ نمبر ۱٦ اگست ۱۹۳۴ء)

ایک اور خطبے مین فرماتے ہیں "ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں ۵٦ ہزار ہے گو یہ غلط ہے۔ مگر فرض کرلو کہ یہ تعداد درست ہے اور فرض کرو کہ باقی ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں تب بھی یہ تعداد پچھتر ۷۵ ہزار آدمی بن جاتے ہیں"۔ (خطبہ میاں محمود مندرجہ اخبار افضل جلد ۲۱ نمبر ۱۵۲ جون ۱۹۳۴ء)

دوستو ۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب نے اپنی جماعت کی تعداد چار لاکھ بتائی اور ۲۷ سال کے بعد سرکاری مردم شماری ۵٦ ہزار بتاتی ہے جسکو خلیفہ قادیان بھی قبول کر رہے ہیں اور اپنے خطبوں میں اعلان کر رہے ہیں۔ یہ ہے مرزا صاحب کی راست گوئی اور صدق مقالی۔

تقویٰ :

حرام اور حلال دونوں کے احکام بڑے صاف الفاظ میں حدیث و قرآن میں بیان کردیئے گئے ہیں ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں اور افعال ہیں ان سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ یہ لفظ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" (تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے)۔ اور حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنا دراصل اللہ تعالیٰ کے خوف ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ کے سچے رسول ﷺ بیعت کے وقت بھی نامحرم عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے۔ نئے خودساختہ نبی مرزا صاحب کا تقویٰ ملاحظہ فرمایئے :

"انبالہ کے ایک شخص نے مرزا صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی (پیشہ ور) تھی اسنے اس حالت میں بہت روپیہ کمایا پھر وہ مر گئی مجھے اسکا ترکہ ملا مجھے بعد میں توبہ کی توفیق ملی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں۔ حضرت صاحب (مرزا صاحب) نے جواب دیا: ہمارے خیال میں اس زمانے میں ایسا مال اسلام کی خدمت کیلئے خرچ ہوسکتا ہے"۔ (چنانچہ یہ مال جو زنا کی اجرت کا تھا مرزا صاحب کو خدمت اسلام کیلئے ملا اور جب محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ "اشاعت السنۃ" جلد ۱۵ نمبر ۱ میں مرزا صاحب کو طعنہ دیا کہ حضرت کنجریوں کی کمائی بھی جائز سمجھ کر لے لیتے ہیں تو مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰۱ میں اسکا جواب یہ دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مال تھا اس نے ہمیں دیا)۔ (سیرت المہدی جلد ۱ صفحہ ۲۶۱ طبع دوم)

"بیان کیا خلیفہ اول مولوی حکیم نورالدین نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کسی سفر میں اپنی اہلیہ کے ساتھ تھے گاڑی آنے میں دیر تھی آپ

بیوی صاحب کے ساتھ اسٹیشن پر ٹہلنے لگے یہ دیکھ کر مولوی عبد الکریم صاحب حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور یہاں لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں"۔ (سیرت المہدی جلد ۱ صفحہ ۶۳)

سوال = حضرت اقدس (مرزا صاحب) غیر محرم عورتوں سے ہاتھ پانوں کیوں دبواتے ہیں ؟

جواب = وہ نبی معصوم ہیں ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکت ہے۔ (الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۳ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۰۷ء)

"محبی اخویم حکیم حسین صاحب مسلمہ اللہ تعالیٰ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیا خریدنی خود خرید یں اور ایک بوتل 'ٹانک وائن' کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہئیے اسکے لحاظ رہے باقی خیریت ہے والسلام مرزا غلام احمد"۔

(خطوط امام بنام غلام صفحہ ۱۱۵ از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

شائستگی، حلم، بردباری، عفوودر گذر اور شیریں کلامی :

یہ اوصاف کسی بھی مقتدائے زمانے کیلئے اسکی عظمت اور بزرگی کی پہچان ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام تو گویا اسکا عملی مظہر اور نمونہ ہوتے ہیں اللہ کے سچے رسول محمد تو ان اوصاف کریمہ میں اپنا ثانی نہ رکھنے کی وجہ سے منفرد ہیں۔ آپکے عفوو در گذر اور رحمت و شفقت کی گواہی ہر زمانے کے مورخ نے دی ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے آپکو رحمتہ اللعالمین کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ اب دیکھتے ہیں دوسری بعثت کے خود ساختہ نبی میں یہ اوصاف کہاں تک پائے جاتے ہیں :

سب سے پہلے مرزا صاحب کی شائستگی اور شیریں کلامی ملاحظہ کیجئے ایک اولوالعزم پیغمبر حضرت عیسیٰؑ جن کو اللہ تعالیٰ " **وجیھا فی الدنیا و الآخرہ** " یعنی دین اور دنیا میں عزت و سرخروئی والا کہا ہے کے متعلق ملاحظہ فرمائیے :

"یسوع (حضرت عیسیٰؑ) اسلئے اپنے تیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے"۔ (ست بچن حاشیہ صفحہ ۱۷۲)

"تین دادیاں اور نانیاں آپکی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جنکے خون سے آپکے وجود ظہور پذیر ہوا"۔ (انجام آتھم صفحہ ۷)

علمائے امت کے متعلق مرزا صاحب کی شائستگی ملاحظہ فرمائیں :

"اے بد ذات فرقہ مولویان کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دگے"۔ (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۱)

"اے بے ایمانو، نیم عیسائیو، دجال کے ہمراہیو، اسلام کے دشمنو تمہاری ایسی تیسی"۔ (اشتہار القامی تین ہزار حاشیہ صفحہ ۵)

عام مسلمانوں کے متعلق لکھتے ہیں :

"جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائیگا کہ اسکو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں، حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ وہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے"۔

(انوار السلام صفحہ ۳۰، روحانی خزائن صفحہ ۳۱ جلد ۹)

"ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ پر ایمان لاتا

ہے مگر کنجریوں کی اولاد"۔ آئینہ کمالات ص ۵۴۷)

پیر مہر علی شاہ کے متعلق لکھتے ہیں :

"مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔ اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۷۵)

مولانا عبدالحق غزنوی پر لعنت :

"عبدالحق سے ضرور پوچھنا چاہئے کہ اسکا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل ہو گیا یا رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ اب تک اسکی عورت سے ایک چوہا بھی نہ پیدا ہوا"۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۳)

کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا۔ کیا اب تک غزنیوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔

دوستو طوالت کے خوف سے ہم مرزا صاحب کے نبوی اخلاق اور الہامی تہذیب کے مزید نمونے دکھانے سے معذور ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ آپکی عقل سلیم کو کسی نتیجے پر پہنچنے کیلئے اتنا ہی مواد کافی ہو گا۔

تضاد بیانی :

اخلاقی گراوٹ کی سب سے بدترین شکل تضاد بیانی ہے ایک عام انسان اسکے ارتکاب سے اپنی قدر کھو دیتا ہے اور ساقط الاعتبار ہو جاتا ہے تو پھر اگر کسی مقتدائے زمانہ سے اسکا ظہور ہو تو آپ خود اندازہ کر لیں کہ اسکو کس حیثیت سے دیکھا جائیگا اور

اسکے قول و فعل کی کیا قدر و قیمت ہو گی۔ آیئے اسکے نمونے بھی ہم آپکو دکھاتے ہیں مرزا صاحب ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں :

"قرآن کریم بعد خاتم النبین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین تبوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۱۱)

<u>اب تضاد ملاحظہ ہو :</u>

"مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اسنے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

مزید ملاحظہ ہو :

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ قیامت تک اسکی کوئی امید بھی نہیں۔ بس قصوں کی پوجا کرو پس کیا ایسا مذہب کوئی مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا کا کچھ پتہ نہ لگے"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴)

دوستو مرزا صاحب جس عقیدے کو لغو اور باطل کہہ رہے ہیں اسی پر ایمان بھی رکھتے ہیں اوپر فرمایا کہ یہ سمجھنا کہ وحی کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا انتہائی لغو اور باطل عقیدہ ہے اور دوسری سانس میں کہتے ہیں کہ وحی حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گئی۔ سنیئے :

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں

اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی للہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی"۔

(تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲۰، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۲۳۰)

شریعت میں کمی بیشی یا اجماعی عقیدے کا انکار موجب لعنت ہے۔ مرزا صاحب کا اقرار:

"گواہ رہ کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی جو چشمہ حق و معرفت ہے میں پیروی کرتا ہوں اور ان تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو اس خیر القرون میں باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہونگا اور اسی پر میرا خاتمہ ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے"۔

(انجام آتھم ص ۱۴۳، روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۴، ۱۴۳، مرزا غلام احمد قادیانی)

سبحان اللہ کیسا اچھا عقیدہ ہے کاش مرزا صاحب اس عقیدے پر قائم رہتے اور اس پر انکا خاتمہ ہوتا۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب نے اپنے اس قول کے برعکس

۱) رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی پیروی نہیں کی۔
۲) خیر القرون میں باجماع صحابہ جو بات صحیح قرار پائی تھی اسکا انکار کیا۔
۳) شریعت محمدیہ میں کمی بیشی بھی کی۔

چنانچہ حدیث شریف کے متعلق مرزا صاحب خود کہتے ہیں:

"تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض (خلاف) نہیں اور دوسری حدیثیوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۳۰، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۰)

۲) خیر القرون میں صحابہ کا اس بات پر اجماع تھا کہ سب سے سچا اور فیصلہ کن قول قرآن شریف کا اسکے بعد اللہ کے سچے رسول ﷺ کا۔ اور اب کسی کا قول بھی قرآن و حدیث کے مقابلے پر نہیں لایا جاسکتا اور نہ اسکو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام کہا جاسکتا ہے مگر مرزا صاحب کا عقیدہ ہے

"قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں"

(تذکرہ مجموعہ الہامات صحہ ۶۳۵ طبع دوم از مرزا قادیانی)

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۰ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۰)

۳) حضرات صحابہ کا اجماع اس عقیدے پر تھا کہ حضور ﷺ کے بعد اب کوئی نبی کسی بھی قسم کا نہیں آئیگا۔ مرزا صاحب نے اسکا نہ صرف انکار کیا بلکہ خود نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

۴) صحابہ کا اجماعی عقیدہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور

حدیث شریف کے مطابق آپ قرب قیامت نزول فرمائینگے۔ مرزا صاحب نے نہ صرف اس عقیدے کا انکار کیا بلکہ خود مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کا انکار کیا۔

۵) <u>شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کی جرأت بھی مرزا صاحب نے کی۔</u>

شریعت محمدیہ میں قیامت تک اعلائے کلمۃ اللہ اور فسق و فجور اور شرک وبدعت کو مٹانے اور اگر دشمن سے مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو اور ایمان کو خطرہ ہو تو اپنی مدافعت کیلئے جہاد فرض ہے۔ مرزا صاحب نے اسکا انکار کیا اور جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ ان سب باتوں کے ثبوت میں مرزا صاحب کے اقوال انکی کتابوں سے ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں جنکے اعادہ سے طوالت کتاب کا خوف ہے لہٰذا قادیانی دوست ہماری ان تحریروں کو دوبارہ مطالعہ فرمائیں۔

۶) <u>شریعت محمدیہ میں حج</u> کیلئے خواہ وہ فرض ہو یا نفل مکہ مکرمہ اور حرم مکہ میں مناسک حج ادا کرنا لازمی ہے۔ مرزا صاحب نے شریعت کے اس حکم میں یہ کمی بیشی کی لکھتے ہیں :

> "لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲)

۷) <u>شریعت میں مکہ اور مدینہ کے اطراف کو حرم کہتے ہیں۔</u> مرزا صاحب قادیان کی زمین کو حرم کا درجہ دیتے ہیں ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

قرآن شریف میں صرف مکہ مکرمہ اور مدینہ النبی کا نام آیا ہے مرزا صاحب نے شریعت میں تحریف کر کے قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں سے ڈھونڈ نکالا۔

"تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان"۔ (ازالہ اوہام حاشیہ حصہ اول صفحہ ۴۰)

میرے قادیانی دوستو! مرزا صاحب نے جو شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کی اسکا مختصر نمونہ ہم نے آپکو دکھایا اب آپ مرزا صاحب کے اس قول کو پھر پڑھیں۔

"جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے اسپر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے"۔

دوستو ہم اپنے منہ سے کچھ نہیں کہیں گے آپ خود اپنی عقل سلیم سے پوچھیں کہ یہ لعنت کس پر پڑ رہی ہے۔

<u>شریعت محمدی کے مطابق قرآن پاک میں</u> حضرت عیسیٰؑ کے معجزوں کا ذکر ہے کہ آپ مٹی کے پرند میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ پرند بنجاتا تھا۔ مرزا صاحب قرآن کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"یہ اعتقاد بالکل غلط فاسد اور مشرکانہ ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بنا کر ان میں پھونک مار کر سچ مچ کے پرند بنا دیتا تھا"۔(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۲)

دوستو شریعت محمدی میں اس سے بڑی کمی بیشی اور کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن شریف کے کسی واضح معجزہ کا انکار کر دیا جائے۔

قرآن پاک نے جس پیغمبر کی پاک دامنی اور دنیا و آخرت میں جس کے اعزاز و اکرام کی گواہی اور بشارت دی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکے متعلق مرزا صاحب کہتے ہیں (۱) آپکو گالیاں دینے کی عادت تھی۔ (۲) آپ سے کوئی معجزہ سرزد

نہیں ہوا۔ (۳) آپ شراب پیا کرتے تھے۔ (۴) تین دادیاں آپکی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ دوستو یہ سب اقوال صحابہ کے اجماع اور اللہ کے سچے رسول ﷺ کی احادیث کے خلاف اور شریعت محمدیہ میں کھلی ہوئی تحریف اور کمی بیشی ہے۔ اب ایک بار پھر مرزا صاحب کا قول پڑھیئے:

"جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے اسپر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے"۔

قادیانی دوستو ہم نے جیسا کہ اس باب کے شروع میں عرض کیا تھا کہ پوری شریعت محمدیہ اور قرآن و حدیث کی تعلیمات ان پانچ شعبوں پر مشتمل ہیں یعنی عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق اور یہی پانچ شرعی کسوٹیاں ہیں جن سے کسی بزرگ کی بزرگی اور کسی ولی کی ولایت یا کسی نبی کی نبوت کے جھوٹ و سچ کو پرکھا جاتا ہے۔ ہم نے آپکے خود ساختہ نبی مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اسی کسوٹی پر آپ کے سامنے پرکھا ہے اور ان پانچ آئینوں میں مرزا صاحب کی شکل دکھائی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگر واقعی آپ قبول حق کی تڑپ رکھتے ہیں اور سچائی کے متلاشی ہیں اور اسی خلوص نیت سے آپ اس کتاب کا مطالعہ بھی کر رہے ہیں تو یقیناً آپکو مرزا صاحب کی شکل اس شکل سے قطعاً مختلف نظر آئیگی جو شکل آپکو قادیانی مبلغین نے یا آپکے آباواجداد نے آپکو دکھائی ہے اب بتایئے جو شکل ہم نے آپکو دکھائی اسمیں مرزا صاحب آپکو کیسے لگتے ہیں۔ نبی؟ مسیح موعود؟ مہدی؟ مجتہد؟ ولی؟ مسلمان؟ کافر؟ مرتد؟ یا واجب القتل........

فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

تیسرا باب

مرزا صاحب کے دعویٰ مہدیت، مسیحت اور نبوت کو پرکھنے کی کچھ اور کسوٹیاں

۱. مرزا صاحب کی پیشن گوئیاں جو سب جھوٹی ثابت ہوئیں۔
۲. مرزا صاحب نے اسلام کی کیا خدمت کی۔
۳. انگریز سرکار کی خوشامد، چاپلوسی اور کاسہ لیسی، اسرائیل سے تعلقات۔
۴. مرزا صاحب عدالت میں بہ حیثیت اخلاقی مجرم۔
۵. دنیا مرزا صاحب کے متعلق کیا رائے رکھتی ہے۔

مرزاصاحب کی پیشن گوئیاں جو سب جھوٹی ثابت ہوئیں

مرزاصاحب نے اپنے دعویٰ مہدیت، مسیحت اور نبوت کو سچا ثابت کرنے کیلئے بہت سی پیشن گوئیاں کیں اور انھیں اشتہارات میں شائع کیا اس دعوے کے ساتھ کہ میری پیشن گوئی جھوٹی یا سچی ثابت ہونے سے میرے دعویٰ نبوت اور مسیحت کے جھوٹا یا سچا ہونے پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

"واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشن گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۸)

اور یہ بات بالکل سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے سچے رسولوں کی زبان سے آئندہ ہونے والے واقعات کا اعلان کراتا ہے تاکہ جب وہ واقعات رسولوں کے بیان کے مطابق واقع ہوں تو لوگوں کا ایمان محکم ہو جائے اور رسول کی رسالت کی دل سے تصدیق کریں۔ مرزاصاحب نے اپنے دعویٰ نبوت کی تصدیق کیلئے یہ حربہ بھی آزمایا مگر چونکہ وہ سچے نہیں تھے اسلئے انکی کوئی پیشگوئی سچی نہیں نکلی اور یہ بات خود مرزا صاحب بھی مانتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں :

"خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے' ان للہ لایھدی من ھو مسرف کذاب' سوچ کر دیکھو اسکے یہی معنی ہیں کہ جو شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہو اسکی پیشن گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی"۔ (آئینہ کمالات صفحہ ۳۲۳، ۳۲۲)

اب ہم آپکی معلومات کیلئے مرزاصاحب کی کچھ پیشن گوئیاں پیش کرتے ہیں جو پوری نہیں ہوئیں۔

۱) <u>مرزا صاحب کی پیشن گوئی تھی</u> : "ہم کے میں مرینگے یا مدینے میں"۔
(مجموعہ الہامات صفحہ ۵۸۴)

نتیجہ = مگر مرزا صاحب لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں ۲۶ مئی <u>۱۹۰۸</u>ء میں مرے اور انکی لاش ریل گاڑی سے قادیان بھجوائی گئی۔

۲) <u>مرزا صاحب کی دوسری پیشن گوئی</u> : "خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک کنواری دوسری بیوہ چنانچہ یہ الہام کنواری کے متعلق تو پورا ہو گیا اور اس وقت بفضل تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کا انتظار ہے"۔

نتیجہ = یہ الہام بھی غلط ثابت ہوا اور مرزا صاحب آخر عمر تک بیوہ کے الہام کا انتظار کرتے رہے اور اسی حسرت میں انکا انتقال ہوا۔

۳) <u>تیسری پیشن گوئی پادری آتھم مر جائیگا</u> : پادری آتھم سے مرزا صاحب کا امرتسر میں الوہیت مسیح پر مناظرہ ہوا جو کئی دن تک چلتا رہا۔ مباحثہ سے تنگ آکر مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائیگا ورنہ مجھے جھوٹا سمجھا جائے مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں :

"میں اسوقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشن گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصے میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیا کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دی جائے میں ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا

ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں
پر اسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار
رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی
قرار دو"۔

(جنگ مقدس صفحہ ۲۱۰، روحانی خزائن صفحہ ۲۹۲ / ۲۹۳ جلد ۶)

نتیجہ = اس تحریر کے بعد مرزا صاحب نے خدا کی قسم کھائی اور لکھا کہ آتھم ۵ ستمبر ۱۸۹۴ کی شام تک پندرہ ماہ کے اندر اندر ضرور مر جائیگا۔ ضرور مر جائیگا۔ ضرور مر جائیگا اور اپنی کتاب حجتہ الاسلام کے صفحہ ۷ پر یہ بھی لکھا کہ اگر میرا یہ نشان سچا نہ نکلا تو میں دین اسلام چھوڑ دونگا۔ مہینوں پر مہینے گذرتے گئے اور آتھم کا بال بھی بیکا نہ ہوا آخر ۵ ستمبر کا سورج بھی غروب ہو گیا اور اس مباہلے کا نتیجہ سب کے سامنے آگیا۔ ۶ ستمبر کو عبداللہ آتھم امرتسر پہنچا اور عیسائیوں نے امرتسر میں اسکا عظیم الشان جلوس نکالا اور مرزا صاحب کی ہر طرف ذلت و رسوائی ہوئی اور اس مباحثہ کا الٹا اثر یہ ہوا کہ

- منشی محمد اسماعیل جس نے مباحثہ کرایا تھا عیسائی ہو گیا۔
- محمد یوسف قادیان جو مباحثہ کا سیکٹری تھا عیسائی ہو گیا۔
- مرزا صاحب کی بیوی کا خالہ زاد بھائی میر محمد سعید عیسائی ہو گیا۔

گویا مرزا صاحب کی جھوٹی پیشن گوئی کی وجہ سے اسلام ہی سے یہ لوگ بد اعتقاد ہو گئے اور ہر حلقے میں مرزا صاحب خود اپنے ہی قول کہ اگر میں جھوٹا نکلا تو تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی مجھے قرار دو کے مصداق بن گئے۔

۴) <u>چوتھی پیشن گوئی</u> : مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ محمدی بیگم کا شوہر مرزا صاحب کی زندگی میں مر جائیگا اور محمدی بیگم بیوہ ہو کر مرزا صاحب کے نکاح میں آئیگی اس سلسلے میں انھوں نے پیشن گوئی کی "میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشن گوئی داماد احمد بیگ (محمدی بیگم کا شوہر سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے اسکی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشن گوئی پوری نہیں ہو گی اور میری موت آجائیگی"۔

نتیجہ = احمد بیگ کا داماد اور محمدی بیگم کا شوہر سلطان محمد کو مرزا صاحب کی پیشن گوئی کے مطابق مرزا صاحب کی زندگی ہی میں مر جانا تھا۔ مگر بجائے سلطان محمد کے مرزا صاحب خود مر گئے اور سلطان محمد مرزا صاحب کے انتقال کے بعد بہت عرصے تک زندہ رہا۔

۵) <u>پانچویں پیشن گوئی</u> : مرزا صاحب نے ایک پیشن گوئی یہ کی کہ ایک بہت بڑا زلزلہ آنے والا ہے جو قیامت کا سا زلزلہ ہوگا اور اسکا نام مرزا صاحب نے زلزلۃ الساعۃ یعنی قیامت کا زلزلہ اور اشتہار میں یہ اعلان کیا :

"آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیشن گوئی کی گئی ہے وہ کوئی معمولی پیشن گوئی نہیں اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اسکا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں"۔ (ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۳-۹۲)

نتیجہ = مرزا صاحب کی زندگی میں نہ انکے بعد ایسا کوئی زلزلہ نہیں آیا۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ایک مسلمان ملا محمد بخش حنفی نے اشتہار میں اعلان کیا کہ مجھے نور کشفی سے معلوم ہوا ہے کہ ایسا کوئی زلزلہ نہیں آئیگا اور مرزا قادیانی ہمیشہ کی

طرح اس زلزلہ کی پیشن گوئی میں بھی جھوٹا ثابت ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۶) <u>چھٹی پیشن گوئی</u> : ڈاکٹر عبدالحکیم خان اسٹنٹ سرجن پیٹالیہ مرزا صاحب کے ابتدائی مریدوں اور عقیدت مندوں میں سے تھے لیکن جب مرزا صاحب نے مسیح موعود اور نبوت کے دعوے کئے عجیب عجیب غیر اسلامی باتیں ان سے سرزد ہوئیں تو ڈاکٹر صاحب رشتہ عقیدت توڑ کر الگ ہوگئے اور صدق دل سے تجدید اسلام کی۔ ڈاکٹر صاحب نے اعلان بھی کیا کہ مرزا غلام احمد ۴ اگست ۱۹۰۸ سے پہلے ہی میری زندگی میں ہلاک ہو جائیگا یہ اعلان سنکر مرزا صاحب نے پیشن گوئی کی وہ یہ ہے :

"ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جسکا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جسکا دعویٰ ہے کہ میں اسکی زندگی ہی میں ۴ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے ہلاک ہو جاؤنگا اور یہ اسکی سچائی کیلئے نشان ہوگا مگر خدا نے اسکی پیشن گوئی کے مقابل مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اور خدا اسکو ہلاک کریگا اور میں اسکے شر سے محفوظ رہونگا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جسکا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۲)

<u>نتیجہ کیاہوا؟</u> دوستو آپکو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ مرزا غلام احمد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ڈاکٹر صاحب کی پیشن گوئی کے عین مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے مر گئے اور ڈاکٹر عبدالحکیم مرزا کے مرنے کے گیارہ برس بعد تک زندہ رہے اور ۱۹۱۹ء میں فوت ہوئے اس طرح ڈاکٹر کی پیشن گوئی سچی نکلی اور مرزا صاحب کی پیشن گوئی جھوٹی۔

طوالت کے خوف سے ہم ان چھ پیشن گوئیوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں امید کرتے ہیں کہ آپ ان کے نتائج پر خود مرزا صاحب ہی کے اس قول کی روشنی میں غور فرمائینگے۔

"خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے' ان لله لايهدى من هو مسرف كذاب' سوچ کر دیکھو اسکے یہی معنی ہیں کہ جو شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہو اسکی پیشن گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی"۔ (آئینہ کمالات صفحہ ۳۲۲ از مرزا قادیان)

فیصلہ آپ ہی کی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

مرزا صاحب کے مباہلوں کا انجام

مباہلہ شریعت اسلام میں اسکو کہتے ہیں کہ دو اشخاص جو ایک دوسرے کو جھوٹا کہتے ہوں آمنے سامنے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ ہم میں سے تیرے نزدیک جو جھوٹا ہو اسکو ہلاک کردے۔ سب سے پہلے مباہلہ کا معاملہ قبیلہ نجران کے وفد اور اللہ کے سچے نبی کے درمیان ہونے والا تھا مگر قبیلہ نجران کا وفد حضور ﷺ کی سچی رسالت کے خوف سے مباہلہ سے باز آگیا۔ حضور ﷺ فرماتے تھے کہ اگر یہ لوگ مجھ سے مباہلہ کرتے تو سب ہلاک ہو جاتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی حضور ﷺ کی نقل اتارنے کی کوشش کی اور بہت سے لوگوں سے مباہلہ کیا مگر ہر مرتبہ فیصلہ مرزا صاحب کے خلاف ہی گیا۔ چنانچہ

۱. پہلا مباہلہ : تو پادری آتھم کا تھا جسکے متعلق مرزا صاحب نے کہا تھا کہ آتھم پندرہ مہینے کے اندر مرجائیگا لیکن اس دوران آتھم کا بال بھی بیکا نہیں ہوا اسکی

تفصیل ہم پچھلے صفحات میں دے چکے ہیں۔

۲. دوسرا مباہلہ : مرزا صاحب نے مولانا عبد الحق غزنوی سے دوبدو مباہلہ کیا۔ لیکن اس سے پہلے مولانا عبد الحق غزنوی کا مباہلہ مرزا صاحب کے ایک مرید حافظ محمد یوسف سے ہوا تھا جو بڑا نتیجہ خیز اور عبرتناک ہوا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ مولانا عبد الحق غزنوی کہتے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی حکیم نور الدین خلیفہ اول اور محمد احسن امروہوی تینوں مرتد، دجال اور جھوٹے ہیں۔ حافظ محمد یوسف کو جوش آیا اور مباہلہ کیلئے مولانا عبد الحق غزنوی کے مقابل آگیا۔ ۱۹ اپریل ۱۸۹۳ء کو یہ مباہلہ ہوا۔ اس مباہلہ کا انجام یہ ہوا کہ حافظ محمد یوسف نے قادیانیت سے توبہ کر کے مولوی عبد الحق غزنوی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اور مرزا صاحب اور حکیم نور الدین وغیرہ کے مرتد اور جھوٹا ہونے کا اعلان کیا۔

اسکے بعد خود مرزا صاحب نے مولوی عبد الحق غزنوی سے آمنے سامنے مباہلہ کیا۔ مباہلہ اس موضوع پر تھا کہ مولوی عبد الحق غزنوی مرزا صاحب اور انکے سب ماننے والوں کو مرتد اور اسلام سے خارج سمجھتے تھے جبکہ مرزا صاحب اسکے خلاف کہتے تھے۔ اس مباہلے کے نتیجے میں مرزا صاحب کے اس قول کے مطابق "مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے" خود مرزا صاحب مولوی عبد الحق غزنوی کی زندگی میں وفات پاگئے۔

۳. تیسرا مباہلہ : یہ مباہلہ مولوی ثناءاللہ امرتسری اور مرزا صاحب کے درمیان اس موضوع پر ہوا اور یہ مباہلہ بہت مشہور ہوا اور بڑا نتیجہ خیز اور عبرتناک

ثابت ہوا۔ مولوی ثناءاللہ امرتسری سے مرزا صاحب کی کافی تحریری اور اشتہاری جنگ ہوئی آخر تنگ آکر مرزا صاحب نے ایک اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء جسکا عنوان تھا "مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ" شائع کیا اور اسمیں مولوی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا "اگر میں ایسا ہی کذاب اور جھوٹا ہوں جیسا کہ آپ اکثر اوقات اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤنگا۔ اور اسی اشتہار میں مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ طلب کرنے کیلئے یہ دعا بھی شائع کی "اگر میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کردے"۔

مرزا صاحب کے اس اشتہار کے بعد مسلمانوں اور اہل قادیان سب کی نظریں اسپر لگی ہوئی تھیں کہ دیکھیں پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اور کون کس کی زندگی میں مرکر اپنا جھوٹا ہونا ثابت کرتا ہے۔ ایک سال کے انتظار کے بعد فیصلہ آسمانی کا ظہور اس طرح ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بعارضہ وبائی ہیضہ انتقال کر گئے اور مولانا ثناءاللہ امرتسری مرزا صاحب کی وفات کے بعد اکتالیس سال زندہ سلامت باکرامت رہے۔

دوستو یہ سارے شواہد مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحت اور نبوت کے سچا ہونے کی گواہی دیتے ہیں یا جھوٹا ہونے کی فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

مرزا صاحب نے اسلام کی کیا خدمت کی

مرزا صاحب نے مسیحت اور نبوت کا دعویٰ کیوں کیا خود انکی زبانی سنیئے :

"میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث (عیسائیت) کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑوں نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ ولسلام فقط مرزا غلام احمد"۔ (اخبار بدر ج ۲ نمبر ۲۹ صفحہ ۴ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

دوستو اب تک مرزا صاحب نے جتنی شرطیں اور پیشن گوئیاں اور مباہلے اپنا جھوٹ یا سچ دکھانے کیلیئے کیئے ان سب میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ مرزا صاحب کا سچ کہیں بھی ثابت نہیں ہوا۔ آیئے اس دعوے کو بھی دیکھتے ہیں۔

۱) پہلا دعویٰ : عیسیٰ پرستی کا ستون توڑ دوں اور عیسائیت کے بجائے توحید کو پھیلاؤں

مرزا صاحب سے یہ کام بالکل نہیں ہوا بلکہ اسکے برعکس انھوں نے عیسائی حکومت برقرار رہنے کیلیئے دعائیں کیں، ان سے مراعات حاصل کیں، انکی حکومت میں اپنے عقیدے کے لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر سفارش سے لگوالیا۔

اور توحید تو مرزا صاحب نے ایسی پھیلائی کہ الٹا جو لوگ پہلے مسلمان تھے قادیانیت کی بدولت انکا ایمان بھی ہاتھ سے گیا۔ کچھ عیسائی ہو گئے، کچھ بہائی اور کچھ دھریئے بن گئے اور جو کڑوڑوں مسلمان ساری دنیا میں باقی تھے وہ مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر قرار دیئے گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے توحید پھیلانے کے بجائے توحید سمیٹی اس طرح کے صرف انکے مرید ہی موحد اور مسلمان باقی ساری دنیا کافر۔

۲) **آنحضرت ﷺ کی جلالت و عظمت وشان دنیا پر اس طرح ظاہر کی**

"اس (نبی کریمؐ) کیلئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کریگا"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۷۱)

اور اسی قسم کی دوسری توہین آمیز باتیں جنکا ذکر ہم پچھلے صفحات میں کر چکے ہیں۔

۳) **تیسرا دعویٰ: کہ مسیح موعود اور مہدی موعود کو جو کام کرنا چاہیئے اگر وہ میں نے نہیں کیا اور میں مر گیا تو میں جھوٹا ہوں۔**

دوستو مسیح موعود کا کام حدیث شریف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے "وہ صلیب کو توڑے گا (یعنی عیسائیت ختم ہو جائیگی) اور خنزیر کو قتل کریگا (یعنی تمام حرام امور کو جڑ سے مٹا دینگے) اور جزیہ ترک کر دیگا (جب ساری دنیا مسلمان ہو گی تو کون کسی کو جزیہ دیگا) لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیگا اور اسکے زمانے میں سب مذاہب ختم ہو جائینگے اور صرف اسلام ہی رہ جائیگا۔ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ،

بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے پھرینگے اور بچے سانپوں سے کھیل گے اور وہ ان کو نقصان نہ پہچائینگے۔ عیسیٰ چالیس سال زمین پر رہینگے اور پھر وفات پاجائینگے"۔ ایک حدیث شریف کے آخر میں یہ بھی فرمایاکہ "عیسیٰ کے زمانے میں مال ودولت سیلاب کی طرح آئیگا۔ یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہیں کریگاحتیٰ کہ ایک سجدہ دنیاومافیھا سے بہتر سمجھا جائیگا"۔

قادیانی دوستو مرزا صاحب کو دنیا سے رخصت ہوئے تقریباً سو سال ہونے کو آرہے ہیں کیا آپ اس قسم کے حالات دیکھتے ہیں جیسے حدیث شریف میں بیان کئے گئے ہیں۔ یا آپ سے پہلے آپکے آباؤاجداد نے ایسے مبارک حالات دیکھے تھے ؟ سو سالہ تاریخ میں کوئی ایک واقعہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے ؟ کیا عیسائیت ختم ہوگئی ؟ کیا حرام کام مثلاً شراب، زنا، جوا، چوری، قتل ڈاکے دھوکہ فریب اس دنیا سے مرزا صاحب نے مٹادیئے ۔ کیا مفلسی ختم ہوگئی ؟ مال و دولت سیلاب کی طرح بہہ رہا ہے ؟ کیا اسلام سارے ادیان پر غالب آگیا؟ کیا بھیڑیا اور بکری ایک ساتھ چر رہے ہیں ؟ اگر یہ سب باتیں ظہور میں نہیں آئیں تو پھر مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ "مسیح موعود اور مہدی موعود کو جو کام کرنا چاہئے وہ اگر میں نے نہیں کئے اور میں مر گیا تو میں جھوٹا ہوں" کیا ثابت کرتا ہے۔ فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

اور دوستو یہ صرف ہم آج نوے سال کے بعد کوئی نئی بات نہیں کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب نے اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ الٹا اسکی جڑیں کاٹ دیں اور امت محمدیہ میں اختلاف اور انتشار کا بیج بو دیابلکہ یہ بات تو مرزا صاحب کی زندگی ہی میں تمام صاحبانِ بصیرت اور اہل نظر بڑے وثوق سے کہتے رہے ہیں اور مرزا کی

وفات کے بعد تو خود انکی جماعت کے لوگوں نے بھی اسکی گواہی دی ہے۔ سنیئے:

"ادھر قادیان میں اتنی بڑی جماعت نے کیا اسلام کی خدمت کی۔ ظاہر ہے کہ اس قدر قلیل کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ البتہ اجرائے نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ نکال کر اسلام کا تختہ پلٹ دیا اور مطاع الکل خلیفہ بنا کر احمدیت کا بیڑہ غرق کر دیا۔ ہاں جماعت کو سیاست کے خوب سبق پڑھائے گئے۔ کبھی سرکار انگریز کا ہاتھ بٹایا گیا کبھی اسے دھمکایا گیا۔ قادیان کو ایک سلطنت کے رنگ میں دیکھنے کے خواب آنے لگے مگر خدمت دین کیا ہوئی۔ کچھ بھی نہیں اور ہوتی کس طرح جب شب و روز یہ کوشش ہو کہ دنیا ہماری خادم بنے اور ہم مخدوم اور مطاع الکل بنیں پھر خدمت دین کا چھن جانا لازمی امر تھا"۔

(پیغام صلح ۳ دسمبر ۱۹۳۶ء بحوالہ قادیانی مذہب)

اور سنیئے:

"ختم نبوت کا انکار کر دیا، تکمیل دین کو جواب دیدیا، مسلمانوں کی تکفیر کا دروازہ ایسا کھولا کہ کروڑوں بے خبر مسلمان جو نمازیں پڑھتے روزے رکھتے اور قرآن کریم کو اپنا ہادی اور رہنما اور خدا کا آخری پیغام مانتے ہیں وہ سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہو گیا کیونکہ آج اسکو پڑھکر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا (یعنی جب تک مرزا صاحب کی نبوت کو نہ مانے) نبوت کا ایسا دروازہ کھولا کہ زید و بکر ہر شخص نبی بن سکتا ہے"۔ (پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۹۴ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء)

اور سنئے :

"گذشتہ بیس پچاس سال میں قادیانی غلو کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آچکے ہیں۔ جناب خلیفہ قادیان اور انکے مریدوں نے اپنی جدت پسندیوں اور اپنی عالی حوصلگی کے وہ نمونے پیش کئے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے۔ اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا۔ حضرت مسیح موعود کو نبی کریمؐ سے افضل کہا۔ قادیان کے سالانہ جلسے کو ظلی حج کا نام دیا۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کو ایک دم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ لیکن قادیانیوں کی ترقی پسند طبیعت ان کارناموں پر قناعت نہ کر سکی اور اب وہ قادیان کو ارض حرم کہہ رہے ہیں"۔ (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ا مورخہ ۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

دوستو آپنے ملاحظہ کیا یہ ہے اسلام کی خدمت، یہ ہے وہ کام جو مسیح موعود کے کام کے برعکس مرزا صاحب اور انکی جماعت نے کیا۔ دوستو پیڑ اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ دعویٰ بلادلیل کوئی معنی نہیں رکھتا۔ قادیانی مذہب کیا ہے۔ بانی اس مذہب کا کیسا ہے جھوٹا ہے یا سچا۔ اب اسکا فیصلہ کرنا آپکی عقل سلیم کا کام ہے۔

کافر حکومت کی خوشامد اور کاسہ لیسی عام مسلمان کے بھی شایان شان نہیں نہ کہ ایک مدعی نبوت ایسا کرے

مکارم اخلاق میں خوداری، حمیت اور غیرت ایسے اوصاف ہیں جو ہر صاحب کردار میں پائے جاتے ہیں جو جتنا اعلیٰ کردار کا حامل ہوگا اسی نسبت سے یہ اوصاف اسمیں پائے جائنگے اور انبیاء علیہم السلام میں تو یہ اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ مقربان بارگاہ الٰہی اور اللہ کے ولیوں کے ہزارہا واقعات کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں کہ انھوں نے حکومت وقت کی کبھی غلط بات میں ہاں میں ہاں نہیں ملائی بلکہ بھرے دربار میں بادشاہوں کے سامنے کلمہ حق کہنے سے نہیں ڈرے کوئی رعایت کوئی نذرانہ انکا قبول نہیں کیا۔ اللہ کے سچے رسول ﷺ نے دنیا کے عظیم الشان بادشاہوں کو بڑے وقار اور تحکمانہ لہجے میں دعوت اسلام دی اور آپکے غلاموں نے انکے تخت و تاج اور محلات کو اپنے پاؤں سے روندا اور دین کے معاملے میں کبھی کسی بے غیرتی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

میرے قادیانی دوستو! حیرت ہوتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے زعم میں نبی اور مسیح موعود ہونے کے باوجود انگریز سرکار کی اس قدر چاپلوسی اور کاسہ لیسی کی ہے کہ پوری برصغیر ہندوپاک میں کسی عالم، لیڈر، شاعر، دانشور، سرکاری افسر سے بھی اسکا ظہور نہیں ہوا۔ انگریز حکومت کو خوش کرنے کیلئے مرزا صاحب اس حد تک پہنچ گئے کہ جہاد جیسی بابرکت عبادت کو مٹانے پر تُل گئے۔ مرزا صاحب نے انگریز سرکار کی حمایت اور تائید میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں کہ بقول انکے پچاس الماریاں اس سے بھر جائینگی اور تحریر اتنی خوشامدانہ اور غلامانہ ہے کہ خود جماعت کے بہت سے لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ ہمارے سر شرم و ندامت

سے اٹھتے نہیں ہیں۔ آیئے آپکو کچھ نمونے دکھاتے ہیں :

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکھٹی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہچادیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی (یعنی مہدی سوڈانی) اور مسیح خونی کی بے اصل روائتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں"۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۵)

دوستو ایمان سے کہو یہ تبلیغ اسلام ہے یا تبلیغ عیسائیت ؟

"اب گورنمنٹ (انگریزی حکومت) شہادت دے سکتی ہے کہ میرے زمانے میں اسکو کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے۔ غرض میں گورنمنٹ کیلئے حرز سلطنت ہوں"۔

دوستو اسکا مطلب یہ ہے کہ میری وجہ ہی سے یہ حکومت پھل پھول رہی ہے اور میں اس حکومت کی ترقی کیلئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ اسکی گواہی مرزا صاحب کی یہ تحریر ہے :

"پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات (انگریزی سرکار کی) میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات

میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کیلئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو (انگریزوں کو) دکھ پہنچاوے جبکہ تو ان میں موجود ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب گورنمنٹ جان لے گی اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے"۔

(نورالحق صفحہ ۳۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۴۵-۴۴)

دوستو ہم نے جھوٹ تو نہیں کہا تھا کہ برصغیر ہندوپاک میں کسی عالم، لیڈر، شاعر، دانشور نے انگریز کی ایسی چاپلوسی نہیں کی جیسے مرزا صاحب نے کی۔ اوپر خود مرزا صاحب اسکا اقرار کر رہے ہیں کہ اس باب میں کوئی انکا نظیر اور مثیل نہیں۔ انگریزی سلطنت کی ملکہ وکٹوریہ کے سامنے عرض معروض کرنے کے بعد اور اپنی وفاداری اور غلامی کا یقین دلانے کے بعد مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مضیاع اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اسکے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اسکی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہماری معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کیلئے اسکے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدر و طاقت تجھے کو ہے"۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۸۴)

اللہ کے سچے رسولؐ کے غلام تک بڑے بڑے بادشاہوں کے عطیئے ٹھکراتے آئے

ہیں بڑے بڑے نذرانے اور جاگیر کے پروانوں کو پائے حقارت سے ٹھوکر مارتے رہے ہیں دنیا ان کے قدموں میں گرتی تھی اور وہ اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے نبیوں کا صدیقین کا، صالحین کا اور مقربین بارگاہ الٰہی کا ہمیشہ سے آج تک یہی طریقہ رہا ہے۔ اپنے نفع نقصان کیلئے کبھی ایک لفظ بھی خوشامد اور چاپلوسی کا انکی زبان سے نہیں نکلا ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ رہا اور یہی سچوں کی نشانیاں ہیں۔

اور حیرت یہ ہے کہ اس فعل پر کوئی ندامت نہیں بلکہ قادیانی خلیفہ کے بقول :

> "ہمارے مخالفوں کا ایک یہ اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) پر کرتے رہیں ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے اور اس وقت ہم سے جدا ہونے والا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم برطانیہ گورنمنٹ کے خوشامدی ہو۔ اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پرواہ کی اور نہ ہم پرواہ کرتے ہیں"۔
>
> (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۱)

جسٹس منیر قادیانیت نوازی کے باوجود اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں یہ کہنے پر مجبور ہوا:

> "جب انھوں نے (مرزا صاحب) عقیدہ جہاد کی تاویل میں 'مہربان انگریزی گورنمنٹ' اور اسکی مذہبی رواداری کی تعریف نہایت خوشامدانہ الفاظ میں کرنی شروع کی تو اس تاویل پر چند در چند شبہات پیدا ہونے لگے پھر جب مرزا صاحب نے اسلامی ممالک کی عدم

رواداری لور انگیریزوں کی فراخ دلانہ مذہبی پالیسی کا موازنہ و مقابلہ توہین آمیز الفاظ میں کیا تو مسلمانوں کا غیض و غضب اور زیادہ مشتعل ہوگیا۔ جب پہلی جنگ عظیم میں (جس میں ترکوں کو شکست ہوگئی تھی)بغداد پر ۱۹۱۸ء میں انگریزوں کا قبضہ ہوگیااور قادیان میں اس فتح پر جشن مسرت منایا گیا تو مسلمانوں میں برہمی پیدا ہوئی اور احمدی انگریزوں کے پٹھو سمجھے جانے لگے"۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت)

یہ عدالتی تحقیقات ہیں ان سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ مرزا صاحب انگریز حکومت کے کاسہ لیس اور خوشامدی تھے۔ دوسری یہ کہ مسلمانوں کی شکست اور انگریزوں کی فتح سے یہ جماعت خوش ہوتی تھی اسلیئے ترکوں کی شکست اور انگریزوں کی فتح پر قادیان میں جشن مسرت منایا گیا۔

دوستو سینکڑوں حوالہ جات مرزا صاحب کی کتابوں سے ہم انگریزوں کی حاشیہ برداری اور چاپلوسی کے متعلق پیش کرسکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے چھوڑتے ہیں اس موضوع سے ہمیں آپکو صرف یہ دکھانا تھا کہ خوشامد، چاپلوسی، تملق جیسے گھٹیا رذائل جو ایک عام مسلمان کے لئے بھی معیوب ہیں ایک ایسے شخص کیلیئے جو مسیحت اور نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے کس طرح اسکے شایان شان ہوسکتے ہیں۔ پھر ذرا اس بات پر بھی غور کیجئے کہ پوری عیسائی دنیا معہ اسرائیل ہمیشہ سے مسلمانوں سے بیر اور عناد رکھتی آئی ہے لور اسلام کو جڑ سے مٹانا اور عیسائیت کو غالب دیکھنا دونوں کی مشترکہ آرزو ہے اور اسکے لئے عملی حکمت عملی اور منصوبہ بندی برابر جاری ہے۔ کوئی بچی اسلامی تحریک انکو آج تک ایک آنکھ نہیں بھائی تو پھر اسلام دشمن طاقتیں آخر قادیانی جماعت کی کیوں حمایت کرتی ہیں۔ کیوں اسکو

پروان چڑھا رہی ہیں اور جب حقیقی مسلمانوں اور قادیانیوں میں کوئی مسئلہ کھڑا ہوتا ہے تو کیوں آنکھ بند کر کے قادیانی جماعت کی طرفداری کرتی ہیں۔ ایک دو مثالیں ہم دیتے ہیں :

۱. ایک مسلمان عورت نے اپنے قادیانی شوہر کے خلاف بہاولپور کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا جو نو سال تک چلتا رہا۔ حکومت برطانیہ نے نواب صادق محمد خان عباسی والئی بھاولپور کو مجبور کیا کہ وہ اس مقدمے میں مداخلت کر کے اسکو خارج کرا دیں۔ نواب صاحب نے اس بات کا ذکر خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں کیا۔ عمر حیات ٹوانہ نے ان سے کہا "ہم انگریز حکومت کے وفادار ضرور ہیں مگر ہم نے ان سے اپنے دین و ایمان اور عشق رسول کا سودا تو نہیں کیا ہے"۔ نواب صاحب نے پھر اس مقدمے میں مداخلت نہیں کی اور انگریز سرکار کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ (اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے)۔

۲. خلیفہ قادیان کا بیان ہے "چند ہی دنوں کا ذکر ہے کہ ہمارے والابار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویشناک ہو گئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو اسکول آنے سے روک دیا گیا۔ انکے مردے دفن نہیں ہونے دیتے تھے چنانچہ ایک مردہ کئی روز تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو۔ ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں (قادیانیوں) کو کوئی تکلیف پہنچی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے تحت ملک بدر کر دیا جائیگا۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۶-۹۵ از میاں محمود)

۳. سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں آغا شورش کاشمیری کو بتایا کہ اقتدار میں آنے کے بعد جب میں پہلی مرتبہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے امریکہ کے دورے پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا گروہ ہے۔ آپ ہر لحاظ سے انکا خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ جب میں امریکہ کے سرکاری دورہ پر گیا تو دوبارہ پھر یہی ہدایت ملی۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ یہ بات میرے پاس قومی امانت تھی۔ ریکارڈ کیلئے پہلی مرتبہ انکشاف کررہا ہوں۔ (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحبزادہ طارق محمود، رسالہ ختم نبوت جلد ۱۸ شمار ۷۰)

۴. پاکستان میں جب قادیانیوں پر اسلامی شعائر کے استعمال پر پابندی لگائی گئی تو امریکہ یہ پابندی برداشت نہ کرسکا۔ اسنے پاکستان پر معاشی دباؤ ڈالتے ہوئے ۱۹۸۷ء میں امریکی امداد کی یہ شرط عائد کردی کہ "امریکہ کے صدر ہر سال اس مفہوم کا سرٹیفکٹ جاری کرینگے کہ حکومت پاکستان اقلیتوں مثلاً احمدیوں (قادیانیوں) کو مکمل شہری اور مذہبی آزادیاں نہ دینے کی روش سے باز آرہی ہے اور ایسی تمام سرگرمیاں ختم کررہی ہے جو مذہبی آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں۔ (حوالہ روزنامہ جنگ ۵ مئی ۱۹۸۷ء)

دوستو غور کرنے کی بات ہے کہ امریکہ اور برطانیہ دونوں اسلام سے خائف ہیں اور ہر اس اسلامی تحریک، شخصیت اور منصوبہ بندی کو ابھرنے نہیں دیتے جس سے اسلام کو تقویت پہنچتی ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ دونوں قادیانی تحریک کے پرجوش حمایتی بنے ہوئے ہیں اور نہ صرف امریکہ اور برطانیہ بلکہ مسلمانوں کا ازلی دشمن اسرائیل بھی اس جماعت کی پشت پر کھڑا ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان اسرائیل کا

بائیکاٹ کئے ہوئے ہیں اور قادیانی جماعت کے کس حد تک اس سے تعلقات ہیں روزنامہ نوائے وقت لاہور سے سنیئے :

اسرائیل سے تعلقات :

لندن سے شائع ہونی والی کتاب 'اسرائیل اے پروفائل' میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کتاب پولیٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی. آئی نومائی نے لکھی ہے اور اسے ادارہ 'پال مال' نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۱۹۷۲ء تک اسرائیل کی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی بھرتی ہو چکے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور صفحہ ۵ مورخہ ۷۵-۱۲-۲۹)

اور بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ :

> "شاید بہت سے لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ دسمبر ۱۹۷۱ء میں اندرونی سازش اور بیرونی جارحیت کے ذریعہ ڈھاکہ میں داخل ہونے والی ہندو افواج کا ڈپٹی کمانڈر ایک یہودی تھا"۔ (روزنامہ طاہر لاہور ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۷۵ء)

پاکستان میں مسیحی اقلیت کے صدر صوبہ خان کا یہ بیان بھی ذرا اس تناظر میں پڑھیئے :

> "ساٹھ لاکھ کی بھاری محب وطن اہل کتاب مسیح اقلیت کے حقوق و مفادات کا عملی تحفظ نہ کیا گیا تو ملک کی بنیادیں ہل جائینگی اور قادیانی فرقے کو اقلیت قرار دینے کی پاداش میں پاکستان کی مسلم اکثریت کو اپنی خوش فہمی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا"۔ (بحوالہ پاکستان

عیسائیت کی زد میں ۹-۴-۶ شائع کردہ دفتر مرکزیہ مجلس دعوۃ الحق ملتان)

میرے قادیانی دوستو ان تمام تحریروں سے ہمارا مقصد صرف آپکو یہ دکھانا ہے کہ آپکی جماعت کا مذہب اسلام سے کتنا تعلق ہے اور اسلام کے ازلی دشمنوں سے وہ کتنی نفرت کرتی ہے۔ ایک مسلمان کے ایمان کی کسوٹی یہ ہے کہ وہ اسلام اور اسکے شعائر اور شریعت محمدیہ کی عزت اور سربلندی سے خوش ہو اور اسلام کے ازلی دشمنوں کی فتح اور کامیابی سے اسے تکلیف پہنچے۔ کیا ان اقتباسات کی روشنی میں آپکو اپنی جماعت اور اپنے مقتدا مرزا صاحب میں یہ بات نظر آتی ہے۔ دوستو جنگ عظیم دوم میں جب خلافت عثمانیہ کے خلاف بغداد پر انگریزوں کا تسلط ہوا تو اس المناک حادثہ پر پورا عالم اسلام خون کے آنسو رو رہا تھا مگر آپکی جماعت قادیان میں چراغاں کر رہی تھی اور جشن منا رہی تھی اور آپکے مقتدا مرزا صاحب فرما رہے تھے :

> "میں مہدی ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علما کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق ہو عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں"۔ (قادیانی مذہب صفحہ ۷۴۱ طبع پنجم فصل ۱۴ نمبر ۱۳۱)

دوستو ہم خود اسپر کوئی تبصرہ نہیں کرینگے فیصلہ آپ ہی کی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

اب ایک کسوٹی اور رہجاتی ہے جس سے کسی بھی شخص کی بزرگی، دعویٰ اور کردار کو

پر کھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بزرگ اور مدعی کے زمانے کے دانشور، علما، صوفیا اور ہم عصر لوگ اسکے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں اسکو جھوٹا سمجھتے ہیں یا سچا، مثل بھی مشہور ہے زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔ اللہ کے سچے رسول ﷺ کے صداق وامانت کی گواہی دشمن بھی دیتے تھے اور حقیقی تعریف وہی ہے جو دشمن کے منہ سے نکلے ابھی آپکو نبوت بھی نہیں ملی تھی کہ اپنی قوم میں امین کے لقب سے آپ پکارے جاتے تھے۔ آج چودہ سو سال کے بعد بھی نہ صرف مسلمان بلکہ غیر قومیں بھی آپکے صدق واخلاص، شفقت ورحمت، بندگی اور عبدیت کی مثالیں دیتی ہیں۔ آیئے اس کسوٹی پر بھی مرزا صاحب اور انکے مذہب کو پرکھ کر دیکھتے ہیں۔ اسمیں غیر قادیانی حضرات کے تاثرات بھی ہیں اور انکے بھی جو پہلے قادیانی تھے پھر انکشاف حقیقت کے بعد مسلمان ہو گئے۔

مرزا صاحب اور قادیانی مذہب دنیا کی نظر میں

مفکر اسلام سید ابوالحسن ندوی:

مولانا تحریک قادیانیت کا حقیقت پسندانہ نظر سے تاریخی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں ''پھر یہ بھی دیکھیے کہ اس عالم اسلام میں جو پہلے ہی مذہبی اختلافات اور دینی لڑائیوں کا شکار تھا اور جس میں اب کسی نزع کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں تھی وہ (مرزا صاحب) نئی نبوت کا علم بلند کرتے ہیں اور جو اسپر ایمان نہ لائے اسکو کافر کہتے ہیں اس طرح وہ اپنے اور مسلمانوں کے درمیان ایک آہنی اور ناقابل عبور دیوار کھڑی کردیتے ہیں۔ جسکے ایک طرف انکے مریدوں کی ایک چھوٹی سے جماعت ہے جو چند ہزار افراد پر مشتمل ہے اور دوسری طرف پورا عالم اسلام ہے جو مراکش سے چین تک پھیلا ہوا ہے جس میں مسلمانوں کے عظیم ترافراد، صالح ترین جماعتیں اوز بہترین ادارے ہیں۔ اس طرح انھوں نے عالم اسلام میں بلا ضرورت ایسا انتشار اور ایسی نئی تقسیم پیدا کردی جس نے مسلمانوں کی مشکلات میں ایک نیا اضافہ اور عصر حاضر کے مسائل میں ایک نئی پیچیدگی پیدا کردی۔

اگر حکومت وقت (انگریزی حکومت) کی سرپرستی اور پشت پناہی نہ ہوتی تو یہ تحریک قادیانیت جس کی بنیاد زیادہ تر الہامات، خوابوں، تاویلات اور بے مغز نکتہ آفرینیوں پر ہے کبھی بھی اتنی مدت تک باقی نہیں رہ سکتی تھی جیسا کہ اس بر سر انحطاط سوسائٹی اور پراگندہ دماغ اور پراگندہ نسل میں رہ سکی۔ اسلام کی صحیح تعلیمات سے انحراف اور مخلص مجاھدین کی نامداری کی سزا خدا نے یہ دی کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر ایک نئے دینی طاعون کو مسلط کردیا اور ایک شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) کو ان کے درمیان کھڑا کردیا جو امت میں فساد کا بیج بو گیا''۔

(قادیانیت سے اسلام تک)

علامہ ڈاکٹر اقبال :

علامہ اقبال مرزا غلام احمد قادیانی کی متضاد بیانی اور کافرانہ عقائد کے متعلق لکھتے ہیں "بانی (بانی جماعت مرزا صاحب) کا اپنا استدلال جو قرون وسطیٰ کے متکلمانہ اسلوب سے بالکل ملتا ہے یہ ہے کہ اگر پیغمبر اسلام کی روحانیت کسی اور نبی کی تخلیق نہ کر سکے تو وہ خود ناقص ٹھرے گی۔ اسکا (مرزا صاحب کا) دعویٰ ہے کہ خود اسکی نبوت پیغمبر اسلام کی روحانیت کے تخلیق انبیا کی صفت سے متصف ہونے کا ثبوت ہے۔ لیکن اگر آپ اس سے مزید سوال کریں کہ کیا حضرت محمد (ﷺ) کی روحانیت ایک سے زیادہ نبیوں کی تخلیق کے قابل ہے تو اسکا جواب ہے "نہیں" اسکا حقیقی مفہوم یہ ہوگا "محمدؐ آخری نبی نہیں آخری نبی میں ہوں"۔

جہاں تک میں اسکی نفسیات کا مطالعہ کر سکا ہوں وہ اپنے دعویٰ نبوت کی خاطر جسے وہ پیغمبر اسلام کی تخلیقی روحانیت قرار دیتا ہے استعمال کرتا ہے اور پھر اسی لیے پیغمبر اسلام کی روحانیت کی تخلیقی صلاحیت کو صرف ایک نبی یعنی بانی تحریک احمدیہ (مرزا غلام احمد) کی تخلیق تک محدود کر کے انکی ختمیت کی نفی کرتا ہے۔ اس طرح یہ نیا نبی چپکے سے اس ذات کی ختمیت کو چرا لیتا ہے"۔

(Thoughts and Reflection of Iqbal, By A. Waheed)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ابتدائی ایام میں اسلام کے حق میں عیسائی پادریوں سے مناظرہ کیا کرتے تھے اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے پر تھے اور کسی قسم کا خلاف شریعت کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا تو انکے ہم عصر علما اور دانشور انکو اچھی نگاہ سے دیکھتے تھے ان میں ڈاکٹر اقبالؔ بھی تھے مگر جب مرزا صاحب نے مسیحت اور نبوت کا نعرہ لگایا تو اس وقت علامہ اقبال پر کیا اثر ہوا علامہ لکھتے ہیں :

"میں قادیانی تحریک کے بارے میں اس وقت شکوک و شبہات کا شکار ہو گیا جب نئی نبوت کا دعویٰ جو بانی اسلام کی نبوت سے بھی بڑھکر ہے قطعی طور پر پیش کیا گیا اور پوری مسلم دنیا کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں میرا شک اس وقت عملی بغاوت میں بدل گیا جب میں نے خود اپنے کانوں سے تحریک قادیانی کے ایک پیرو کار کو پیغمبر اسلام کا ذکر توہین آمیز لہجے میں کرتے سنا"۔

(Thought and Reflection of Iqbal)

جسٹس میاں محبوب احمد :

لاہور ہائی کورٹ نے چیف جسٹس میاں محبوب احمد قادیانی مذہب کے بانی کے متعلق فرماتے ہیں :

"عقیدہ ختم نبوت اسلامی ایمانیات کا بنیادی حصہ ہی نہیں تاریخ تمدن انسانیت کا پر جمال کمال بھی ہے۔ جب تک انسانی معاشرہ عالمگیر بنیادوں پر استوار نہیں ہوا تھا اور انسانی عقل و شعور نے ارتقا کی منزلیں سر نہیں کی تھیں ہر سو جہالت کی گھپ اندھیری رات تھی جسے اجالنے کیلئے مختلف ادوار میں وحی کے چراغ جلتے رہے۔ نبوت کے ستارے ابھرتے رہے اور رسالت کے چاند طلوع ہوتے رہے انکی روشنی چمکی اور خوب چمکی مگر ضلالت کی شب تاریکی اس وقت تک سحر نہ ہوئی جب تک نبوت کے آفتاب جہاں تاب "سراج منیر" نے طلوع اجلال نہ فرمایا۔ انکے ظہور قدسی سے سارے اندھیرے چھٹ گئے اور رب کائنات نے اعلان فرمادیا کہ اس آفتاب نبوت کی روشنی سارے جہانوں میں رحمت بنکر پھیلے گی۔ انکی نبوت کسی قریہ کسی کوچہ یا سال و صدی تک محدود نہیں بلکہ تمام انسانیت، تمام

زمانوں کے لئے اب انھیں کے در اقدس سے فیض حاصل کرے گی۔ اس پیغمبر کائنات ﷺ کو خاتم النبین کہا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اب انسانی تہذیب عالمگیر وحدت کی طرف بڑھے گی اور انسانی شعور اپنے کمال کو پہنچے گا۔

سراج منیر کے طلوع کے بعد بھی اگر کوئی سمجھتا ہے کہ کسی چراغ یا ستارے کی ضرورت ہے تو اسے اپنی عقل کا علاج کرانا چاہیئے اور اگر حضور ختم المرسلین ﷺ کی تشریف آوری کے بعد بھی کوئی کسی اور نبی کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو اسکا خرمن ایمان یقیناً جل کر خاکستر ہو چکا ہے۔

ہر شخص اور ہر اس شخص کے ماننے والے جنہوں نے اسلامی عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کیا ہے نہ صرف انھوں نے اپنے ایمان تباہ کئے ہیں بلکہ ملت اسلامیہ کو نا قابل تلافی نقصان بھی پہنچایا ہے۔ قادیانی مذہب نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اسلام انسانی تہذیب کو اعلیٰ منزلوں کی طرف لیجانا چاہتا ہے لیکن انھوں نے ان راستوں کو روکنے کی کوشش کی ہے۔ میری نظر میں یہ لوگ (قادیانی جماعت) اسلام اور انسانیت دونوں کے دشمن ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی کوششیں قبول فرمائے جو سنت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو تازہ کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے سرگرم عمل ہیں"۔

(قادیانیت میری نظر میں)

ایک اور جگہ جسٹس محبوب احمد عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اور قادیانی مذہب کا بطلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے جسکی پاسبانی کا فریضہ اس امت پاک کے سپرد کیا گیا ہے۔ ہم اپنے قلم سے اپنے عمل سے اپنے آنسوؤں سے اور اپنی محبت

کے چراغوں سے اسکی پاسبانی کا حق ادا کرتے ہیں۔ اسی فریضے کی ادائیگی سے اس دنیا کا جمال اور وقار وابستہ ہے جسے اسلامی دنیا کہتے ہیں۔

آج جبکہ فتنوں کا دروازہ کھل چکا ہے اور بلائیں ختم نبوت کے تصور پر بھیس بدل کر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ اسکی حفاظت کیلئے سینہ سپر ہو جانا چاہیئے اور مجھے یقین ہے اس سعادت کے حصول میں پاکستان صف اول میں ہو گا اور میدان حشر میں انشاء اللہ جب آقائے دو جہاں یہ سوال فرمائینگے کہ جب میری ناموس نبوت زد پر تھی تو تم نے کیا کردار ادا کیا تھا۔ اس وقت اہل پاکستان اپنے الفاظ کا نذرانہ بھی پیش کرینگے اور اپنے لہو کا تحفہ بھی۔ خدا سے دعا ہے اس فہرست عاشقان نبی میں کہیں آپکا نام بھی درج ہو اور کہیں اس عاجز کا نام بھی لکھا ہو۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جو جھولی پھیلا کر خدا کی بارگاہ سے طلب کی جا سکتی ہے اور بے شک وہ سمیع و بصیر ہے"۔ (عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی اثرات از جسٹس میاں محبوب احمد)

مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر کے تاثرات :

"اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ عرصہ دراز سے قادیانی ملک کے اندر اور باہر یہودی لابی سے مل کر پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے مغربی ممالک کی طرف سے طرح طرح کی روکاوٹیں اور بے جا پابندیاں پیدا کرا کے ہماری فنی ترقی کو مفلوج بنانے میں مشغول ہیں"۔

(قادیانیت ہماری نظر میں از محمد متین خالد)

ساری دنیا کی اسلامی تنظیمیں اور حکومتیں کیا کہتی ہیں :

ساری دنیا کی اسلامی تنظیموں کی عالمی کانفرس جو ۱۴ تا ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ (اپریل ۱۹۷۴ء) رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ سعودی عرب میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں اور حکومتوں کے ایک سو چالیس (۱۴۰) نمائندہ وفود شریک ہوئے تھے اس کانفرس نے قادیانیوں کے بارے میں جو قرار داد اتفاق رائے سے منظور کی تھی وہ یہ ہے :

'قادیانیت یا احمدیت' یہ ایک ایسا تخریبی گروہ ہے جو اپنے ناپاک مقاصد کو چھپانے کیلئے اسلام کا نام استعمال کرتا ہے مگر اسکے بنیادی امور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں اور وہ یہ ہیں :

۱) اسکے بانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

۲) یہ جماعت قرآن کریم کی آیات میں تحریف کرتی ہے۔

۳) یہ جہاد کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

قادیانیت برطانوی سامراج کی پروردہ ہے اور یہ اسی کی حمایت اور سرپرستی میں ترقی کررہی ہے۔ یہ امت مسلمہ کے مسائل اور معاملات میں خیانت کرتی رہی ہے اور سامراج اور یہودیت کی وفادار ہے۔ قادیانیت اسلام دشمن قوتوں سے تعاون کرتے ہوئے اسلامی عقائد اور تعلیمات کو مسخ کرنے اور ان میں تحریف کرنے کیلئے انکے آلہ کار کے طور پر کام کرتی ہے اور ان مقاصد کیلئے قادیانی جماعت یہ ذرائع اختیار کرتی ہے :

ا۔ اسلام دشمن عناصر اور طاقتوں کی مدد سے ایسی عبادت گاہوں کا قیام جن میں گمراہ کن قادیانی عقائد وافکار کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۲. اسکول ادارے اور یتیم خانے قائم کر کے لوگوں کو قادیانیت کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی تعلیم دینا۔ علاوہ ازیں قادیانی مختلف عالمی اور مقامی زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ تراجم کی اشاعت کرتے ہیں۔

ان خطرات کا مقابلہ کرنے کیلئے یہ کانفرس سفارش کرتی ہے کہ :

ا۔ تمام اسلامی تنظیمیں اس بات کا اہتمام کریں کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کو انکے اسکولوں اداروں اور یتیم خانوں کے اندر محدود کیا جائے۔ نیز مسلمانان عالم کو ان کے ہتھکنڈوں سے بچانے کیلئے عالم اسلام کو انکی حقیقت اور سرگرمیوں سے آگاہ کیا جائے۔

۲۔ اس جماعت کے اسلام سے خارج ہونے اور کافر ہونے کا اعلان کیا جائے اور اسی وجہ سے مقدس مقامات میں انکا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔

۳۔ مسلمان قادینیوں کے ساتھ کوئی لین دین نہ کریں۔ نیز انکا معاشی، سماجی اور تعلیمی بائیکاٹ کیا جائے۔ ان سے شادی بیاہ نہ کیا جائے اور نہ انکو مسلمانون کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ان سے ہر طرح کافروں جیسا سلوک کیا جائے۔

۴۔ تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ نبوت کے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکیں اور انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور حکومت کی کلیدی آسامیوں پر انکا تقرر نہ کریں۔

۵۔ قرآن کریم میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں اور انکے تراجم کی تحریفات سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور اسکی مزید اشاعت کو روکا جائے۔

۶۔ اسلام سے منحرف ہونے والے تمام گروہوں سے قادیانیوں جیسا سلوک کیا جائے۔

(ماخوذ از "قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے")

اسکے علاوہ مسلمانوں کے تمام ممالک کے علما کرام اور مشائخ عظام نے مرزا صاحب کو انکے باطل عقائد کی بنا پر ابتدا ہی سے کفر ارتداد اور زندقہ سے تعبیر کیا ہے۔ آخر میں مشرق وسطیٰ کے ایک وسیع النظر مصنف محمد محمود الصواف کی کتاب "المخططات الاستعماریہ لمکافحتہ الاسلام" سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ قادیانی مذہب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "قادیانی مذہب سب سے اکفر اور خسیس ترجماعت ہے جسے ستم پیشہ انگریز نے ہندوستان میں اپنے تسلط کے دوران پروان چڑھایا۔ یہ کافر ٹولہ ہمیشہ زمین میں فساد برپا کرتا رہا ہے اور ہر میدان میں اسلام کی عداوت و مخالفت اسکا شعار رہا ہے۔ خصوصاً افریقہ میں اسکی سرگرمیاں بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں مجھے افریقہ کے ملک 'یوگنڈہ' سے خط ملا ہے جس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب "حمامتہ البشریٰ" بھی تھی جو وہاں بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی اور جو کفر و ضلال سے بھری ہوئی ہے۔
>
> یہ خط مجھے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے داعی اور رہنما نے وہاں سے لکھا تھا جس میں انھوں نے تحریر کیا تھا کہ:
>
> "یہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں ہمارے لئے اور اسلام

کے لئے سخت تشویش کاباعث ہیں۔ انکا معاملہ یہاں نہایت سنگین صورت اختیار کر گیا ہے اور انکی تبلیغی سرگرمیاں نہایت شدت سے جاری ہیں۔ یہ لوگ یہاں اتنی دولت خرچ کررہے ہیں کہ جس کا حساب نہیں اور اس امر میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ یہ مال ودولت سامراج اور اسکے مشنری اداروں کا ہے اور مجھے باوثوق ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ وہاں حبشہ کے 'عدلیس لبابا' میں انکاایک مظبوط مشن کام کررہاہے جسکا سالانہ خرچ ۳۵ ملین ڈالر ہے اور یہ مشن وہاں اسلام کامقابلہ کرنے کیلئے قائم کیا گیاہے"۔ (کتاب المخططات الاسلامیہ صفحہ ۳۴۴ طبع اول)

دوستو کتاب کی طوالت کے خوف سے ہم اتنے ہی بیانات پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو ساری دنیا کی اسلامی تنظیموں کی عالمی کانفرس جس میں ایک سو چالیس اسلامی ممالک اور تنظیموں کے وفود شامل تھے گویا ساری دنیا کے مسلمانوں کی نمائندہ تھی جس نے مرزا غلام احمد کے عقائد کو خلاف اسلام اور کفر و زندقہ سے تعبیر کیاہے۔ اس سلسلے میں بہت کافی ہے۔

اب کچھ ان لوگوں کے بیانات بھی سن لیجئے جو ایک لمبی مدت تک مرزا صاحب کے عقیدت مند رہے لیکن جب انکے عقائد باطلہ خلاف اسلام ان عقیدت مندوں کے سامنے آئے توانکی آنکھیں کھلیں اور وہ فوراً مرزا صاحب سے تعلق قطع کر کے اور تجدید توبہ کر کے مسلمان ہوگئے۔ صرف چند اقتباسات پر ہم اکتفا کرینگے۔ سنیئے :

"میں حکیم مولوی نظیر احسن بہاری حلفیہ شرعی قسم

کھا کر کہتا ہوں کہ میں زمانہ دراز تک مرزا صاحب کے فریب کا نیک نیتی سے دلدادہ رہا ہوں اور میں انکا قدیم مزاج شناس ہوں اور انکے تمام راز باطنی کا میں محرم راز ہوں اور قادیان کی خوب ہوا کھائے ہوئے ہوں۔ ذرا ذرا حال حضرت جی کا (مرزا صاحب کا) میرے سینہ بے کینہ میں بھرا ہوا ہے۔

الغرض جب مرزا صاحب نے حد سے گذر کر نبوت کے دروازے کو کھٹکھٹانا شروع کیا تو سب سے پہلے منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ لاہور، ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب اسٹنٹ سرجن پٹیالہ، حکیم مولوی مظہر حسین صاحب لدھیانہ، سید عباس علی صاحب رئیس صوبہ دار میجر امیر شاہ صاحب وغیرہ سینکڑوں اہل علم اور واقف کار صحبت دیدہ لوگ اور اسکے بعد اس راقم نے بھی مرزا صاحب کے دام تزویر سے علیحدہ ہو کر اور مرزا صاحب کو ملحد اور مرتد اسلام سمجھ کر ان کے مذہب جدیدہ پر لعنت بھیج کر الحمد للہ علیٰ احسانہ ان کے فریب سے نجات پائی"۔ (مسیح دجال کا سربستہ راز از حکیم مولوی نظیر احسن صاحب)

مرزا صاحب کے ایک اور خاص مقرب بارگاہ مولوی محمد احسن صاحب اس جماعت قادیانی کے عقائد باطلہ سے اپنی بریت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں :

"صاحبزادہ بشیر الدین محمود بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہر گز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی جماعت

کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اسلئے میں اس خلافت سے جو ارادی ہے سیاسی نہیں صاحبزادہ صاحب کو اپنی طرف سے عزل کر کے عند للہ اور عند الناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کو یہ اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے یہ عقائد ہیں:

۱. سب اہل قبلہ اور کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں۔

۲. حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کامل حقیقی نبی ہیں۔ جزوی نبی یعنی محدث نہیں۔

۳. اسمہ احمد کی پیش گوئی محمد ﷺ کیلئے نہیں بلکہ مرزا صاحب کیلئے ہے اور اسکو ایمانیات سے قرار دینا۔ ایسے عقائد اسلام میں ایک خطرناک فتنہ کا سبب ہیں جسکے دور کرنے کیلئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی (قادیانی) کا فرض اولین ہے یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں بلکہ اسلام پاک کے اصولوں پر حملہ ہے"۔ (اعلان منجانب مولوی سید محمد احسن قادیانی۔ منقول از آئینہ کمالات مرزا)

<u>لاہوری جماعت کا اخبار "پیغام صلح" لکھتا ہے:</u>

"فرمایئے نئے مذہب کے سر پر کیا سینگ ہوا کرتے ہیں۔ ایمانیات میں نئے نبی اور نئی کتاب کا اضافہ، ارکان شریعت میں ایک حج کا اضافہ، خلافت میں مطاع الکل کا اضافہ، پرانی رسالت محمدیہ اور پرانے اسلام یعنی کلمہ سابق کی منسوخی اور نئی رسالت احمدیہ اور نئے اسلام کا اضافہ اور ابھی "ظلی" کا

لفظ سلامت رہے خدا جانے کس کس چیز کا اضافہ ہوتا جائیگا نیا مذہب صاف بنتا نظر آرہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے جس طرح عیسائیت کے غلو نے اپنے آپکو یہودیت یعنی موسویت سے الگ کر کے ایک نیا مذہب بنالیا اسی طرح یہ محمودیت (خلیفہ محمود) جو در حقیقت عیسوی غلو کا ایک رنگ میں مظہر ہے اپنے آپ کو پرانے امام سے علیحدہ ایک مذہب بنا کر ہمیشہ کیلئے الگ نہ ہو جائے"۔ (پیغام صلح جلد ۲۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

خود قادیانیوں کا اخبار الفضل شکایت کے طور پر لکھتا ہے:

"مولوی عبد للہ صاحب نے اپنے مکان پر اچھے خاصے مجمع کے روبرو اور غیر مبایعین کے مبلغوں کی موجودگی میں علی الاعلان کہا کہ مرزا صاحب کے وجود سے اسلام کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا نقصان پہنچا ہے۔ انکی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ بڑھ گیا ہے۔ انکے بیانات اور اقوال میں سینکڑوں غلطیاں ہیں۔ انکے الہامات مشتبہ ہیں۔ انکی بہت سی پیشن گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں اور بعض پیشن گوئیوں کا تصریح کے ساتھ ذکر کرکے انکی تکذیب کی اور ایک پیشن گوئی کے متعلق تو یہاں تک کہا کہ اسکے جھوٹا ہونے پر زمین آسمان گواہ ہیں اور کہا کہ مرزا صاحب کے جھوٹا ثابت ہونے میں نہ صرف کوئی نقصان نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے"۔ (اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۴ جلد ۱۷ صفحہ ۱۰ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء)

لاہوری جماعت کے محمود علی صاحب خلیفہ قادیان محمود احمد سے سوال کرتے ہیں:

"آخر آپ مرزا صاحب کا کیا کریکٹر دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ نبی تو

آپ جب ہنائینگے دیکھا جائیگا پہلے ایک متین کریکٹر کا انسان تو رہنے دیجئے۔
اب میاں صاحب خود انصاف کریں کہ یہ کیسا نبی ہے۔ نبوت سے پہلے تو اخلاق کی ضرورت ہے۔ دوسرے مجدد دین کی وہ ہتک کی گئی کہ مرزا صاحب کے مقابل انکو عوام الناس کی طرح ٹھہرایا گیا اور مرزا صاحب کی اپنی یہ عزت ہو رہی ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک"۔ (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۹۳ مصنفہ محمد علی امیر جماعت لاہور)

ایک دلچسپ اور عبرتناک مقابلہ پیشن گوئی

آخر میں ایک بڑے عبرتناک اور دلچسپ مقابلہ پیشن گوئی جو مرزا صاحب اور انکے ایک مرید ڈاکٹر عبدالحکیم جو مرزا صاحب کے قریبی ساتھیوں اور عقید تمندوں میں سے تھے کے درمیان ہوا جس میں عبدالحکیم کی پیشن گوئی سچی نکلی اور اسکے مطابق مرزا صاحب کی موت واقع ہوئی اور ڈاکٹر عبد لحکیم مرزا صاحب کی پیشن گوئی کے خلاف کافی عرصے زندہ رہے۔ سنیئے اور عبرت حاصل کیجئے :

مرزا صاحب کہتے ہیں "اس امر سے اکثر لوگ واقف ہونگے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم جو بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ "مسیح الدجال" میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر اور حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن، شکم پرست، نفس پرست، مفسد اور مفتری اور خدا پر جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔

میاں عبدالحکیم نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشن گوئی بھی

صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ یہ شخص (مرزا غلام احمد) تین سال کے عرصے میں فنا ہو جائیگا۔ میں نے انکی پیشن گوئی پر صبر کیا مگر آج ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء ہے اسکا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نور الدین کے نام آیا اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے مجھے اس شخص (غلام احمد قادیانی) کے ہلاک ہونے کی خبر دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائیگا۔ جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں (مرزا صاحب) بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اسکی (یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کی) نسبت مجھ پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کردوں اور در حقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر در حقیقت میں خدا کے نزدیک جھوٹا ہوں اور ۲۵ برس سے خدا پر افترا کر رہا ہوں لوگوں کا مال بد دیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بد کرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بد کرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تاکہ لوگ میرے فتنے سے نجات پائیں۔

اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دیگا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ اسلئے میں عبد الحکیم کی پیشن گوئی جو میری نسبت ہے اور اسکے مقابل جو خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے ذیل میں لکھتا ہوں اور اسکا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں :

الف) عبد الحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی پیشن گوئی میری نسبت یہ ہے "مرزا کے خلاف ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف

کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ (کانا دجال صفحہ ۵۰)

ب) اسکے مقابل وہ پیشن گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عبد الحکیم کی نسبت مجھے (یعنی مرزا صاحب کو) معلوم ہوئی اسکے الفاظ یہ ہیں "خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔" رب فرق بین صادق کاذب انت تری کلّ مصلح و صادق" یعنی (اے میرے رب صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے)"۔ (مرزا صاحب کا اشتہار "خدا سچے کا حامی ہو" مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء)

میرے بے خبر قادیانی دوستو! ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے مرزا صاحب کے اس اشتہار کے جواب میں اعلان کیا:

"اللہ تعالیٰ نے مرزا کی شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں تین سالہ میعاد (مرزا کی زندگی کی) میں سے جو جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوئی تھی ۱۰ دس مہینے ۱۱ دن اور کم کر دیئے ہیں اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا ہے کہ "مرزا آج سے چودہ مہینے کے اندر بہ سزائے موت ھاویہ (جہنم کا ایک طبقہ) میں گرادیا جائیگا"۔

اسکے جواب میں پھر مرزا صاحب نے ایک اشتہار بنام "تبصرہ" شائع کیا جس میں خدا کا یہ کلام درج تھا:

"اپنے دشمن سے کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کریگا۔ اور تیری (مرزا صاحب

کی) عمر کو بھی بڑھاؤنگا یعنی دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم) جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے صرف چودہ مہینے تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن پیشن گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا ثابت کرونگا اور تیری عمر کو بڑھاؤنگا تاکہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر اک امر میرے اختیار میں ہے"۔ (مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۱، مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۹۱)

دوستو خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مرزا غلام احمد قادیانی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی پیشن گوئی کے عین مطابق میعاد مقررہ کے اندر ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب بعد کو برسوں زندہ اور خوش و خرم رہے۔ (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ)

دوستو یہ ایک مختصر سا خاکہ اسبات کا تھا کہ دنیا مرزا صاحب کی بزرگی، مسیحت اور نبوت کے متعلق کیا رائے رکھتی ہے۔ اس کسوٹی پر آپ نے مرزا صاحب کو کیسا پایا اور اس آئینے میں آپکو مرزا صاحب کی شکل کیسی لگی اسکا فیصلہ ہم آپکی عقل سلیم پر چھوڑتے ہیں۔

دوستو یہ تو مرزا صاحب اور انکے مذہب کے بارے میں شخصیات اور افراد کے تاثرات اور خیالات تھے اب دیکھتے ہیں کہ حکومتوں اور اداروں کی نظر میں یہ مذہب کیا حیثیت رکھتا ہے۔ حکومتوں کے متعلق تو اتنا بتا دینا کافی ہے کہ حکومت پاکستان، حکومت سعودی عربیہ، ساؤتھ افریقہ، لیبیا وغیرہ کی حکومتوں نے قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دیا ہے بعض حکومتوں میں مثلاً سعودی عرب میں انکا داخلہ بند ہے اور اداروں میں سب سے بڑا اور معزز اور غیر جانبدار ادارہ قانون کی عدالت ہے جس میں ہر مسئلہ پر سیر حاصل بحث و مباحثہ ہوتا ہے اور دونوں

فریقوں کو اپنے اظہار خیال کی مکمل آزادی ہوتی ہے اور ایک نہیں کئی جج اپنے اپنے طور پر فیصلہ کرتے ہیں پھر اتفاق رائے اور کثرت رائے سے فیصلہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگست ۱۹۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی میں دس روز تک قادیان مذہب کے متعلق قادیانی خلیفہ مرزا ناصر سے بحث و مباحثہ کے بعد اور خلیفہ ناصر کے اپنے عقائد باطلہ کے اقرار کے بعد اکثر رائے سے قادیانی جماعت کو خارج از اسلام قرار دیا گیا اور اس کے مطابق آئین بنایا گیا۔ اسکے بعد قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت کی طرح پر امن زندگی بسر کرنا چاہیئے تھی مگر اس فیصلہ کو قبول نہ کرتے ہوئے اس جماعت نے بہت شور و غل مچایا کبھی انسانی حقوق، کبھی بنیادی حقوق، کبھی مذہبی آزادی اور بین الاقوامی حقوق کی آڑ لیکر پھر سے فتنہ و فساد کا ایک نیا باب کھول دیا۔ اہل اسلام نے اعلیٰ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹایا دونوں فریق اپنے اپنے وکلا اور دلائل کے ساتھ عدالتوں میں پیش ہوتے رہے مگر قادیانی جماعت اپنے بے بنیاد اصول اور خود ساختہ کافرانہ عقائد کی وجہ سے کسی عدالت میں بھی سرخرو نہ ہو سکی چنانچہ جیسے کہ ہم نے ابتدا میں بھی لکھا کہ ۱۹۸۱ سے لیکر ۱۹۹۳ تک امتناع قادنیت آرڈیننس، شعائر اسلام استعمال کرنا، کلمہ طیبہ کا بیج لگانا، ربوہ میں صد سالہ جشن، توہین رسالت و اہل بیت قادیانی مذہب کو اسلام کا مذہب کہنا۔ مسلم اکثریت والے گاؤں میں نمبردار قادیانی نہیں ہو سکتا۔ کے مقدمے لاہور، کوئٹہ ہائی کورٹ، سپریم کورٹ، وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ شریعت اپیل بینچ میں جو لڑے گئے ان سب میں پچیس (۲۵) فاضل جج صاحبان نے سماعت کی اور ہر کورٹ سے قادیانی جماعت کو مورد الزام ٹھہرایا گیا اور انھیں خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ جج صاحبان کے نام یہ ہیں :

وفاقی شرعی عدالت 1984	**سپریم کورٹ آف پاکستان 1998**
جناب جسٹس فخر عالم جناب جسٹس چودھری محمد صدیق جناب جسٹس مولانا ملک غلام علی جناب جسٹس مولانا عبدالقدوس ہاشمی	جناب جسٹس محمد افضل ظلہ جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری جناب جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی جناب جسٹس نسیم حسن شاہ جناب جسٹس شفیع الرحمٰن
لاہور ہائی کورٹ 1987	**کوئٹہ ہائی کورٹ 1987**
جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ	جناب جسٹس امیر الملک مینگل
لاہور ہائی کورٹ 1991	**لاہور ہائی کورٹ 1992**
جناب جسٹس خلیل الرحمٰن	جناب جسٹس میاں نذیر احمد
لاہور ہائی کورٹ 1981	**لاہور ہائی کورٹ 1982**
جناب جسٹس گل محمد خاں	جناب جسٹس میاں محبوب احمد
وفاقی شرعی عدالت 1991	**سپریم کورٹ آف پاکستان 1993**
جناب جسٹس گل محمد خان جناب جسٹس عبدالکریم خاں کندی جناب جسٹس عبادت یار خان جناب جسٹس فدا محمد خاں	جناب جسٹس شفیع الرحمٰن جناب جسٹس عبدالقدیر چودھری جناب جسٹس محمد افضل لون جناب جسٹس ولی محمد جناب جسٹس سلیم اختر

مرزا صاحب بہ حیثیت مجرم عدالت کے کٹہرے میں:

مندرجہ بالا حقائق تو مرزا صاحب کے مذہب کے سلسلے میں تھے مگر آپکو یہ سنکر حیرت ہو گی کہ مرزا صاحب بہ حیثیت اخلاقی مجرم بھی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو چکے ہیں۔ دو تین واقعات سن لیجئے :

۱۔ مرزا صاحب نے اپنی طبعی جبلت کے تحت مولانا کرم الدین صاحب جہلم کے حق میں ناشائستہ زبان استعمال کی تھی۔ مولانا نوجوان تھے انھوں نے مرزا صاحب کو عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا اور جہلم میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دیا۔ قادیانی جماعت نے یہ مقدمہ جہلم سے گورداسپور کی عدالت میں منتقل کرالیا۔ یہ مقدمہ ایک طویل عرصے تک مرزا صاحب اور انکی جماعت کیلئے تماشائے عبرت بنا رہا۔ بالآخر عدالت نے مرزا صاحب کو مجرم قرار دیتے ہوئے ان پر جرمانہ عائد کیا جو عدالت بالا میں قادیانی جماعت کی اپیل پر معاف کر دیا گیا۔ اس مقدمے کی دلچسپ روائداد اس زمانے کے سراج الاخبار جہلم اور دیگر اخبارات میں شائع ہوتی رہی اور بعد میں "تازیانہ عبرت" کے نام سے کتابی شکل میں بھی شائع ہوئی۔

۲۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک (Dr. Martin Clark) کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی پر زیر دفعہ 107 ضابطہ فوجداری اگست 1897ء میں خوب زور شور سے ایک فوجداری مقدمہ چلا اسکی مکمل مسل مرزا صاحب کی کتاب "کتاب البریہ" میں درج ہے اس مقدمے کا جو فیصلہ ہوا وہ بھی کافی عبرت آموز ہے۔ اس فیصلہ کا آخری حصہ ہم نقل کرتے ہیں :

"ہم اس موقعہ پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جسکو انھوں نے خود

پڑھ لیا ہے اور اس پر دستخط بھی کر دیے ہیں۔ باضابطہ طور پر متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں عدالت کے روبرو پیش ہوئی ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسنے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں جن سے ان لوگوں کی لبذا مقصود ہے جو اسکے مذہبی خیالات کو نہیں مانتے۔

جو اثر کہ اسکے بے علم مریدوں کو اسکی باتوں سے ہوگا اسکی ذمہ داری ان ہی پر ہوگی اور ہم انھیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کرینگے وہ قانون کی زد سے بچ نہیں سکتے"۔ (دستخط ایم.ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور ۲۳، اگست ۱۸۹۷ء)

اسپر مرزا صاحب نے ایک اقرار نامہ عدالت میں داخل کرایا:

عدالتی اقرار نامہ:

اقرار نامہ مرزا غلام احمد قادیانی مقدمہ فوجداری اجلاس مسٹر جے. ایم. ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ ۲۵ فروری ۱۸۹۹ء نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ ۳ / اسرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم، الزام زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری۔

مرزا کا اقرار نامہ:

میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالٰی باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

۱) میں ایسی پیشن گوئی شائع کرنے سے پرہیز کرونگا جسکے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جائیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی اجتناب کرونگا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں سچا اور جھوٹا کون ہے۔

۳) میں کسی چیز کو الہام بتاکر شائع کرنے سے اجتناب کرونگا جسکا یہ منشا ہو کہ فلاں شخص ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہو گا۔

۴) جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر کچھ میرا اثر یا اختیار ہے ترغیب دونگا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں جس طریق پر میں نے کاربند ہونے کا دفعہ نمبر ا تا ۵ میں اقرار کیا ہے۔

العبد	گواہ شد
مرزا غلام احمد قادیانی	خواجہ کمال الدین بی. اے. ایل ایل بی
	دستخط جے. ایم. ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
	۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

دوستو آپکے نبی کے اس جرم پر ہم کیا تبصرہ کریں بہتر ہوگا آپ اپنے ہی لوگوں کا تبصرہ سن لیں:

> "کیا وہ پہلے انبیا بھی ایسے ہی محکوم ہوتے تھے کہ حکومت کے خوف سے آئندہ کیلئے انذاری (ڈرانے والی) پیشن گوئیاں موت وغیرہ کے متعلق کرنے سے رک جایا کرتے تھے کہ آئندہ ہم موت کی پیشن گوئی کسی کی نہیں کرینگے خدا کی گورنمنٹ زبردست ہے یا انسان کی۔ پہلے مسیح نے تو سولی قبول کی مگر کلمہ حق پہچانے سے انکار نہیں کیا۔ مگر اپنے من

حضرت نبی کے حالات سے تم خود ہی واقف ہو ہمیں تشریح
کرنے کی حاجت نہیں"۔ (لاہور جماعت کا اخبار پیغام صلح
لاہور مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

میرے قادیانی دوستو ہم جانتے ہیں کہ یہ تلخ واقعات آپکی نظر سے نہیں گذرے ہونگے آپکو وہ باتیں بتائی جاتی ہیں جس سے آپکی عقیدت قادیانی مذہب اور اسکے بانی غلام احمد قادیانی سے مستحکم تر ہوتی ہے۔ ابتدائی زمانے میں قادیانی بچوں کی برین واشنگ کس طرح کی جاتی تھی یہ بھی لگے ہاتھوں سن لیجئے:

<u>قادیان یا ربوہ میں بچوں کی برین واشنگ :</u>

زیڈ. اے. سلہری مشہور صحافی جو قادیانی خاندان میں پیدا ہوئے مگر خدا کی توفیق سے بہت جلد تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اپنے بچپن کے حالت میں لکھتے ہیں:

"اب جو قادیان کی زندگی پر غور کرتا ہوں تو وہ عجب عالم بے خبری میں گذری معلوم ہوتی ہے۔ بیشک جیسے جیسے میری عمر بڑھتی گئی مجھے محسوس ہوتا گیا کہ قادیان کوئی معمولی قصبہ یا گاؤں نہیں وہاں بعض اوقات سالانہ جلسے کے دنوں میں خاص گہما گہمی ہوتی تھی۔ باہر سے ہزاروں لوگ آتے اور ہم لڑکے انکی خدمت پر مامور رہتے۔ میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ مذہبی ارکان بجالاتا لیکن میں قادیانیت کے انوکھے مفہوم سے ناواقف رہا۔ میں نے اکثر خلیفہ محمود کا خطبہ جمعہ سنا انکی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ قادیانی کوئی خاص مخلوق ہیں۔ ہم

زندہ مسلمان ہیں اور غیر قادیانی مردہ مسلمان ہیں یہ انکا خاص موضوع ہوتا تھا اور کبھی قادیان سے باہر جانے کا اتفاق ہوتا تو اس قول کی بازگشت سنائی دیتی تھی۔

قادیانیوں کو میں نے شروع ہی سے مسلمانوں سے الگ پایا۔ مثلاً قادیان میں ہمارا ان چند مسلمان گھرانوں سے کوئی واسطہ نہ تھا جو وہاں رہتے تھے۔ قادیان کا ایک بازار "بڑا بازار" کہلاتا تھا اس میں زیادہ تر ہندوؤں اور مسلمانوں کی دوکانیں تھیں۔ جب میں اس بازار سے گذرتا تو ایک سبزی کی دوکان پر کھڑا ہو جاتا جسکا بیٹا میرا ہم جماعت تھا۔ مجھے میری اس حرکت پر ڈانٹ پلائی گئی کہ میں کسی غیر احمدی سے باہر کیوں تعلق رکھتا ہوں"۔

بشیر احمد مصری قادیان میں پیدا ہوئے بڑے قابل پڑھے لکھے آدمی تھے انکے خاندان کے ساتھ خلیفہ قادیان محمود احمد نے جو ناروا سلوک کیا اور انکی عورتوں کی جس طرح انے عصمت دری کی وہ ایک بڑی لمبی داستان ہے مختصر یہ کہ یہ تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اپنے حالت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں ۱۹۱۴ء میں سوئے اتفاق سے قادیان میں پیدا ہوا۔ میری پیدائش کی جگہ کا حادثہ میری ۴۷ سالہ زندگی میں کلنگ کا ٹیکہ بنا رہا۔ بچپن میں مجھے یہ ذہن نشین کرایا گیا کہ احمدیوں کے علاوہ دنیا بھر کے سب مسلمان کافر ہیں۔ یہ درس و تدریس اس انتہا تک تھی کہ خدا کی ذات پر ایمان بھی نہیں

ہو سکتا جب تک کہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد کی نبوت پر ایمان نہ ہو۔ نیز یہ کہ مرزا کے جانشین ہی اب بندے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہیں......"۔

ملک محمد جعفر خان یہ بھی قادیانی خاندان میں پیدا ہوئے لکھتے ہیں :

"مذہب کے بارے میں احمدی نوجوان دوسرے مسلمانوں سے زیادہ بے علم ہیں۔ اسکی کئی وجوبات ہیں۔ علم کی جستجو شک سے پیدا ہوتی ہے اور شک کو وجود میں لانے کیلئے ایک طرح کی آزادی فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ احمدیت (قادیانیت) نے مذہبی معاملات میں اپنے ماننے والوں کی آزادی فکر سلب کرلی ہے۔ یہ بات احمدیت سے خاص نہیں جہاں بھی پیر پرستی ہوگی وہاں یہی حال ہوگا اور احمدیت پیر پرستی کی معراج ہے"۔

مرزا محمد سلیم اختر دس برس تک قادیانیت کے مبلغ رہے بعد میں تائب ہوکر مسلمان ہوگئے لکھتے ہیں :

"ربوہ میں قادیانیوں کی ایک دینی درسگاہ ہے جسکا نام 'جامعہ احمدیہ' ہے۔ جب میں دینی تعلیم کے حصول کی خاطر اس میں داخل ہوا تو جو نقشہ مجھے اس درس گاہ کے مبلغین کا بتایا گیا تھا وہ اس سے بہت مختلف تھے۔ طلبہ کی ایک خاصی تعداد تبلیغ دین کے جذبے سے سرشار تھی مگر ان سادہ لوحوں کو میری طرح قطعاً معلوم نہ تھا کہ وہ ایک عیار شکاری کے چنگل

میں پھنس چکے ہیں جو اپنے مزموم مقاصد کی تکمیل کیلئے انکو استعمال کریگا۔ جس طرح کسی بیگار کیمپ میں کسی نوگرفتار کو بے دست وپا کردیا جاتا ہے اسی طرح جامعہ احمدیہ میں بھی ہوتا ہے۔ خلیفہ صاحب کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ کوئی طالب علم پڑھ لکھ کر کارآمد وجود نہ بن سکے۔ بعض طلبا نے خفیہ طور پر کچھ دوسرے امتحانات دئے تو ان سے سخت باز پرس کی گئی گویا علم حاصل کرنا بھی ایک جرم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب کسی مبلغ کو خلیفہ صاحب کی طرف سے سزا ملتی ہے تو اسے معافی مانگنے کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا کیونکہ جو علم اس نے قادیان میں پڑھا ہوتا ہے۔ مارکیٹ میں اسکی کوئی قیمت نہیں۔ یہ تو قادیانی جماعت ہی ہے جو مسیح کی وفات ثابت کرنے پر ڈیڑھ سو روپیہ دیتی ہے۔ دوسرے لوگوں کو اس مسئلے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اس مبلغ کو خود بھی اچھی طرح یہ احساس ہوتا ہے کہ عمر کا قیمتی حصہ تو میں یہاں تباہ کرچکا۔ اب جاؤں کہاں؟

م.ب. خالد قادیانیت سے توبہ کرکے مسلمان ہوگئے۔ مرزا صاحب کی جھوٹی پیشن گوئیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سو ہمارے قادیانی دوستو یہ ہے اس عظیم الشان مصلح موعود والی پیشن گوئی کی حقیقت اور عبرتناک انجام جس کو آپ حضرات آنکھیں بند کرکے ہر سال ۲۰ فروری کو بڑے طمطراق

سے مناتے ہیں۔ کاش آپ حضرات اندھے اعتقاد کو چھوڑ کر صرف خشیت للہ سے کام لیتے ہوئے اپنے پیشواؤں کے بیانات کا غیر جانبداری سے تجزیہ کریں تو انشاء اللہ آپ پر روشن ہو جائیگا کہ آپکے خود ساختہ نبی اور خلفا نے کیسے کیسے پر فریب پھندوں اور مکاری سے آپکو اور آپکے بال بچوں کو امت محمدیہ سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا اور آپکو احساس تک نہیں"۔

ڈاکٹر حافظ فدا الرحمان قادیانیت سے تائب ہونے کے اسباب پر مشتمل جو بیان نوائے وقت میں شائع ہوا اسکا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں :

"میں ایک خاندانی مرزائی تھا۔ میرے خاندان کے بزرگوں نے ڈیرہ غازی خان سے پیدل چل کر مرزا کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پھر ہمارے یہ بزرگ اپنی آنے والی ہر نسل کو حضور ﷺ کی نبوت کے خلاف نفرت کی تعلیم دیتے رہے۔ اس معاشرے کے لڑکے لڑکیاں جب کم سنی کے دور سے گذرتے ہیں تو انکو ربوہ کے جامعہ احمدیہ میں ایسی تعلیم دیجاتی ہے کہ مرزائیت کے سوا وہ کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ اگر کوئی لڑکا سمجھنے کی کوشش کرے بھی تو وہ مفید نہیں کیونکہ انکو ایسی ذمہ داریاں سونپ دی جاتی ہیں جو انکے ذہنوں کو مفلوج کر دیتی ہیں اور وہ انھیں ہندھنوں میں ہندھارہ جاتا ہے۔

۲) ربوہ میں انکی انجمن کی تنظیم شروع ہوتی ہے اسکی شاخیں غیر ملکوں میں بھی ہیں انکی مشزیاں بھی ہیں۔ وہاں

رہنے والے بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ پھر تمام لوگ جو مرزائی ہیں یا از سر نو مرزائی ہوتے ہیں انکی تمام جائیداد، ملازمتیں، کاروبار زندگی، اولاد کی تعلیم و تربیت سب کچھ انھیں کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ سارے کا سارا نظام ان کے اشارے پر رقص کرتا ہے۔ لوگوں سے وقف زندگی کے فارم بھروا لیتے ہیں اس طرح ساری زندگی کے لئے انکے زر خرید غلام بن جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ لوگ شریعت محمدی کو کیا جانیں اور کیا سمجھیں یہ لوگ حقیقتاً مجبور محض ہو جاتے ہیں "۔

۳) پھر کئی سادہ لوح پڑھے لکھے لوگوں کو رشتوں کا لالچ، غیر ممالک بھجوانے کا لالچ نقد رقم کی امداد کا لالچ دے کر اسلام سے منحرف و خارج کر دیتے ہیں"۔

پروفیسر ڈاکٹر اسماعیل نائجیریا قادیانیت سے تائب ہونے کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"بچپن میں میری تربیت کچھ ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ ہندو پاکستان کے قادیانی تبلیغی مشنوں کو میں عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ یہ مشن ہماری دینی سرگرمیوں کی نگرانی کرتے تھے۔ جب یہ جماعتیں ہمارے بزرگوں کے ذریعے ہم تک پہنچیں تو ہم بھی اپنے بزرگوں کی وجہ سے ان پر اور انکی تمام باتوں پر پورا پورا یقین کر لیتے تھے اور انکے استدلال کو ہم نیک نیتی کے

ساتھ قبول کر لیتے تھے۔ یہ لوگ اپنے دعوؤں کو ثابت کرنے کیلئے ہماری اسلامی کتابوں کا حوالہ دیتے تھے اور ہم اپنے اعتماد کی وجہ سے ان حوالوں کی تحقیق اور چھان بین کئے بغیر ہی ان کو بے چون وچرا قبول کر لیا کرتے تھے۔

انکا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ ہمیں مسلمانوں کے سواد اعظم سے بیگانہ کر دیں جنکی اسلامی طرز زندگی میں وہ کیڑے نکالا کرتے تھے۔ اس طرح اپنے زعم میں وہ قادیانیت کے نام پر ہمارے سامنے حقیقی اسلام پیش کرتے تھے"۔

بشریٰ باجوہ یہ رفیق احمد باجوہ کی بہن ہیں لکھتی ہیں :

"ربوہ کی سیاسی اور مذہبی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے ہزاروں موقع میسر آئے۔ شروع ہی سے ربوہ میں رہنے کے باعث ایک ہی قسم کا لٹریچر پڑھائے جانے کی وجہ سے ہمیں حقیقت حال سے بالکل بے خبر رکھا جاتا تھا۔ وہاں کی سیاسی اور مذہبی سرگرمیوں میں صرف احمدیت کی تبلیغ کی جاتی اور حضرت محمد ﷺ کی شان میں تقریبات میں شاذ و نادر ہی کوئی سرگرمی ہوتی جو محض اخباری کاروائی کیلئے منعقد کی جاتی تھیں"۔

میرے بھولے بھالے دوستو دیکھا آپ نے قادیان یا ربوہ میں تعلیم کا کیا طریقہ تھا کس طرح بچوں کی برین واشنگ کی جاتی تھی اور کیا انکے معصوم اور صاف ستھرے دماغوں میں غلاظت ٹھونسی جاتی ہے اس صورت حال اور اس ماحول میں اسلام کی

صحیح تعلیم اور اصلی صورت کون دیکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علماء اسلام خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے قادیانیت سے مسلمانوں کو بچانے والے علماء کو بہترین جزا عطا فرمائے کہ انھوں نے اس مذہب کے مکر و فریب کا پردہ خود ان کی ہی کتابوں سے چاک کر کے ایک عالم کو گمراہی سے بچالیا ہزاروں اس باطل مذہب سے توبہ کر کے محمد ﷺ خاتم النبیین کے سچے مذہب کے سچے تابعدار رہیں گے ہزاروں توبہ کر کے خود اس باطل مذہب کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اللہ پاک ان سب کو دنیا و آخرت میں سرخرو کرے اور بروز حشر حضور ﷺ کی شفاعت اور قیامت کی ہولناک گرمی میں حضور کے حوض کوثر کا جام نصیب فرمائے۔

حرف آخر اور خلاصہ کتاب

ہمارے بھولے بھالے قادیانی دوستو ہماری کتاب اختتام کو پہنچ رہی ہے۔ ہم نے اس کتاب میں آپکی معلومات کیلئے سب سے پہلے تو مرزا صاحب کے ان جرائم کا ذکر کیا ہے جو مذہب اسلام کی رو سے کفر اور ارتداد اور زندقہ کی تعریف میں آتے ہیں۔ کفر اسلام کی ضد ہے اس کی تین قسمیں بالکل ظاہر ہیں جو ہر مسلمان کو معلوم ہونی چاہیں اور وہ یہ ہیں :

۱. ایک کفر وہ ہے جو اعلانیہ ہو جیسے یہودی، عیسائی، ہندو وغیرہ (ان کے عقائد سب مسلمان جانتے ہیں اسلئے ان سے دھوکہ نہیں کھا سکتے)۔

۲. ایک کافر وہ ہے جو دل سے کافر ہو اور ظاہر میں خود کو مسلمان کہے اسکو منافق کہتے ہیں کہ یہ زبان سے تو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے مگر دل سے نہیں مانتا۔ یہ منافق کا کفر عام کافروں سے بڑھ کر ہے۔

۳. منافقوں سے بڑھ کر تیسرا کفر یہ ہے کہ وہ کافر ہو مگر اپنے کفر کو اسلام ثابت کرے قرآن کی غلط تاویل کر کے حدیث کی غلط تاویل کر کے بزرگوں کے اقوال و ارشادات کو توڑ مڑوڑ کر اجماع امت کے خلاف اپنا عقیدہ ثابت کرے ایسے لوگوں کو زندیق کہتے ہیں۔ یہ سب سے بڑا کفر ہے کیونکہ اس سے پوری امت میں فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہے۔

۴. مرتد اسکو کہتے ہیں جو اسلام قبول کرنے کے بعد اسکو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے شریعت میں مرتد کو تین دن کی مہلت دی جاتی ہے کہ توبہ کرکے واپس مذہب اسلام اختیار کرلے ورنہ اسکو قتل کردیا جائیگا مگر یہ سب کام اسلامی حکومت کا ہوتا ہے نہ کہ افراد کا۔

کفر، نفاق، ارتداد اور زندیق کی تعریف معلوم ہونے کے بعد آپکو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک مسلمان پر کفر کب اور کس وجہ سے عائد ہوتا ہے اسکی تفصیل یہ ہے۔

اگر کوئی شخص اسلام کے کسی بھی قطعی اور یقینی عقیدے یا حکم کو نہیں مانتا یا ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے یا اس میں اجماع امت کے خلاف تاویلات کر کے اسکو بدلنے کی کوشش کرے تو ایسا شخص کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

ضروریات دین کی تعریف :

اسلام کے وہ احکام قطعیہ جو مسلمانوں کے ہر طبقے خاص وعام میں اس طرح مشہور ہو جائیں کہ انکا حاصل کرنا کسی خاص اہتمام یا تعلیم پر موقوف نہ رہے بلکہ ہر مسلمان کو بچپن ہی سے وراثتاً یہ باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ کا فرض ہونا۔ چوری، شراب، زنا وغیرہ کا گناہ اور حرام ہونا۔ آنحضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا وغیرہ تو ایسے احکامات کو ضروریات دین کہتے ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے والا کافر کہلائے گا۔

قطعی و یقینی :

ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو عبارت قرآن پاک میں اس حکم کے متعلق آئی ہے یا حدیث متواتر سے ثابت ہو چکی ہے اور وہ اپنے مفہوم و مراد کو بھی صاف صاف ظاہر کرتی ہو اور اسمیں کسی قسم کی الجھن یا ابہام نہ ہو کہ جس میں کسی کی تاویل چل سکے ایسے قطعی اور یقینی حکم کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے۔ (ایمان و کفر قرآن کی روشنی میں از مفتی محمد شفیع)

کفر کی چند مثالیں :

مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ قرآن بے شک محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا میرا ایمان ہے مگر مسلمان جسکو قرآن کہتے ہیں یہ وہ قرآن نہیں تو ایسا شخص کافر ہے۔

۲) ایک شخص کہتا ہے کہ میں محمد ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں مگر اب محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے تو ایسا شخص کفر کرتا ہے۔

۳) یا ایک شخص کہتا ہے کہ نماز بے شک مسلمانوں پر فرض ہے مگر اس سے یہ عبادت مراد نہیں جو پانچوں وقت کی جاتی ہے تو یہ بات بھی کفر کی ہے۔

۴) ایک شخص کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت آنے کی پیشگوئی کی ہے مگر عیسیٰ ابن مریم سے مراد وہ شخصیت نہیں جسکو مسلمان عیسیٰ ابن مریم کہتے ہیں بلکہ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے تو یہ بھی کفر ہے۔

۵) ایک شخص کہتا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ محمد ﷺ خاتم النبین ہیں مگر اسکے معنی وہ نہیں جو مسلمان سمجھتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپکے بعد کسی کو نبوت نہیں عطا کی جائیگی۔ بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ اب نبوت دوسروں کو آپکی مہر سے ملا کرے گی تو یہ بات بھی صریح کفر ہے۔ (تحفہ قادیانیت جلد اول صفحہ ۴۱۷)

مختصر یہ کہ آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کے تمام احکامات اور حقائق کو صرف لفظاً نہیں بلکہ اسی معنی و مفہوم کے ساتھ ماننا جو آنحضرت ﷺ سے لیکر آج تک متواتر چلے آتے ہیں شرط اسلام ہے۔ جو شخص دین محمدی کی کسی ایک قطعی اور متواتر حکم یا عقیدہ یا حقیقت کا انکار کرے خواہ لفظ و معنی دونوں کا انکار کرے یا الفاظ

تو تسلیم کرے مگر معنی و مفہوم کا انکار کرے یا بدل دے وہ قطعی کافر ہے خواہ وہ ایمان کے کتنے ہی دعوے کرے، کلمہ پڑھے، نماز روزے کی پابندی کرے۔ کیونکہ جب کفر ثابت ہو گیا تو پھر اسکا کوئی عمل اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔

کفر و ایمان کی اس تعریف پر اجماع امت ہے یعنی مسلمانوں کا ہر فرقہ اور ہر مسلک اس مسئلہ پر متفق ہے اور کوئی اس سے اختلاف رائے نہیں رکھتا۔

میرے بھولے بھالے قادیانی دوستو جب آپ نے اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لیا تو اب اسی کی روشنی میں اپنے مقتدا مرزا صاحب اور انکے مذہب کے عقائد پر انصاف کے ساتھ۔ عقید تمندی کے غلو سے بچتے ہوئے اور سچائی کو تلاش کرنے کی تڑپ رکھتے ہوئے ذرا نظر ڈالو تو تم دیکھو گے کہ مرزا صاحب کے ہر مذہبی جرم سے جنکا ابتدا میں ہم نے ذکر کیا ہے کفر اور زندقہ اور ارتداد کی بو آتی ہے مثلاً میں مسیح موعود ہوں۔ میں ظلی نبی ہوں۔ حضور دوسری بعثت میں پہلے سے بڑھکر میری شکل میں آئے ہیں۔ میں تمام اولیا قطب غوث سے افضل ہوں سو حسین جیسے میرے گریبان میں ہیں۔ سارے انبیا میری جیب میں ہیں۔ مجھ پر وحی آتی ہے۔ جو مجھ کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اب نجات محمد ﷺ کے دین کے اتباع میں نہیں بلکہ میرے اتباع میں ہے۔ قرآن میں اسمہ احمد میرے لئے آیا ہے۔ میری وحی اور قرآن کی وحی میں کوئی فرق نہیں محمد ﷺ کے دین کو ماننے والے کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ انکو لڑکی نہ دو۔ قادیان کی زیارت ظلی حج کے برابر ہے۔ اب جہاد منسوخ ہو چکا ہے۔ ہر شخص ترقی کر سکتا حتی کہ محمد رسول اللہ سے بڑھ سکتا ہے (خلیفہ قادیان کا بیان)۔ تکمیل اشاعت دین جو حضور ﷺ نہیں کر سکے اسکے لئے اب مجھے بروزی رنگ میں بھیجا گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے جس

عیسیٰ کے آنے کا حدیث میں ذکر ہے وہ میں ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ظاہر ہوا۔ وہ گالیاں بکتے تھے۔ شراب پیتے تھے اور فاحشہ عورتوں سے اختلاط رکھتے تھے انکی دادی اور نانی کسبی عورتیں تھیں۔

میرے بھولے قادیانی دوستو ان تمام دعووں کو ہم آپکی کتابوں کے مستند حوالوں سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپکو آپکے مبلغین نے اور جماعت نے یہ تلخ حقائق نہیں بتائے ہونگے کیونکہ آپکی برین واشنگ جس طرح کی جاتی ہے اور جس قسم کی تعلیم دی جاتی ہے اسکی کچھ تفصیل ہم نے پچھلے اوراق میں دی ہے ایسی تعلیم میں یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی اسلام کی اصل شکل و صورت دیکھ سکے۔ اسلئے ہمارا فرض تھا کہ ہم بھی اپنا تبلیغی فرض ادا کریں اور کوشش کریں کہ آپکو اس مکر و فریب کی دنیا اور خود ساختہ مذہب سے نکال کر اللہ کے سچے رسول محمد ﷺ کے سچے دین اسلام سے جوڑ دیں۔ ہم نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ مرزا صاحب کی شکل آپکو انکے عقائد و عبادات کے آئینے میں دکھائی۔ معاملات کے آئینے میں دکھائی۔ معاشرت کی کسوٹی پر پرکھ کر دکھایا۔ مکارم اخلاق کی کسوٹی پر پرکھا۔ پھر آپکو یہ بھی بتایا کہ مرزا صاحب کی وہ تمام پیشن گوئیاں جنکے سچا اور پورا ہونے کو انھوں نے اپنی بزرگی اور صداقت کا معیار ٹھہرایا تھا وہ سب جھوٹی نکلیں۔ ہم نے آپکو مرزا صاحب کی چاپلوسی، خوشامد اور کاسہ لیسی کے وہ شاہکار بھی دکھائے جو انھوں نے انگریزی سرکار کی خوشنودی کیلئے لکھے تھے۔ پھر مرزا صاحب نے جو یہ دعویٰ کیا تھا کہ انکو اسلئے نبی بنایا گیا ہے کہ وہ از سر نو اسلام کی خدمت کریں برائیوں کو مٹائیں اور سب ادیان پر دین اسلام کو غالب کریں۔ ہم نے اس دعوے کے جھوٹا ہونے کا ثبوت بھی آپکے سامنے پیش کر دیا۔ پھر ہم نے مرزا صاحب کو

اخلاقی جرم کی سزا میں عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہوا آپکو دکھایا۔ اسکی بھی ہم نے شہادتیں پیش کیں کہ دنیا، ہم عصر اور اپنے پرائے مرزا صاحب کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ یہ سب ہم نے اسلئے کیا کہ خود آپکا ضمیر اور آپکی عقل سلیم اسکا فیصلہ کر سکے کہ جس مذہب پر آپ اپنی زندگی گذار رہے ہیں وہ اللہ کے سچے رسول ﷺ کے سچے مذہب کے مخالف ہے یا موافق۔ ہو سکتا ہے اس باطل مذہب کی وجہ سے آپکو دنیا کی کچھ آسائشیں مل گئی ہوں۔ اچھی خوبصورت بیوی مل گئی ہو۔ اعلیٰ عہدہ کی ملازمت مل گئی ہو۔ کچھ نقد روپیہ آپکو مل گیا ہو۔ مگر دوستو دین فروشی سے اگر ساری دنیا کی بادشاہت بھی مل جائے تو یقیناً خسارے کا سودا ہے کیونکہ دنیا کی نعمتیں فنا ہونے والی ہیں اور آخرت کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ باقی رہینگی۔ عقلمند وہ ہے جو باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکی آنکھوں کو ہدایت کے نور سے روشن کرے اور آپکے سینے کو قبول حق کیلئے کھولدے اور آپ تائب ہو کر اللہ کے سچے رسول ؐ کے سچے دین اسلام سے اسی طرح پھر جڑ جائیں جس طرح آپکے آباؤاجداد چودہ سو سال سے اس دین مبین سے پیوستہ تھے۔

قادیانی ماحول میں رہنے والے مسلمانوں کیلئے ہدایات

ہمارے بہت سے مسلمان نوجوانوں کو غیر ممالک میں اور اپنے ملک میں بھی بعض مرتبہ ایسی جگہ رہنا ہوتا ہے جہاں کچھ قادیانی حضرات بھی انکے ساتھ ہوتے ہیں اور چونکہ ہر قادیانی کو جماعت کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ دوسروں کو بھی اپنا ہم عقیدہ بنائے اسلئے وہ آہستہ آہستہ باتوں باتوں میں مسلمان نوجوانوں کے ذہن

خراب کرتے رہتے ہیں۔ مسلمان نوجوان نہ زیادہ اپنے مذہب سے واقف ہوتے ہیں اور نہ قادیانی مذہب سے اسلیئے اکثر نوجوان قادیانی مبلغین یا قادیانی دوستوں اور ملنے جلنے والوں کے فریب میں آکر اپنی آخرت خراب کر لیتے ہیں۔ ایسے نوجوان مسلمانوں کی رہنمائی کیلیئے ہم ایک سابق قادیانی مبلغ مولانا عبد الکریم مباہلہ جو الحمد للہ اب تائب ہو کر مسلمان ہیں کی ایک تحریر سے کچھ اقتباس پیش کرتے ہیں وہ چونکہ ۱۷ برس خود قادیانی جماعت کے مبلغ رہ چکے ہیں اسلیئے انھوں نے دکھایا ہے کہ کس طرح قادیانی مبلغین دجل و فریب سے اور مکارانہ چالوں سے سیدھے سادھے مسلمانوں کو اپنے دام میں پھنساتے ہیں۔ سنیئے :

"میرے خیالات قیاس پر مبنی نہیں بلکہ ٹھوس تجربہ کی بنا پر ہیں کیونکہ میں خود عرصہ ۱۷ برس قادیانیوں کا آنریری مبلغ رہ چکا ہوں مگر خداوند کریم نے قادیانیت کی حقیقت کو مجھ پر آشکارا کر دیا اور اس گروہ کے اندرونی حالات نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا کہ یہ کوئی مذہبی جماعت نہیں ہے بلکہ ایک تجارتی کمپنی ہے اس لحاظ سے مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں تاکہ ناظرین میرے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں۔

قادیانی جب کسی نو تعلیم یافتہ یا ان لوگوں سے جو قادیانیوں کے عقائد سے واقف نہیں ہوتے ملتے ہیں تو پہلے انھیں کے مذاق کے مطابق گفتگو شروع کرتے ہیں انکی گفتگو کا نچوڑ یہ ہوتا ہے کہ اسلام چاروں طرف سے خطرات و مصائب میں گھرا ہوا ہے۔ مسلمانوں پر ذلت و ادبار کا دور دورہ ہے ان حالات میں جو لوگ تکفیر بازی کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں دراصل وہی اسلام کے جانی دشمن ہیں۔ آج وقت کا تقاضہ ہے کہ آپس کے اختلافات کو بھلا دیا جائے کوئی جھگڑا نہ کیا جائے اور ہر وہ

شخص جولاالٰہ الااللہ محمد رسول للہ کا قائل ہے خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو ایک دوسرے سے متحد ہوکر غیروں کے مقابلے میں سینہ سپر ہوجائے۔ تنگ نظری کو دور کردیا جائے۔ غرض کہ ایسی تقریر کرینگے کہ ناواقف یہی سمجھے گا کہ یہ قادیانی لوگ اسلام اور مسلمانوں کے بڑے ہمدرد ہیں اور انھیں مسلمانوں کی تکالیف اور زبوں حالی کا تنا احساس ہے کہ شاید رات کی نیند بھی ان پر حرام ہو چکی ہے۔

قادیانیوں کا یہ ہتھکنڈا آجکل عام ہے کیونکہ انکے خیال میں کالجوں کے تعلیم یافتہ لوگ مذہب سے زیادہ واقف نہیں ہوتے وہ اپنے ہی مذہب سے واقفیت نہیں رکھتے توانکو قادیانی عقائد کا کیا علم ہوگا اسلئے قادیانی انکی مجالس میں اور مسائل کو چھوڑکر یہی حربہ استعمال کرتے ہیں تاکہ انکو اپنے علما سے متنفر کیا جائے اور انھیں یہ یقین دلانا جائے کہ فساد کے بانی یہی مولوی اور علما ہیں اور انھیں کا مشغلہ تکفیر بازی ہے اس طرح یہ نو تعلیم یافتہ اپنے علماء سے نفرت کرنے لگیں گے اور انکی بات اور نصیحت کورد کردینگے اس طرح انکو قادیانی بنانا آسان ہو جائیگا۔

اگر کوئی قادیانی آپکے سامنے اتحاد کی رٹ لگانا شروع کرے تو آپ انکے عقائد (جس میں تمام غیر احمدیوں کو کافر فاحشہ عورتوں کی اولاد، اور انکے پیچھے نماز نہ پڑھو، لڑکی نہ دو، انکا جنازہ نہ پڑھو وغیرہ) انکے سامنے پیش کرکے ان سے کہیں کہ تمہارے فتنہ انگیز عقائد کی روشنی میں تمہارا یہ وعظ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کے برابر ہے۔

قادیانیوں سے گفتگو کرتے وقت ہمیشہ یہ خیال رہے کہ قادیانی کبھی ایک بات پر نہیں ٹھرے گا۔ ہمیشہ ایک بات کو چھوڑ کر دوسری بات کی طرف رخ کریگا اور

بحث کو اس جگہ لیجائے گا جہاں جھگڑا ہو اور گفتگو بغیر نتیجہ رہجائے۔ اسلئے ہمیشہ گفتگو کرتے وقت جو سوال آپ اس سے کریں اسکو دہراتے رہیں اور اس سے جواب کا مطالبہ کرتے رہیں اور ہر وقت یہ پیش نظر رہنا چاہیئے
کہ گفتگو مختصر ہو اور ایک وقت میں ایک ہی بات ہو۔ قادیانی ہوشیار اور چالاک جماعت ہے۔ موقعہ کے مناسب چال چلنا انکا دستور ہے۔ جیسے ہی انکو معلوم ہوگا کہ ہمارا مد مقابل مسلمان (ہمارے متعلق کچھ علم رکھتا ہے) اور ہمیں دندان شکن جواب دیگا وہ فوراً بحث بند کردیگا اور یہ تقریر شروع کردینگے کہ اسلام مصائب میں گھرا ہوا ہے۔ مناظروں کو چھوڑو، آپس میں مل کر اسلام کی ترقی کی کوشش کرو۔

ہم طوالت کے خوف سے اتنے ہی اقتباس پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ مولانا عبدالکریم مباہلہ صاحب نے قادیانیوں کے طریقہ تبلیغ پر کافی بصیرت افروز مضمون لکھا ہے اگر نوجوان چاہیں تو متین خالد صاحب کی کتاب ”قادیانیت سے اسلام تک“ کا مطالعہ فرمائیں۔

بہر حال اس مختصر تحریر سے ہمیں قادیانیوں کا طریقہ تبلیغ بتا کر مسلمان نوجوانوں کو آگاہ کرنا تھا تاکہ وہ انکے فریب میں نہ آسکیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ تحریر پڑھکر مسلمان نوجوان قادیانی دوستوں یا ملنے جلنے والوں یا انکے مبلغین سے مذہبی گفتگو کرتے وقت پر اعتماد لہجے میں بات کر سکیں گے اور انکے طریق کار سے متاثر نہیں ہونگے۔

دوسری ہدایت یہ ہے کہ اگر وہ علمی بحث کریں تو انکو منع کردیں کہ ہم عالم نہیں آپ ہم سے سیدھی سیدھی اور صاف بات کریں اور پھر ان سے یہ کہیں کہ فقہ

اسلامی میں اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے کہ کوئی کیسا ہی بزرگ ولی، عبادت گذار متقی ہو اگر اس سے کوئی بات کفر، ارتداد یا زندقہ کی صادر ہو گئی تو اسکی ساری بزرگی ولایت اور پرہیز گاری مٹی ہو جاتی ہے۔ مرزا غلام احمد کیسے ہی بزرگ ہوں، مسیح ہوں، ولی ہوں مگر چونکہ ان سے بہت سے مسائل میں کفر وارتداد سرزد ہو گیا اسلئے اب وہ بزرگ ولی، مسیح اور نبی تو کیا ایک عام مسلمان بھی نہیں رہے بلکہ شریعت محمدیہ کے نزدیک مرتد اور واجب القتل ہیں اور جو اس کفر کے باوجود انکو بزرگ یا مسیح یا نبی مانے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے آپ کہدیں اس سے زیادہ علمی بحث ہم نہیں جانتے البتہ ہم آپکو نصیحت کرتے ہیں کہ اس باطل مذہب کو چھوڑ کر اللہ کے سچے رسول کے سچے مذہب اسلام میں واپس آجایئے اللہ ہر تائب کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اسی طرح وہ مسلمان جو قادیانی عقائد نہ جاننے کی وجہ سے بعض معاملات میں انکے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں مثلاً بعض مسلمانوں کو کہتے سنا گیا ہے کہ قادیانیوں کو کلمہ پڑھنے سے کیوں منع کیا جاتا ہے۔ کیا حرج ہے اگر وہ اپنی مسجدیں بناتے ہیں۔ ان سے ملنے جلنے میں کیا نقصان ہے آخر ہم عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی تو ملتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس کتاب کو پڑھکر انکو اپنی غلطی کا احساس ہو جائیگا۔

اس بارے میں ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کلمہ شریف اور مساجد وغیرہ یہ شعائر اسلام ہیں یعنی یہ اسلام کی نمائندگی کرتے ہیں اسکی نشانیاں ہیں اور شعائر اسلام کسی کافر یا غیر مسلم کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس سے خلق خدا دھوکہ کھاتی ہے۔ مسجد ضرار کا واقعہ خود قرآن میں موجود ہے جو منافقوں نے آپس میں مسلمانوں کے خلاف صلاح مشورہ کرنے کیلئے ایک مرکز کے طور پر

بنائی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسکو مسمار کر دیا گیا کیونکہ اسکی بنا فاسد تھی اور وہ اللہ کی عبادت کیلئے نہیں بنائی گئی تھی۔

اور کلمہ طیبہ کے متعلق آپ اتنا سمجھ لیں کہ ہر شخص کا کلمہ پڑھنا اللہ کے نزدیک معتبر نہیں ہوتا حضور کے زمانے میں منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انکو جھوٹا فرمایا اور کہا "واللہ یشھدان المنافقین لکاذبون" (اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین قطعاً جھوٹے ہیں)۔ دراصل لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ حضور ﷺ کے لائے ہوئے پورے دین کو ماننے کی شہادت ہے۔ اور جو آپکے دین کے کسی ایک بھی قطعی یقینی اور متواتر حکم کو نہیں مانتا وہ گویا حضور ﷺ کی تکذیب کرتا ہے اور اسکا کلمہ پڑھنا جھوٹ اور منافقت ہے۔ مرزا صاحب اور انکے ماننے والے بہت سے قطعی اور متواتر احکام کے منکر ہیں۔ دوسرے مرزا نبوت کے مدعی ہیں اور انکے ماننے والے بھی انکو نبی مانتے ہیں ایسا نبی کہ مرزا میں اور محمد ﷺ میں کوئی فرق نہیں رکھتے اسلئے جب وہ کلمہ پڑھتے ہیں تو محمد سے مراد مرزا ہوتے ہیں۔ یہ سراسر ناموس رسالت پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

جب مرزا صاحب اور انکی جماعت ساری دنیا کے غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر اور فاحشہ عورتوں کی اولاد کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکے پیچھے نماز نہ پڑھو، انکو لڑکی نہ دو، انکا جنازہ نہ پڑھو تو یہ گویا اس بات کی دلیل ہے اور ایک جگہ اسکا اعتراف بھی کیا ہے کہ قادیانی مذہب مسلمانوں کے مذہب سے بالکل جداگانہ ایک الگ مذہب ہے چنانچہ خلیفہ قادیان خطبہ جمعہ میں اسکا اعتراف کرتے ہیں :

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں آپ نے فرمایا یہ

غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے (غیر قادیانی) ہمارا اختلاف
صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ
تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج،
زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں
ہمیں ان سے (مسلمانوں سے) اختلاف ہے"۔

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

توجب آپکا مذہب ہم سے جدا ہوگیا تو آپکا کلمہ بھی ہم سے جدا ہونا چاہیئے آپ ہمارے کلمہ کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ محمد صالح نور جو پہلے قادیانی تھے بتاتے ہیں کہ انھوں نے نائیجیریا میں بنی ہوئی ایک مسجد کی تصویر دیکھی ہے جس پر کلمہ شریف اس طرح لکھا ہے "لا الہ الا للہ احمد رسول للہ" (احمد سے مراد غلام احمد قادیانی) (قادیانیت سے اسلام تک صفحہ ۳۷۸)۔ نائجیریا میں چونکہ انکو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں اسلیئے آزادی سے اپنا عقیدہ "احمد رسول للہ" (یعنی مرزا غلام احمد رسول للہ) مسجد پر لکھ کر ظاہر کردیا۔ پاکستان میں چونکہ الحمدللہ قانون نے گرفت کر رکھی ہے اور علما اسلام بھی ان پر نظر رکھے ہوئے ہیں اسلیئے یہاں انکو احمد رسول للہ کہنے یا لکھنے کی ہمت نہیں ہوتی اسلیئے یہاں لکھتے تو محمد رسول للہ ہیں مگر محمد سے مراد مرزا صاحب کی ذات ہوتی ہے جو انکے بقول مرزا کی شکل میں دوبارہ تشریف لائے ہیں۔ وجہ ظاہر ہے کہ عام بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلیئے اور دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلیئے اب آپکی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ قادیانیوں کو کلمہ شریف اور دوسرے اسلامی شعار اختیار کرنے سے قانوناً اور اخلاقاً کیوں روک دیا گیا ہے۔ الحمد اللہ کتاب اختتام کو پہنچی حق تعالیٰ مسلمانوں کو قادیانیت کے فتنہ سے محفوظ رکھے اور جو اس میں گرفتار ہوچکے ہیں انھیں توبہ نصیب ہو آمین۔